

4th A. or. (50)

T O T A K U H A N E E.

A TRANSLATION

INTO THE HINDOOSTANEE TONGUE,

OF THE POPULAR PERSIAN TALES,

ENTITLED

T O O T E E N A M U,

B Y

SUEYUD HUEDUR BUKHSHI HUEDUREE.

UNDER THE SUPERINTENDENCE OF

JOHN GILCHRIST.

FOR THE USE OF THE STUDENTS

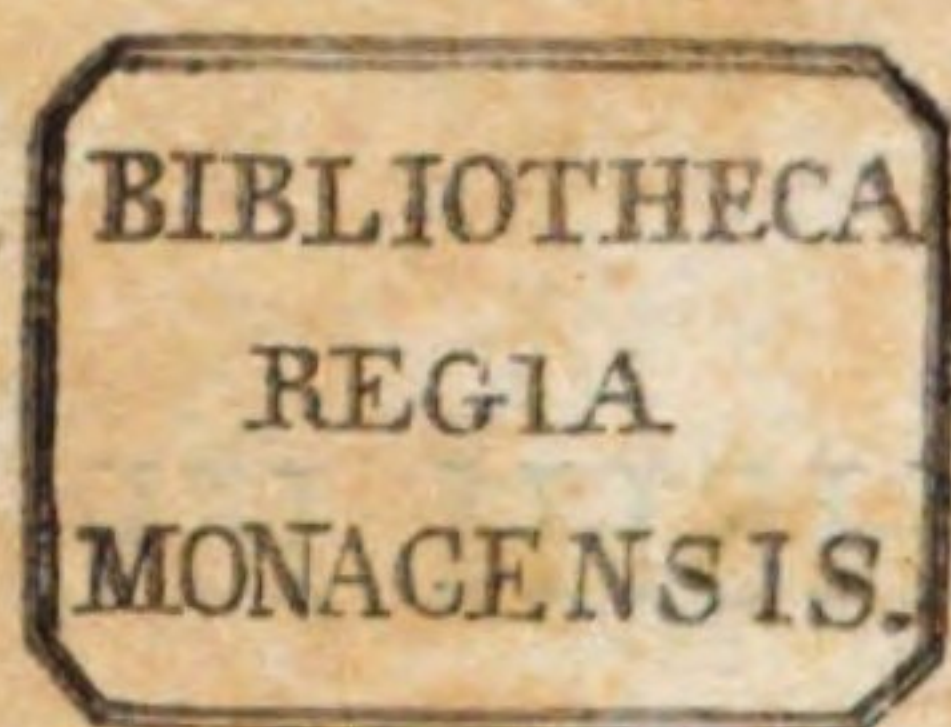
IN THE

COLLEGE OF FORT WILLIAM.

Calcutta,

PRINTED AT THE HINDOOSTANEE PRESS,

1804.



THIS WORK IS RESPECTFULLY INSCRIBED

TO

GEORGE BOYD ESQ R.

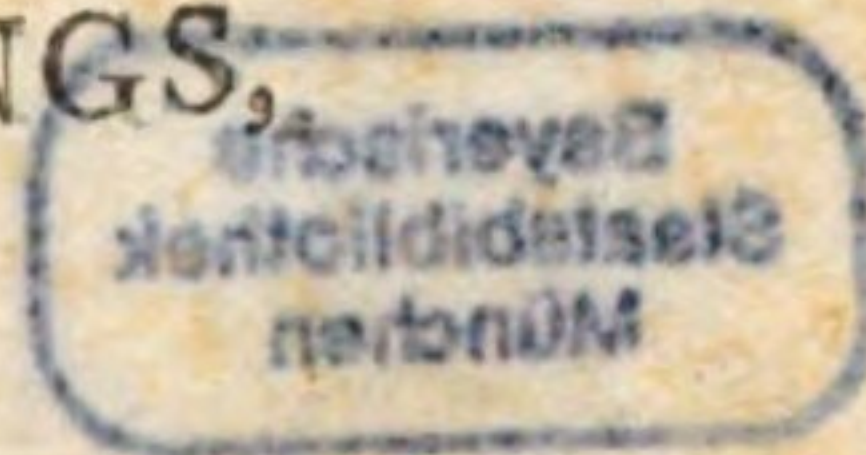
HEAD SURGEON ON THE BENGAL ESTABLISHMENT.

AS A GENTLEMAN

PARTICULARLY QUALIFIED,

TO JUDGE OF THE MERIT

OF SUCH LITERARY UNDERTAKINGS,



FROM HIS EXTENSIVE KNOWLEDGE OF

ORIENTAL LANGUAGES,

BY HIS SINCERE FRIEND

JOHN GILCHRIST.

THIS WORK IS HEREBY RECOMMENDED

TO

GEORGE BOYD KERR

HEAD SURGEON OF THE GENERAL HOSPITAL

AS A GENTLEMAN

IN THE COURSE OF HIS DUTY

TO JUDGE OF THE MERIT

OF SUCH LITERARY UNDERTAKINGS

Bayerische
Staatsbibliothek
München

FROM HIS EXCELLENCY THE PRINCE OF

ORIENTAL LANGUAGES

BY HIS SINGLE COPY

JOHN CH. KERR

P R E F A C E.

THESE popular tales have long been read and admired in the original Persian, in which language they were composed by Zea Oöddeeni Nukhshubee. They are now translated into Hindoostanee by Sueyud Huedur Bukhshi Hueduree, of Shahjuhanabad from an abridgment of the original made in the Persian tongue by Mööhumud Qadiree.

The easy familiar style in which they are now translated, renders this work a desirable acquisition to the Hindoostanee scholar, both for improving himself in the idiom of the Rekhtu, and giving him considerable information of the popular manners of Asia, of which these tales afford a correct and pleasing picture.

PREFACE

THESE popular tales have long been read and admired in the original Persian, in which language they were compiled by Sa'ad-ud-din Nakhshab. They are now translated into Hindoostanee by Syed Akbar Bakshi, a student of Shahjahanabad, in an abridgement of the original style in the Persian tongue by Mohammad Qudus. The only smaller tale in which they are now translated, renders this work a desirable acquisition to the Hindoostanee library, both for improving himself in the idiom of the Persian, and giving him considerable information of the popular manners of Asia, of which these tales afford a correct and pleasing picture.

صفحہ	سطر	فلسط	صحیفہ
-	۲	مر	۹۳
۶	۷	برہمن	۹۳
-	۱۳	یہہ	-
۶۸	۱۱	پیار	۹۴
۵۸	۷	یہہ	۹۵
-	۱۷	ملک	-
۵۸	۱۷	کے	۹۶
۶۸	۱۷	ایشاکہ جو	۹۶
-	۷	سرو	۹۷
۸۸	۱۵	حاصل کلام	۱۳۵
۶۸	۱۱	جہہ	۱۳۶
۶۸	۱۱	یہہ	-
۵۸	۷	یہہ	-
۶۲	۱۲	دیا	-
-	-	آخر	-
-	-	آخر	-

صفحہ	نقطہ	غلط	صحیح
-	۱۰	ترے	ترے
۸۲	۱۱	دونوں	دونوں
-	۱۰	کردنگی	کردنگی
۸۲	۱۲	اُپر	اُپر
۸۵	۱	سانپ	سانپ
-	۲	واستا	واستا
۸۵	۱۷	تو	تو
۸۶	۱۳	ہوں	ہوں
-	۱۷	مانس	پاس
۸۸	۱۰	چھ	کچھ
۸۹	۱۲	بالفعل	بالفعل
۸۹	۱۷	ناجرا سنی	ناجرا پنی
۹۰	۱۷	دیشی	دیشی
۹۲	۰	سر	پر
-	۱۱	معم	معم
-	۱۷	چمنستان بہار	چمنستان میں بہار

صفحہ	نقطہ	غلط	صحیح
-	۱۷	ای	ای
۷۶	۳	اس	اس
-	۶	بیچے	بیچے
-	۸	پیام	پیام
۷۷	۱۵	کہ	کہ
-	۱۶	بڑن	بڑن
۷۸	۱۷	طرح	طرح
-	۵	چند راہ	چند راہ
-	۱۱	اس نے	اس کے
-	۱۷	مچائیں - دل	مچائیں - دل
۸۰	۱	سوڈا لمر	سوڈا لمر
-	۷	اپنے دہری	اپنی دہری
-	۱۶	بہت	بہت
۸۱	۸	لواہی	گواہی
-	۹	رکھا	رکھا
-	۱۲	لگاؤے	لگاؤے

صفحہ	خط	خط	صفحہ
۷۰	۹	تانبے	تانبے
-	۱۰	میرے	میرے
-	۱۳	جائیگی	جائیگی
-	۱۴	لیرا	لیرا
۷۱	۱۲	نرہنے	نرہنے
۷۱	۱۴	کھا	کھا
۷۳	۸	بند روں	بند روں
-	۹	فرینے	فرینے
-	۱۱	بولتا۔ پہچانتا	بولتا۔ پہچانتا
-	۱۳-۱۲	گیدروں۔ شیروں	گیدروں۔ شیروں
-	۱۴	پہچاں	پہچاں
-	۱۷	انہوں	انہوں
۷۳	۱۰	ملک	ملک
-	۹	پہنچاؤ	پہنچاؤ
-	۱۵	توڑے کے	توڑے کے
۷۵	۱۱	آسا	آسا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۷	۳	۶ - کربکا	ہی کربکا
-	۷	شیرے	تیرے
۱۲۹	۱۳	جاہ	جگہ
۱۳۰	۱۱	چلائی	چلائی
۱۳۱	۱۲	الکر	اگر
۱۳۲	۳	بیدار	بیدار
-	-	وہ	وہ
-	۴	کو	کو
-	۱۶	تیت	تب
-	۱۷	ن	ن
۹۷	۱	سنسی	سنسی
-	۱۰	نے	نے
۹۷	۱۲	بھر	وہر
۹۹	۱۱	جاہ	جاہ
-	۱۲	گفتگو	گفتگو
-	۱۵	کوں	کہوں

صفحہ	مسطر	غلط	صحیح	صفحہ
-	۱۶	لوتنے	لوتنے لگا	۷۶۱
۱۱۱	۱۲	اتھائیسواں نقل	اتھائیسویں نقل	-
۱۱۳	۵	گھنٹا	گھنٹا	۶۶۱
-	۱۱	جوتے	جوتے	۷۶۱
-	۱۲	پچھلے	پچھلے	۱۳۱
-	۱۳	جوں	جوں	۷۳۱
۱۱۵	۸	گُزریا	گُزریا	-
-	۱۵	ایہ	ایہ	-
-	۱۷	لہانک	کہ ایک	-
۱۱۶	۱۵	وہ	وہ	-
۱۱۷	۹	توتے	توتے	۷۶
۱۱۸	۱۰	تک	تک	-
۱۱۹	۲	لو	کو	۷۶
۱۲۰	۸	ہوگی	ہوگی	۶۶
-	۱۰	ہرگز	ہرگز	-
۱۲۵	۸	لکریاں	لکریاں	-

صفحہ	خط	خط	صفحہ
۷۶	۷۶	۱۷۱	۱۰۱
-	کہا - بد	کہا - بد	۱۰۲
-	دیا	دیا	-
۸۶	تیرے	تیرے	۱۰۳
-	عقل مندوں	عقل مندوں	-
-	حرمت	حرمت	-
-	اکر کہتی	اکر کہتی	-
۸۲	کہ صبر کروں	کہ صبر کروں	-
-	آشنائی	آشنائی	-
۱۰۱	لمروں - کسی	لمروں - کسی	-
-	برے - بگھ	برے - بگھ	۱۰۲
-	جو بن - اُبرہا	جو بن - اُبرہا	-
-	آخر کار	آخر کار	۱۰۸
-	کریگی	کریگی	-
-	طواف	طواف	۱۰۹
-	توتا	توتا	۱۱۰

صفحہ	نظر	غلط	صحیح
۹۷	۸	کمی انداز کو	کے انداز کو
-	۱۲	پاؤں	پاؤں
-	-	یہ	یہ
۹۸	۴	اندی	اندی
-	۵	کیرکا	کیرکا
-	۷	پسچھ	پسچھ
-	۱۳	لراکا	لراکا
۹۹	۱۱	پرا	پرا
-	۹	سُننے	سُننے
۱۰۰	۳	پڑھی	پڑھی
-	۴	چپسواں	چپسواں
-	۸	ای	ای
-	۹	ہاؤں - غصہ	ہاؤں - غصہ
-	۱۰	ای کد بانو!	ای کد بانو!
-	۱۱	باتیں - ہیں	باتیں - ہیں
-	۱۵	آئے - نیچے	آئے - نیچے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
-	-	ہاتش	ہاتش
-	۶	یل	یل
-	۱۰	پہنچوں	پہنچوں
۶۲	۱	سید ہارین	سید ہارین
-	۸	جوں	جوں
-	۱۱	کئے	کئے
-	۱۳	کسی	کسی
۶۳	۱۷	بہتر	بہتر
۶۴	۱	لوش	گوش
۶۵	۱	چھوٹے	چھوٹے
-	۱۴	لر	کر
-	۱۵	کہو	کہوں
۶۶	۱	کم	کم
-	۲	لی	کی
-	۳	لرتے	کرتے
-	۱۳	کودھب	گدھب
-	۱۴	کودھب	گدھب

صفحہ	سطر	فرط	صحیح
-	۳	جنگل	چنگل
-	۱۲	لہ	کہ
۵۵	۶	اس	اس
-	-	لہ	کہ
-	۱۰	خیر	خیر
-	۶۱	بیٹھا	بیٹھا
۵۶	۱۲	بھرتے	بھرتے
-	۱۷	لاع	لالچ
۵۷	۲	بانک دی	بانگ دی
۵۸	۷	لوشت	گوشت
-	۹	لرو	کرو
۵۹	۱	ہم	ہم
-	۱۲	منع	منع
۶۰	۴	لیئے	لیئے
-	۷	لالی	لگی
۶۱	۳	مشورت	مشورت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
-	۹	صہ	صُبح
-	۱۵	نواں - گسوار	نواں - گسوار
۲۸	۳	طرح	طرح
-	۱۷	ے	نے
۲۹	۱۳	اُس	اِس
-	۱۷	لہ	کہ
-	۱۷	اَلر	اَلر
۵۰	۲	اِس	اِس
۵۱	۵	باناب	باناب
۵۲	۷	محبوب	محبوب
-	۱۲	بیٹا - گریہ	بیٹا - گریہ
-	۱۵	لرلی	لرکی
۵۳	۱	اُس کہ	اُس کے
-	۲	ای شخص	ای شخص
-	۴	نیچے	نیچے
۵۴	۲	لٹن	کٹن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۵	کیجئے	کیجیئے
۴۰	۸	لباہی	کیاہی
۴۰	۱۰	میں	میں
۴۱	۴	بہر	بہتر
۴۲	۴	چھی	چھری
۴۲	۱۲	زر نقد	زر نقد
۴۳	۱	سکی ہی	سکتی ہی
۴۴	۱۱	اُس کی	اس کی
۴۴	۱۷	صحت	صحت
۴۴	۳	توئے	توئے
۴۵	۱۳	بھرتی - توئے توئے	بھرتی - توئے توئے
۴۵	۱	ہوگا	ہوگا
۴۶	۱۷	اسی	اسی
۴۷	۲	بھلا	بھلا

صفحہ	سطر	فَاطَہ	صحیفہ	صفحہ
۳۲	۱	عذر	عُذْر	۱۶
۳۲	۲	خجستہ	خُجِسْتَه	۱۶
۳۲	۹	گردش	گَرْدِش	۴۶
۳۴	۱۶	جوانی	جَوَانِی	۳۶
۳۳	۲	پھر	پُہر	۴۶
۳۴	۳	چونکا	چُونْکَا	۵۶
۳۵	۲	بے اختیار	بے اِختِیار	۵۶
-	۴	میں	مِیں	۵۶
-	۴	ستلی	سُتْلی	۵۶
-	۱۴	آنکھ	آنْکھ	۷۶
-	۱۵	غرض	غَرْض	۸۶
-	۱۶	چاہا کیا	چَاہَا کِیَا	۹۶
۳۸	۳	خجستہ	خُجِسْتَه	۹۶
۳۸	۸	گواؤں کا	گَوَاؤں کا	۱۳۶
-	۹	کیونکر	کِیُونْکَر	۱۳۶
۳۹	۲	غریب	غَرْیِب	۱۳۶

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۶	جائے	جگہ
۲۱	۱۲	اُتھالے	اُتھائے
۲۳	۶	وونوں	دونوں
۲۳	۱۰	سہی	تھی
۲۳	۱۱	سب	سب
۲۵	۱	لے	لے
۲۵	۶	حیران	حیران
۲۵	۷	حاصل	حاصل
۲۵	۱۶	جورد	جورو
۲۷	۶	آکھ	آکھ
۲۸	۷	کبھی	کبھی
۲۹	۱۱	میر	میرے
۲۹	۱۱	دھرک	دھرک
۳۱	۶	غذائے	غذائے
۳۱	۷	مرے	پرے
۳۱	۱۰	ان سے	ان سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۹	دانا یوں	داناؤں
۷	۹	الہ	اگر
۹	۱۱	ہونگی	ہونگی
۱۲	۷	کرونگا	کرونگا
۱۲	۱۴	لہہ	لہہ
۱۲	۱۷	فاقہ سے	فاقے سے
۱۴	۴	تناول	تناؤ
۱۵	۵	ٹولز	ٹوکر
۱۶	۳	لی	کی
۱۶	۷	کی	کسی
۱۶	۱۳	وہیں	وہیں
۱۶	۱۸	پہنہ	پہنہ
۱۷	۱۰	فرج	فرج
۱۸	۱	یہی	یہی
۲۱	۵	الہ	اگر

صفحہ	کیفیت
۱۱۳	انٹیسوان قصہ ایک امیر اور سانپ کا
۱۱۷	تیسویں کہانی ایک سپاہی اور سنار کی
۱۲۲	اکتیسویں داستان ایک سوداگر اور برہمن کی
۱۲۶	بیسویں نقل میندک اور زنبور اور مرغ دراز نوک کی
۱۳۰	تیسویں قصہ چین کے بادشاہ اور روم کی شہزادی کا
۱۳۷	چوٹیسیں کہانی ایک گدھے اور بارہ سینگے کی
۱۴۱	پینتیسویں نقل ایک بادشاہ اور روم کی شہزادی اور
	خجیہ کے مارے جانے کی

خاط نامہ سب کے آخر

صفحہ	خط نامہ	خط نامہ	خط نامہ
۲	۷	خط	خط
۳	۷	خط	خط
۴	۱۰	خط	خط
۵	۱۲	خط	خط

مجموع

۷

خط

۱۰

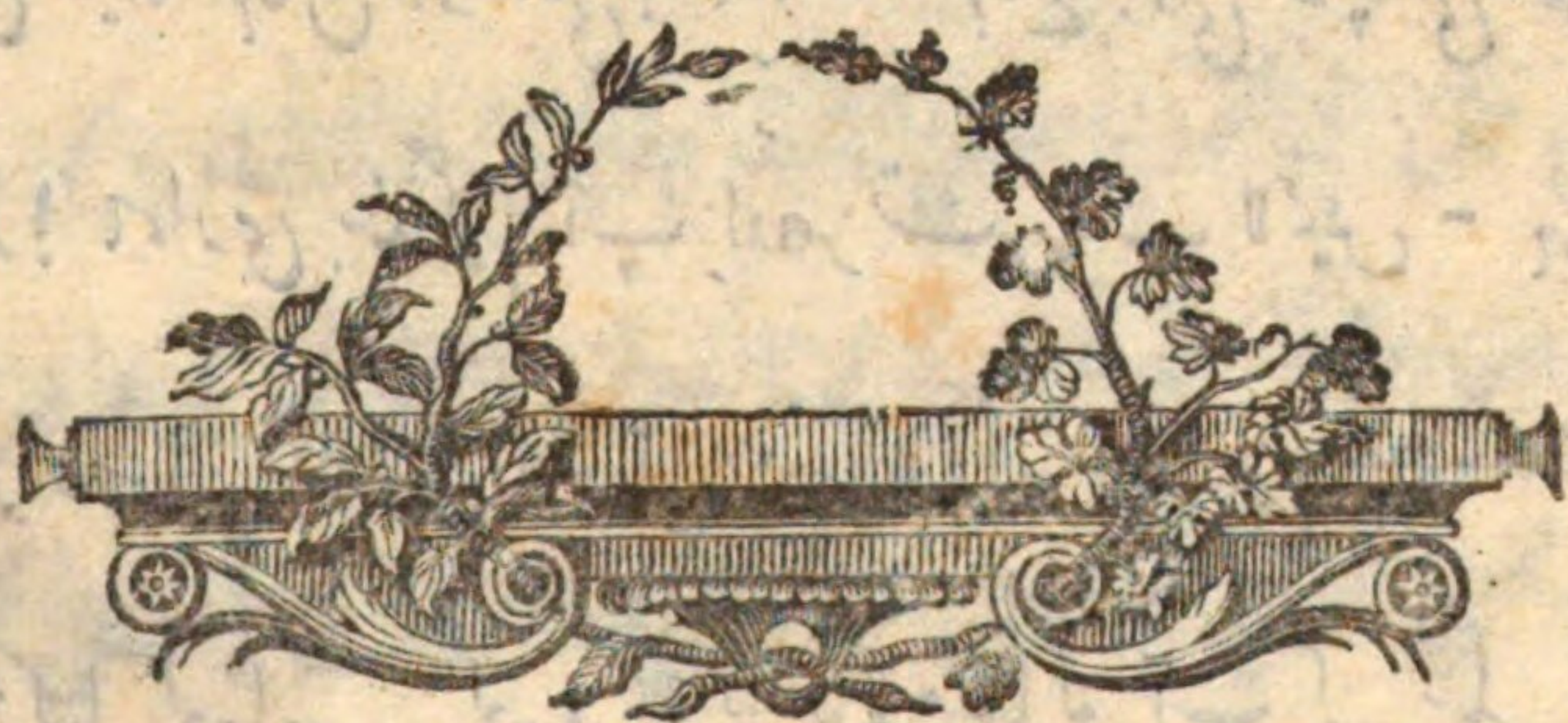
خط

چودھویں داستان شیر اور سیاہ گوش کی	۴۲
پندرہویں داستان زیر جلاہے اور اس کے نصیب کی	۴۶
سولہویں داستان چار مالدار مفلس کی	۴۹
سترہویں قصہ کپڑ اور اس کے مارے جانے کا	۷۲
اٹھارہویں کہانی بشیر اور چندر کی	۷۴
انیسویں داستان ایک تاجر کے گھوڑے اور کسی سوار کی گھوڑی کی	۷۹
بیسویں داستان ایک عورت اور شیر کی	۸۲
ایک سو ان قصہ بادشاہ اور بادشاہزادوں کی	۸۴
بایسویں کہانی ایک سوداگر کی بیٹی کے گم ہونے کی	۸۸
تیسویں نقل ایک برہمن اور راء بابل کی بیٹی کی	۹۱
چوبیسویں داستان راء بابل کے بیٹے کے عاشق ہونے کی	۹۶
چھیرواں قصہ ایک عورت کے بنے بیٹھنے کی	۱۰۰
اچھتیسویں کہانی قبول نہ کرنے میں ایک بادشاہ کے ایک	۱۰۳
سوداگر کی بیٹی کو	
ستائیسویں داستان ایک گھمار اور بادشاہ کی	۱۰۸
اٹھارہویں نقل ایک شیر اور گیدڑ کے تھے کی	۱۱۱

صفحہ	کیفیت
۲	حمد و نعت میں
۳	پہلا قصہ میمنوں کی پیدائش کا
۱۲	دوسری داستان پاسبان اور بادشاہ طبرستان کی
۲۰	تیسری نقل برہی اور سہار کی
۲۲	چوتھی داستان امیرزادے اور شکری کی
۳۲	پانچواں قصہ کاٹھہ کی پتلی اور خجّار وغیرہ کا
۳۷	چھٹھی کہانی قنوج کے راجہ اور اُس کی بیٹی کی
۴۱	ساتویں نقل جہیمار اور طوطی کی
۴۴	آٹھویں داستان ایک سوداگر کی جورو کی
۴۷	نواں قصہ ایک گدوار اور اُس کی جورو کا
۵۱	دسویں کہانی ایک تاجر اور اُس کی بیٹی کی
۵۵	گیارھویں نقل ایک برہمن اور شیر کی
۵۷	بارھویں داستان بلی اور بوزھ شیر کی
۶۰	تیرھواں قصہ شاہ پور میمنوں کے سردار اور ساس کا

آپ کے قدم دیکھے پروہ بینچاری اُن پر نثار ہوئی
 میثمون نے کہا ایش یہہ کہا بکتا ہں اتوتا کہنے لگا مجھے اپنے پیدا کرنے والے کی قسم
 بی جی نے ایک نو جوان یار کیا تھا۔ اُس کے واسطے وہ ماری گئی۔ اس بات
 کے سنتے ہی وہ تاب نہ لا سکا ایک ہی تلوار سے خجستہ کا کام تمام کیا واللہ اعلم
 بالصدواب جھوٹھے سچ کہنے والا جانے اللہ تعالیٰ سب کی حرمت رکھے
 بتاریخ بیست و ششم شہر ذی قعدہ سنہ مرقومۃ البصیر روز پنجشنبہ بہ وقت
 شام بہ خوبی تمام خدا کے فضل سے یہہ قصہ شیریں کلام انجام کو پہنچا اور توفا کہانی
 اس کا نام رکھا

کہانی ہوئی ختم جب حیدری تو ماتیف نے نام اُس کا سُکر کہا
 سر آہ کد کھینچ کر تو نے خوب رکھا نام توفا کہانی بجا
 ظاہر معلوم ہوتا ہں کہ ہندی میں حرف طوئے نہیں اور اس احقر نے طوطی
 نامہ فارسی کو زبان ریختہ میں لکھا اس واسطے طوطی کی طوئے کو تے سے بدل کیا



تو اُس کی گور کہاں ہے۔ بتلا؟ اُس نے کہا کہ جہاں پناہ! میٹر نے اُسے نا حال
 نہیں مارا وہ خدا کے فضل سے جیتا جاگتا موجود ہی! یہ بات سنتے ہیں
 بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اُسی وقت لڑکے کو بلوا کر اُس کی ملکہ کے حوالے
 کیا۔ اُس نا اُمید نے لڑکے کو کو دی میں لیکر درگاہِ الہی میں سجدہ شکر ادا کیا
 تو توتے نے یہ کہانی تمام کر کے کہا اُمی کدبانو! اگر تجھ کو بھی کوئی کام مشکل
 پڑے تو تو بھی اُسی کی طرح بیان کرنا۔ خیر اب جا اور اپنے معشوق سے
 مل! اُجستہ نے یہہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچاویں۔ اتنے میں
 پو پھشتی۔ مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا تب یہہ
 فرد پڑھی اور رونے لگی

ای سحر یہہ یقین ہوا مجھ کو

وصل کی شب میں اب نہ دیکھونگی
 اتنے میں میمون مشہر اُس کا سفر سے آیا اور مینا کے پنجرے کو خالی دیکھ
 کر کہنے لگا میری مینا کہاں اُر گئی؟ اُجستہ کہنے بھی نہ پائی کہ توتے نے عرض
 کی پیر مرشد! ہماری بندگی آپ ادھر تشریف لائیں۔ ہم جو کچھ کہیں
 آپ اس پر وہ بیان لگائیں احوال مینا کا اور بی بی اُجستہ کا ہم سے پوچھیں!
 میمون نے کہا کہا کہتا ہوں کہہ! توتے بولا مینا کو آپ کی بیگم صاحب نے گردن
 موڑ کر اپنے بار کے واسطے مار دالا اور مجھے بھی مارا چاہتی تھیں سو میں نے

سکتا کہوں کہ خدا جانے یہ بات جھوٹہ ہی یا سچ ایہ بات سنتے ہی وہ
 پیر زال کہنے لگی کہ میرے پاس ایک تعویذ ایسا ہی کہ وہ جس سوتے
 ہوئے کی چھاتی پر رکھائے وہ سب اپنے جی کا احوال خود بہ خود کہنے سو
 نقش میں تمہیں لکھ دیتی ہوں۔ تم اس کے سینے پر دھر دیکھو اس
 کے جی میں جو ہوگا سو سب آپ سے آپ کہہ دیگی۔ بادشاہ نے کہا کہ
 وہ تعویذ جلد لا۔ بڑھیا نے اسی گھری وہ تعویذ بادشاہ کو لا دیا اور اپنے تئیں شہزادی
 کے پاس پہنچا کر کہا آج تو سرِ شام ہی جھوٹہ موتہ سو رہے۔ بلکہ !
 جس وقت بادشاہ تیری چھاتی پر تعویذ رکھے تو اسی وقت سوتوں کی
 طرح جو جو تیرا احوال تھیک تھیک ہو سو سو بہ خوبی کہہ دینا۔
 حاصلِ کلام جب پھر رات گئی بادشاہ نے اس نقش کو بادشاہزادی کے سینے
 پر جو نہیں دھرا وہ نہیں اس نے اپنے پہلے خاوند کا اور اس لڑکے کا احوال
 ایک بیک کہہ دیا بادشاہ نے جو یہ بات سنی اسے جگا کر نہایت مہربانی
 کی اور سینے سے لگا کر کہا جانی ! کس واسطے یہ راز مجھ سے پہلے ہی نہ
 کہا۔ وہ گھبرا کر بولی میں نے کون سی بات چھپائی۔ بادشاہ نے کہا وہ تیرا سکا
 بیٹا تھا تو نے غلام کہوں بنایا تم اس نے انکھیں میچے کر کے عرض کی کہ مجھے
 شرم معلوم ہوتی تھی کہتی تو کہوں کر کہتی بادشاہ نے اس گھری اس
 جلد کو بانوا کر کہا کہ جلد اس لڑکے کو میرے پاس لے آ اگر مارا ہی

کلیجہ پگڑا تو بس رہائی

کلی کی طرح سے بکس رہائی

بے اختیار رو رو کر اپنے جی سے کہنے لگی۔ یہ کہہ ہوا ادھر بیٹھا ہوا اور ادھر خاوند چھوٹا
فضا کار ایک دن ایک بڑھیا جو اُس کے محل میں رہتی تھی اُس نے پوچھا
ایہی بی بی! اس جوانی پر یہ کس کا غم کھاتی ہے جو اس طرح سے آٹھوں
پہر مسند پر مٹھ دھانکے پری رہتی ہے تب اُس نے سارا احوال اُس سے
کہا کہ یہ ماجرا مجھ پر گزرا اس نے عرض کی اسی شہزادی! تو خاطر جمع رکھ۔
عیش ایک بہانے سے تیرے بادشاہ کو تجھ پر مہربان کر دنگی اور محل میں لے آدنگی!
شہزادی نے کہا اسی مادر مہربان! اگر اُس درد کی دوا کریگی تو میں تیرے دامن
وجیب کو جو اہر سے بھر دنگی! آخر کار ایک دن اُسی پیر ذال نے بادشاہ کو تنہا
دیکھ کر پوچھا اسی شہزادہ! میں تجھے کچھ اور دنوں سے آج متفکر دیکھتی
ہوں کہوں واری جاؤں خیر تو ہی؟

تجھے نیت رکھے خوش مرا کر دکھار

تیری اس جوانی کے بڑھیا اتنا

بادشاہ نے کہا اسی ماما نیکبخت میں وہ دردے درماں رکھتا ہوں کہ جس کا بیان
نہیں کر سکتا چناچہ وہ درد یہ ہے کہ شہزادی نے روم سے اُس عمام کو
بلایا کہ جس پر عاشق تھی اور میں نے اسے قتل کیا پر شہزادی کو نہیں مارا

تو کہیں کر بچو نکا اور تیرا قدم کہیں کر بڑھا جو تو محل بادشاہی میں گیا۔
 اُس نے کہا کہ تو ایسی بات نہ کر۔ وہ میری سگی ماں ہی جب میرا باپ مورا
 تب اُس نے اُسے اپنا شوہر کیا اور مائے شرم کے میرا احوال اُس سے نہ کہنا
 بیش جو تمہارے نہ کہوں گا مار یا چھوڑ

قابو میں ہوں بیش تیرے گویا اب جیسا تو پہر کہا

خنجر تلے کسی نے تک دم لیا تو پہر کہا

اس بات کے سنتے ہی جلاؤ کو رحم آیا اور اُس کے قتل سے باز رہا اور اپنے
 جی میں کہنے لگا اگر یہ بات بادشاہ پر کھلے کہ اُس کا بیٹا تھا۔ تو نے کہیں مارا
 اور مہزادی کی خاطر اس لڑکے کو مجھ سے طائب کرے اور بیش اس
 کو اُس کے پاس جیتا نہ پھنچاؤ نکا تو بیش بھی اسی طرح دوسرے کے ہاتھ
 سے مارا جاؤ نکا

اس اندیشے کو دل میں جاگہ دیکر بادشاہ سے عرض کی۔ جہاں پناہ! اس
 اُٹنی کو وہاں جا کر مارو نکا۔ جہاں پانی کا نام بھی نہ ہوگا! عرض اس بہانے سے
 وہ اُس کو پناہ سے لے کر اپنے گھر لے گیا اور چہ پار کھا۔ بعد دو دن کے بادشاہ
 کی جناب میں آکر عرض کی عالم پناہ! اُس کا سر قدم مبارک پر صدقے ہوا
 بارے اس بات کے سنتے ہی تھوڑی سی آتش غضب بادشاہ کی دھیمی ہوئی
 مہزادی کا اعتبار اٹھ گیا اور اُس کی کوکھ میں اور بھی محبت کی آگ بھڑکی

اُس کے سلام و پیغام سے اپنا جی خوش کر تھی اِیفاً بادشاہ ایک دن
 شکار کھیلتے گیا۔ شہزادی نے فرصت پا کر اُس لڑکے کو محل میں بلوا کر اپنے
 گلے لگایا اور اُس کا سِر و مُنہ چوما اور گزشتہ غم اپنا اُس سے کہا یہ خبر
 خبر داروں نے اُسی گھری بادشاہ کو پہنچائی کہ آج شہزادی نے جہاں پناہ کے
 پیچھے اُس غلام کو محل میں طلب کیا اور اپنے برابر بٹھلایا یہ خبر وحشت
 اثر سنتے ہی بادشاہ نہایت اپنے جی میں آزرده ہوا اور کہنے لگا ایسی عورت
 سے درجنے کہ یہہ دیدے ہر دیوار بناتی ہی کہا ہی مکر کر کے اپنے یار کو روم سے
 بلایا اُس نے کاتبجا! پھر آپ جلد شکار گاہ سے محل میں داخل ہوا اور ایک کرسی
 جوا ہر نگار پر متفکر ہو کر بیٹھ رہا۔ اِس حالت میں شہزادی نے جو بادشاہ
 کو دیکھا تو اپنے فہم سے دریافت کیا اور کہا کہ آج مزاج مبارک پر ملاں معلوم
 ہوتا ہی یہہ کہا سبب ہی؟ تب بادشاہ نے کہا کہ کہا خوب تم اپنے معشوق کو
 روم سے بلوا کر ہم بستریو اور مجھ سے بیو فائی کرو
 یہہ کہا شوخی اور بے شرمی ہی چاہتا تھا کہ اُسے ہلاک کرے پر عاشق معشوق
 کو کب مار سکے۔ پھر اپنے جی میں کہنے لگا کہ بی بی کے بدلے غلام کو ماریے یہہ
 تھہرا کر ایک جلاّد کو اشارہ کیا اور کہا کہ اِسی گھری اِس کے سِر کو جدا کر
 یہہ سنتے ہی اُس لڑکے کو جلاّد نے پلٹا اور قتل گاہ میں بٹھا کر پوچھا ہی
 اجل گرفتہ! تو نہ جانتا تھا کہ یہہ بادشاہ پیغام ہی۔ اُس سے دوستی کرو لگا

چنانچہ وہ عیب و ہنر جواہر کا خوب پہچانتا ہی اگر وہ اُس وقت یہاں ہوتا تو
 اُس جواہر کو دریافت کرنا اور اچھا بُرا بتا دینا بادشاہ نے کہا اگر اُس غلام کو
 تیرے باپ سے بیش مانگوں تو وہ مجھے دے پائے دے۔ شہزادی نے کہا نہ دیں کہونکہ
 باباجان نے اُس کو بچپن سے اپنے فرزندوں کی طرح پرورش کیا ہی اگر
 تم کو اُس کی تمنا ہی اور اُسے بلوانا منظور ہی تو ایک سو ڈاگر میں اپنی
 طرف سے بھیجوں اور کچھ اپنی نشانیوں اور بہتری کا اُمیدوار اُس
 لڑکے کو کروں تو شاید اُس سبب سے جہاں پتاہ بھیجیں اور وہ بھی آئے
 چنانچہ بادشاہ نے اُس کے کہنے کے موجب ایک سو ڈاگر نہایت مالدار وانا
 کو واسطے تجارت کے روم کی طرف رخصت کیا جس وقت وہ تاجر بادشاہ کے
 بہ موجب فرمانے کے مال و اسباب واسطے سو ڈاگری کے لیکر چلا۔ اُس وقت شہزادی
 نے بادشاہ سے چھپ کر اُس سے کہا اسی سو ڈاگر! وہ لڑکا غلام نہیں میرا بیٹا
 ہی میں اُسی کے غم میں بیمار پڑی ہوں۔ ایک سبب تھا جو میں نے بادشاہ
 سے کہا کہ وہ میرا غلام ہی تجھ کو بھی لازم ہی کہ تو اُس کو غلاموں کی طرح نہ لانا
 خضر وہ سو ڈاگر بعد کئی دن کے گیا اور اُس لڑکے کو بہر صورت بادشاہ سے
 مانگ لایا اور اُس بادشاہ کے حوالے کیا شاہ نے جو اُس لڑکے کو خوب صورت
 و ہنر مند پایا تو نہایت خوشی ہوا اور اُس تاجر کو ایک خلعت فاخرہ بخشا
 اور اُس غلام کو اپنے پاس رکھا اور ما اُس کی اُسے دور سے دیکھ لپٹتی اور

نہ کرنا خبردار خیر اسی میں تھی اُدھ بچارہ اُس کی خفگی سے تھر تھرا گیا اور
 وہاں سے نا اُمیدانہ پھرا

اُسے دیکھتے غصے میں وہ در گیا

کہے تو کہ جیتے ہی جی مر گیا

اسی طرح پچھلے پاؤں بھاگ کر اپنے بادشاہ کے پاس آیا اور وہاں گئی
 واردات بیان کرنے لگا۔ یہہ بات بادشاہ کو نہایت ناگوار معلوم ہوئی۔ اُسی
 گھڑی ایک فوج قاہرہ اپنے ساتھ لپٹ کر چرہہ گیا اور اس کے ملک کو
 ایک آن میں تاخت تاراج کر دیا جب وہ تنگ آیا۔ ناچار اپنی لڑکی بیابادہی اور
 اُس لڑکی کے پہلے خاوند سے جو ایک لڑکا ہوا تھا۔ اُس کو اپنے پاس رکھا
 اور اُس لڑکی سے کہا بابا! اپنے اگلے شوہر کا احوال اس خاوند سے مت کہنا
 یہہ کہہ کر اُسے اُس کے خاوند کے ساتھ رخصت کیا غرض وہ بادشاہ اُس
 شہزادی کو لپٹ کر اپنے شہر گیا اور اُس سے عیش و عشرت کرنے لگا۔ بعد کئی
 دنوں کے شہزادی اپنے بیٹے کی جدائی سے بے اختیار رونے لگی اور غم کرنے اور
 یہہ بات جی میں تھرانے کہ کوئی ایسا ذکر بادشاہ کے سامنے کیجئے کہ جس
 کے سبب اُس لڑکے کو بلوائے۔ اس خیال میں تھی ہی جو اتنے میں بادشاہ
 نے اُسے ایک دہا جواہر پیش قیمت سے بھرا ہوا دیانت شہزادی نے کہا کہ
 آپ نے سنا ہوگا کہ میرے باپ کے پاس ایک ایسا غلام عقلمند ہی کہ کہا کہیے

ولے حاصلِ عمر ہی وصلِ یار

شب و روز ہی بلکے باہم شراب

مہ و مہر کو رشک سے کر کباب !

اگر سوائے میرے اس احوال سے کوئی اور آگاہ ہو تو تو بھی وہی ہی
تدبیر کرنا جیسی اُس روم کی شہزادی نے سنا ہے اُس ہاکدامنی
کے کی تھی

کدبانو نے پوچھا اُس کی حکایت کہوں کر ہے ؟ تو تو کہنے لگا ایک بادشاہ روم
کی بادشاہت کے قریب رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن اُس کے وزیر نے کہا
ای جہاں پناہ ! روم کا بادشاہ ایسی ایک لڑکی خوبصورت رکھتا ہے کہ بس
عجب طرح کا نور ہی جاں فزا کہ مہ و مہر جس کے ہوتے پکڑا

اگر وہ اپنی بیٹی جنابِ عالم پناہ کو بہا دے تو کہا خوب ہوا بادشاہ نے اس شخص
کو وزیر کے نہایت پسند کیا اور ایک اینچپی کے ماتھے سے سوغات اُس لڑکی
کی طلب کا پیغام روم کے بادشاہ کو بھیجا جس وقت اُس نامہ بر نے یہ پیغام
اُس بادشاہ سے جا کر کہا۔ اُسی وقت وہ اینچپی پر خفا ہوا اور کہنے لگا۔
ای نامہ بر ! تیرے بادشاہ نے مجھ کو کہا سمجھا جو اس دھب کا پیام بھیجا
اگر میں اپنی بانی پر آتا ہوں تو اُس کی سلطنت کو خاک میں ملا دیتا
ہوں مجھے کیا کہوں چل دور ہو سامنے سے بہتر یہی ہے کہ پھر ادھر منہ

شبِ یہم بیت پرھی اور رونے لگی

اُس مہ جبین سے میرے مجھے کہوں جدا کیا

ای صبح کینہ جو یہم ستم نو نے کہا کیا

ہینتیسویں نقل عاشق ہونا ایک بادشاہ کا روم کی شہزادی

پراور مارا جانا خجستہ کا اُس کے شوہر کے ہاتھ سے

جب آفتاب چہ پایا اور ماہتاب نکلا خجستہ پاس سے بھری ہوئی رخصت

لینے توڑے کئے پاس گئی اور کہنے لگی اسی توڑے! بیش ہر ایک شب تیرے پاس

آئی ہوں اور احوال اپنی بیقرار می کاٹنا آئی ہوں پر کچھ غم کا حق ادا

نہیں کرتا اور مجھے تھمے جس سے رخصت نہیں دیتا اسی دے نصیب

کہتی ہوں جناب حق میں درتے درتے

مدت گذری دعائیں کرتے کرتے

قدرت ہی اسی کو کہ یہم مجھ سے محروم

منہمہ یار کا دیکھ لیتے مرنے مرنے

اس قدر میرے دل ریش پر نمک مت چھڑک اور اس قدر مجھ سے متاثر

کو نہ سنا۔ لازم ہی کہ اب جلد رخصت کر! تو تا کہنے لگا اسی خجستہ! آج کی شب

جس طرح سے بنے اُس طرح جا اور اپنے معشوق کو کالے لگا

جہاں کے تو یوں نہیں سبھی کا روبرو

اور عیش کی بجائے تاکہ چوری کا بھی وقت قریب پہنچے

بعد اُس کے اسباب موافق اپنی بار برداری کے چُرائے اور گھر جا کر اُس
اسباب دُزدی کو غنیمت سمجھیں یہ بات تمہرا کر آدھی رات تک
میں خوری کیا کئے اور خوش رہے جو میں نشے میں آکر غوغا کرنے لگے
اور اسباب چُرائے اغرض عالم نشے میں چوری کچھہ کرتے تھے اور باندھتے
کچھہ تھے اتنے میں صاحب خانہ چونکا اور اپنے لوگوں کو جمع کر کے اُن سبھوں
کو باندھا۔ دراز گوش نے کہا استغفر اللہ تو کہا جانتا ہی۔ میں شہر کا رہنے
والا ہوں۔ گانے پر مرتا ہوں اور تو بیچارہ جنگلی۔ اس مزے سے کہا واقف۔
کچھہ ہو میں تو گیت گاؤں گا اور تجھے سُنے سے کہا ہو گا۔ باوجود اس حکایت
سُننے کے گدھے نے اُس کا کہنا نہ سنا اور منہ آسمان کی طرف پار
کر مار بے تال گانے لگا اتنے میں باغبان آ پہنچا اور کسی شخصوں کو بلوا کر
اُن دونوں کو چو میٹھا کیا۔ توفے نے یہہ کہانی تمام کر کے کہا۔ اسی کدبانو! جو
کوئی وقت کے موافق کام نہیں کرتا سو بھی دیکھتا ہی بی بی! لازم ہی کہ
ہر کوئی ہر ایک۔ وقت کو دریافت کرتا رہے پھر یہی ہی جا اور اپنے اُس
نا اُمید کی اُمید بر لا
خجستہ نے یہہ سُنتے ہی چاہا کہ اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچاؤے اتنے میں
صبح ہو گئی۔ مرغ نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا

ہوا کہ بے محل کا اٹھا اور آپ پکڑا گیا۔ حُجستہ نے پوچھا اُس کی نقال کہوں کر رہی
بیان کرتا تو کہنے لگا

کہنے والوں نے یہاں کہا کہ کسی وقت میں ایک گدھا کسی بارہ سینگے سے دوستی
کرتا تھا اور وہ دونوں ایک جنگل ہی میں جرا کرتے تھے۔ اتفاقاً کسی رات دونوں
پکار پکار کے موسم میں کس باغ میں گھاس چرنے گئے جب بہت بھر چکا تب
بارہ سینگے سے کہنے لگا اے اسی! اب یہاں جی چاہتا ہے کہ دل کو دل کر رہا ہے اور
سرو کی پھٹے کہیں کہ باد شمیم سے معتز مدطر ہوا اور ہوائے سرو نے دل کو سرو را جشنا
یہ وہ شکر گوڑن کہنے لگا کہ باغ خوب یہ وہ بات پیش آئی کہ گدھے کو خشتا رہا ہے
اپنی فکر کر اور اگر کچھ کہنا ہے تو اپنی پالاں اور دھڑکی کے باندھنے چاہندے
کا احوال کہہ۔ یہ کہہ بکتا ہی یقین جاں کہ کوئی آواز تیری آواز سے بدتر نہیں۔
گدھے کو کانے سے کہا کام اس باغ میں ہم تم چوری سے آئے ہیں اگر اس وقت تو ملار
گاویگا تو باغبان چونک اٹھیںگا اور کتنے لوگوں کو بھی پکاریگا تو پھر تو آپ ہی
باندھا جاویگا اور مجھے بھی پتاوونگا یہ بھی ویشاں قصہ ہوا کہ جیسما ان چورن
نے اپنی نادانی سے صدمہ اٹھایا اور پکڑے گئے

سناہی کسی شب کو کئی چور باہم ہو کر ایک دو اشمند کے گھر چوری کرنے گئے
اُس کے مکانِ دل چھپ میں ایک قراہ شراب سے بھرا ہوا پاکر آپس
میں کہنے لگے کہ اب جو ہونی ہو سو ہو بالیقین اُس جگہ یہ شراب پیجیے

کی زبانیں سناہی کہ عبدالعزیز نام ایک بادشاہ نہ شب کو سوتا نہ دن کو آرام کرتا کبھی
 شخص نے پوچھا جہاں پناہ! یہہ کہا سبب ہی نہ دن کو سوتے ہو نہ رات
 کو آرام کرتے ہو؟ اُس نے کہا اسی عزیز! اگر شب کو سوتوں تو عبادت
 خدا نہ ہو سکے اور اگر دن کو آرام کروں تو رعیت تباہ ہو جائے۔ اس واسطے
 میں نے سونا شب و روز کا اپنے اوپر حرام کیا ہے اور احوال میرا ہوا ہے اور
 ایسی اندیشے میں پڑی رہتی ہوں اگر بار کے پاس جاؤں تو خاوند سے ہاتھ
 اٹھاؤں اور اگر خاوند کے گھر میں رہوں تو اُس کی دوستی سے باز آؤں جس
 سے بہتر یہی ہے کہ ان دونوں سے کنارہ کروں اور آبرو عصمت سے ایک گوشے
 میں بیٹھ رہوں

دورنگی چھوڑ دے ایک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

یہ بات سنتے ہی تو تا ایک فقہم مار کر ہنسا اور کہنے لگا اسی خجستہ! اب حرمت

دھوندھتی ہے کہا خوب ہر ایک چیز کا ہر ایک وقت ہی سن بی بی! مثال مشہور

جب لاگ لگی تب لاج کہاں

سودا ہوئے جب عاشق کہا پاس آبرو کا

سناہی اسی دوانے جب دل دیا تو پھر کہا

ای بی بی! اب کیا سوچتی ہے خیر تیرا کلام بھی اُسی دراز گوش کی طرح

بے درد سمجھ کر رندی سے کنار کیا اگر ہماری شادی اُس کے ساتھ ہو تو
 کہا خوب ہوا آخر کار دوسرے روز شہزادی نے اپنا وکیل اُس کے پاس
 بھیجا اور اپنا نکاح پترہ روانے پر راضی ہوئی
 قوت نے جب یہ کہانی یہاں تک پہنچائی خجستہ سے کہا امی بی بی! تو
 کہتی ہی کہ میں اُس سے دوستی ترک کرونگی۔ اگر یہ بات کسی سے ہو سکتی
 تو وہ ملکہ اپنی شادی چین کے بادشاہ سے نہ کرتی! خیر اس شخص سے ہاتھ
 اٹھائیے اور اپنے معشوق سے صحبت عیش گرم کیجئے! خجستہ نے یہ سنتے ہی
 چاا کہ اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچاؤں اور اُسے اپنے گلے لگاؤں۔ اتنے میں گھر جبا
 مرغ بولا جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا تب یہ بیٹ پرہی اور بے اختیار
 آہیں بھرنے لگی

گاش کے رات جی نکل جاتا اس سحر کو خدا نہ دکھلاتا

چوتیسویں کہانی ایک گدھے اور بارہ سنٹے اور اُن کے پکڑے جانے کی
 جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ پتلی گردن بھرے بازو ابھرا جو بن نرم
 پیت قد قامت گواں سریں چکنی رانیں ستھری ساتویں تیوری چہرہائے اشتیاق
 میں بھری ہوئی

مقد و قامت آفت کا تکرار تمام قیامت کرے جس کو جھک کر سلام
 قوت کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی امی تو نے ابویش نے بارہ صاحب عزیزوں

تو مُوَحَّجِب ہو کر کہنے لگی یہہ تصویر کس کی ہی اور یہہ کون سی جاہہ ہے
اُس نے عرض کی امی شہزادی! یہہ تصویر چین کے بادشاہ کی ہے اور
یہہ شکار گاہ اُسی کے رمنے کے مُشاہدہ اپنی ہے اور یہہ جانور اور یہہ ہرن اور
یہہ بچے ہرن کے اُنہیں جانوروں کی سی ہیئت رکھتے ہیں۔ ایک دن یہہ بادشاہ
اپنے بالا خانے پر بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا۔ اُسے میں ایک طرف سے
ایسا سیلاب آیا کہ بس۔ اتفاقاً ایک جوڑا ہرن کا اپنے بچوں کو لے ہوئے کسی
قرخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ سیل کو دیکھتے ہی ہرنی اپنی جان کی وحشت سے
بچوں سمیت ہرن کو چھوڑ کر بے درودوں کی طرح بھاگی ہرنا اُس سے
ہر چند پکار رہا ہی۔ ہرنی! یہہ بیوفائی کا وقت نہیں مجھے مت چھوڑ اور ان
بچوں پر رحم کر ان سے مٹہ نہ موز اُس نے یہہ بات ہرنی کی نہ سنی اور
کہا جائیے آپ کہاں چلی گئی اور وہ ہرنا مارے اُلفت کے اپنے بچوں سے جدا نہ
ہوا آخر اُسی سیل میں بچوں سمیت دُوب گیا

امی بلکہ! جس روز سے یہہ بے مروتی اور بیدردی بادشاہ نے مادہ کی دیکھی
ہی اُسی دن سے اپنی شادی نہیں کرتا بلکہ عورت کے نام سے سوسو کوس
بھاگتا ہی! بلکہ نے جو یہہ بات سنی تو قصہ فغفور کا اپنی ہی ہم داستان جانا
اور کہا امی مضمورا احوال میرا اور اُس کا ایک ساں ہے کہوں کر میں نے
مور کو بے رحم دیکھا اُس واسطے مرد سے ہاتھ اٹھایا اور اُس نے ہرنی کو

میں نے یہ تصویر اُسے دکھائی۔ اُس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ تصویر روم کی بادشاہ زادی کی ہی

بادشاہ اُس مژدے سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اسی وزیر! آج ہی کسی آدمی کو شہر روم میں لے جاؤ کہ وہ اُس بلکہ کی خواہش تکاری کرے اور وزیر نے جناب بادشاہ میں عرض کی جہاں پناہ وہ اپنا بہا نہیں کرتی بادشاہ نے کہا اس میں کہا بھید ہی میں نہیں سمجھتا وزیر نے جو احوال طاؤس کا اُس فقیر سے سنا تھا جوں کا توں بادشاہ کے سامنے ظاہر کیا یہہ احوال سن کر بادشاہ نے کہا پھر کہا کیا چاہئے؟ وزیر نے عرض کی اگر حکم ہو تو میں جاؤں اور تصویر خداوند کی اُسے دکھاؤں جس صورت سے تم اُس کی صورت خواب میں دیکھ کر عاشق ہوئے ہو وہ اُسی طرح ظاہر آپ کی تصویر دیکھ کر آشفۃ ہوا آخر کار وزیر حضور پر نور سے رخصت ہوا اور اُس ملک میں جا پہنچا اور اپنے تئیں مصوروں میں مشہور کیا یہہ خبر اُس بلکہ کو پہنچی کہ ایک مصور تمہارے شہر میں لائے آیا ہے کہ ایسا نہ دیکھانہ سنا تب شہزادی نے کہا کہ اُس کو ہمارے پاس لے آؤ کہ وہ ہمارے محل میں کچھ نقش و نگار کرے اور جیسی تصویریں اُس کا جی چاہے ویسی کھینچے

حاصل کلام وزیر اُس کے محل میں گیا اور اپنے ہی بادشاہ کی تصویر معہ شکار گاہ اُس کے محل میں کھینچی شہزادی نے جو نقش و نگار و تصویرات کو دیکھا

وہ یہ سب ہی کہ کسی وقت میں وہ شہزادی بارہوری میں بیٹھی ہوئی ایک
 باغ کی سیر کر رہی تھی اور اُس باغ میں ایک طاؤس کے جوڑے نے کسی
 درخت کے اوپر اندے دیئے تھے اور آپس میں لے ہوئے اُن اندوں کو سے رہے تھے۔
 اتنے میں اُس گلستان میں آگ لگی یہاں تک کہ تمام درخت و گل جل گئے بلکہ
 اُس آگ سے وہ بھی درخت بھڑک اُٹھا جب اُس جوڑی میں سے نر کو
 آگ کی برداشت نہ ہوئی ناچار مادہ کو وہیں چھوڑ کر آپ اُس آٹھانے سے
 پرواز کر گیا اور اُس کی مورتی نے ہر چند کہا اسی مور! اس وقت مجھ کو اس
 آفت میں نہ چھوڑ۔ اگر تو میری الفت سے نہیں رہتا تو اُن پر بھی رحم نہیں کرتا؟
 اُس نے ہرگز اُس کا کہنا نہ مانا اور وہاں سے اُڑ ہی گیا وہ مورتی مارے محبت کے
 اُن اندوں پر سے نہ اُٹھی اور وہیں جل کر راکھ ہو گئی

شہزادی نے جس روز سے یہ بے وفائی نر کی دیکھی ہی اُسی دن سے
 تاحال مرد کا نام نہیں لیتی اور خانہ داری نہیں کرتی بلکہ اس بات کا عہد
 کیا ہی کہ کبھی مرد کا نام نہ لوں گی! وزیر اس بات کے سنتے ہی نہایت خوش
 ہوا اور جا کر اپنے بادشاہ سے عرض کرنے لگا کہ جہاں پہاڑ ہے جس شہزادی
 کو خواب میں دیکھا تھا اور میں اُس کی تصویر ایک کاغذ پر کھینچ کر
 سیر راہ بیٹھ رہا تھا جو کوئی ادھر سے گزر کر تا تھا میں اُسے وہ تصویر دکھا
 تا تھا اور اُس کا نشان پہچانتا تھا بارے آج ایک فقیر کہیں سے جو آیا

تعلق سے چھرا دے شاد کر دے

اللہی اب مجھے آزاد کر دے

میرے شیریں دامن کی کچھ نہ پوچھو

جسے چاہے اُسے فراد کر دے

اتفاقاً وزیروں میں سے ایک وزیر کارِ مصوری جانتا تھا۔ اُس نے یہ موجب

فرمائش بادشاہ کے اُسی شہزادی کہ، شکل کے موافق ایک تصویر کھینچی

اور آپ ایک گزرگاہ میں جا بیٹھا اور جو کوئی اِصر اُصر سے مسافر دور دراز کے

رستے سے آتا تھا تو یہ اُسے بھی پوچھتا تھا کہ تو نے اِس صورت کی کہیں

عورت دیکھی ہے تو مجھے خبر دے یا سنی ہو تو کہہ دے ہر کوئی شخص اُس کا

جواب نہ دیتا تھا

اتفاقاً بعد ایک مدت کے کسی طرف سے ایک سیاح آن کر نکلا اور اُس کے پاس

بیٹھ کر کچھ ناشتا کرنے لگا جب اُس وزیر نے اُسے وہ تصویر دکھلائی اور یہ

بات کہی کہ اِی فقیر! سچ کہہ تو نے کہیں اِس شکل کی رندی دیکھی ہے

تب اُس درویش نے کہا بابا! میں اُس سے خوب واقف ہوں یہ روم کی

شہزادی ہے۔ باوجود اِس حُسن کے آج تک اُس نے کسی کو شوہر نہیں کیا

بلکہ مرد کے نام سے خفا ہوتی ہے تب اُس وزیر نے پوچھا کہ وہ کس واسطے

خانہ داری نہیں کرتی تب اُس نے کہا میں اِس بات کو بھی جانتا ہوں

میں اُس کے وزیر کو کچھ ایسی ہی کارِ ملک میں مصلحت کر نہی ضرور
 ہوئی کہ اُن کو اُس نے اپنے بادشاہ کو بیدار کیا اور وہ چٹکتے ہی سمجھا کھینچ
 کر اُس کے پیچھے پرا اور وہ اُس کے آگے سے بھاگ کر کسی کے گھر میں جا کر
 چھپ رہا تب یہ تیش میں بھرا ہوا اپنے تخت پر جا بیٹھا اور موحیوں کو تلا
 و دینے لگا اور ہاتھ زانو پر مارتا تھا اور جامہ گلے کا پھارتا تھا بے اختیار ہنہو کر
 حُل مچاتا تھا

ارکانِ دولت نے عرض کی کہ جہاں پناہ آپ کو کیا ہوا ہے اُن خانہ زادوں کو
 یہ کچھ معلوم نہیں ہوتا اور اُس نے کہا ایسی تصویر کی ہے کہ جس کے واسطے
 قبائِلِ عالم نے اتنی تکلیف کھینچی - کچھ ارشاد ہوتا کہ ہم بھی اُس بے ادبی
 سے باز رہیں اور نمک حلائی پر کمر باندھیں تب بادشاہ نے اُن پر رحم کوایا
 اور یہ فرمایا کہ بھائی! میں ابھی سوتے سوتے کہا خواب دیکھتا ہوں کہ میں
 کسی بادشاہت میں گیا ہوں اور وہاں کی شہزادی سے اختیاط کرتا ہوں کبھی
 میرے ہاتھ کی مچھی لے لی ہے اور کبھی میں اُس کے پاؤں پر اپنا سر رکھتا
 تھا اور چاہتا تھا کہ کچھ ایک حظِ دنیاوی اُنہاؤں اتنے میں اُس وزیرِ کم جنت
 نے اگر خواہ نہ خواہ مجھ کو جگادیا اور زندگی سے بے مزہ کیا اس بات کو سنکر
 اُنہوں نے عرض کی کہ خداوند! وہ شہزادی کیسی تھی تبت بادشاہ نے ایک آہ
 کھینچی اور یہہ قطعہ پڑھا

تھوڑے وقت کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اسی وقتے!
 میں نے اکثر بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ ایک شخص نے کسی دانا سے جا کر
 پوچھا کہ عشق کہا چیز ہے تب اُس نے کہا کہ عشق کو ملک الموت کہتے ہیں
 اور جاننے والے اُس کو آفتِ ناگہانی سمجھتے ہیں

عشق جس کے یں سنا تا ہے ، وہ چارہ جہاں سے جاتا ہے
 اور میرا بھی احوال اُس کم بخت نے یہاں تک پہنچایا ہے کہ جی ہی جاتا
 ہے ۔ اب یہی دل میں آتا ہے کہ اُس کو مؤفف کروں اور صبر کر کے پیشہ
 رہوں ! مثل مٹ ہو رہی ہے ہشتہ پرے وہ سونا جس سے تو تے کان ! تو تا کہنے
 لگا اسی خجستہ کہنے سے اور کرنے سے برا فرق ہی یہ کہہ کہتی ہے عاشق
 کو صبر سے کہا نسبت اور بیمار کو آہ وزاری سے کب فرصت

جسے عشق کا تیر کاری لگے اُسے زندگی جگ میں بھاری لگے
 اگر عاشق بے محشوق رہتا تو کوئی کیس پر نہ مرتا اور وہ بھی بادشاہ زادی
 اپنا بہانہ نہ کرتی کیس واسطے کہ وہ ایک مدت تک مرد کے نام سے بیزار تھی
 آخر بے شوہر نہ رہ سکی اور خصم کر ہی پیشہ اُجستہ نے پوچھا کہ اُس کی
 داستان کہیں کر ہی بیاں کر

تو تا کہنے لگا کہ کسی وقت میں چین کا بادشاہ نہایت عمدہ تھا اور ایک وزیر
 بھی عفا ممد رکھا تھا ! اتفاقاً وہ ایک دن اپنے محل میں بیٹھ رہا تھا !

قیامت تک نہ نکل سکیگا آپھی آپ سسک سسک مارے بھوک کے مر جاویگا
آخر کار اسی بات پر وہ ہر ایک آپس میں متفق ہوا اور اسی دھب سے
اُس ہاتھی کو ہلاک کیا

تو نے یہ سُنْچن یہاں تک پہنچا کر کہا کہ اسی خُجستہ اُن دو تین ضعیف جانوروں
نے ہمت باندھی تو ایسے ہاتھی کو مارا اور اپنا بدلا لیا۔ تو کہوں تھندھی
تھندھی آہیں بھرتی ہی ہم بھی دونوں شخص ہمت باندھینگے تو یہ کہہ کر داخل
ہو جو کام نہ ہوا تو نے نہیں سنا کہ لوگ کہتے ہیں ہمت کار نامہ دار و جو
تھوندھینگا سو پاویگا بی بی خوش ہو اب جا اور اُس سے مل ا خُجستہ
نے یہ سُنْتے ہی جو نہیں چاہا کہ جاوے اور اُسے گلے لگاوے کہ اتنے میں پاؤ پھٹی
اور مرغ نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی یہ نہیں رہا تب یہ نہ فرد
زباں پر لائی اور بے اختیار رو رو کر چلائی

اِس سحر کی دلا عداوت سے

شام ہوئی نظر نہیں آتی

تینتیسواں قصہ یہ ہے کہ چین کا بادشاہ روم کی شہزادی پر خواب میں عاشق ہوا اور

اُسے اپنے نکاح میں لایا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب خُجستہ آنکھیں سُرخ رنگ زرد ہونٹھہ
نیلے موپریشاں چاک گہ یہاں آہ سرد کپڑے مٹیے جاہ تباہ سوگواروں کی سی

کھایا اور کہا کہ میں ایک مدت سے دوستوں کے کام پر کسمر باندھے پھر تاجروں مگر
میرے ساتھ ایک غوک بہ خواہی تمام آشنائی رکھتا ہوں اور اپنی قوم کے لشکر
کا سردار بھی ہوں اس سے اس بات کو سنائے وہ جو کہے اس پر عمل
کیجیے کہونکہ تدبیر اس کی خطا نہیں کرتی

بہر صورت اُن تینوں نے اپنے تئیں اس میدان کے پاس پہنچایا اور اس
احوال کو موبہ ظاہر کیا اور اس سے مدد چاہی تب غوک نے شکر خورے
کے احوال پر اور اندوں کے توہنے پر بھی رحم کھایا اور کہا کہ اسی شکر خورے!
تو خاطر جمع رہ مجھ کو ابھی اس کے مارنے کی ایک ایسی حکمت سوچھی ہے کہ جس
سے پہار کو پت کرتے ہیں وہ چیر کہا ہی چلتے اور وہ تدبیر یہ ہی کہ
پہلے زنبور اس کے پاس جائے اور اپنی آواز دے چپ سے اُسے مت کرے
جب وہ مستی پر آوے تب یہہ مرغ دراز نوک اپنی چونچ سے اس کی
آنکھیں نکال لے کہ یہہ جہان روشن اس کی آنکھوں میں تاریک ہو جاوے
پھر بعد کئی دن کے جب یہہ مارے پہاس کے نہایت تنگ ہو گا تب اس کے
سامنے میں بولنا شروع کروں گا اور وہ معلوم کریگا کہ جس جگہ میدان بولتا ہی وہاں
مقرر پانی ہوتا ہی اس شہہ سے وہ اٹکل سے آگے قدم نہ اویگا اور میں پچھلے
پانوں ہتھوٹا اسی طرح سے آہستہ آہستہ بہلائے بہلائے لے جاؤں گا اور ایک ایسے
خار عظیم میں گراؤں گا کہ پھر اس کی کدھی آواز بھی نہ سنیگا اور وہ بھی وہاں سے

تجھ کو خوش رکھ جو تو ایسی باتیں کر کے میرا جی بہلا تا ہی ہر آن کی
نقل کیوں ہی بیان کر

تو تا کہنے لگا۔ کسی شہر میں ایک درخت تھا اور اُس کی والیاں گنجان تمہیں
اُس پر ایک شکر خورے کے جوڑے نے اپنا اپنا گھوٹلا بنا کر اندے دیئے تھے اِنفاقا
ایک پیل مست اُس جگہ پہنچا اور اُس درخت سے اپنی پیٹھہ رگڑنے
لگا۔ اُس کے صدمے سے وہ درخت ہلا بیٹھے گر پڑے تب وہ شکر خور اور کے مارے
اپنی مادہ کو چھوڑ کر ایک اور درخت پر جا بیٹھا اور آہ زاری کرنے لگا اِثمل
مشہور ہی بلی کے آگے چوہ کا کہا چلے لیکن اپنے جہر میں کہتا تھا کہ اُس دشمن
زبردست سے بدلا کسی طرح لیا جا ہیئے

یہ خیال کر کے اپنے دوست کے پاس گیا کہ جسے مرغ دراز نوک کہنے ہیں۔
احوال گذرا ہوا سب اُس کے آگے کہا کہ ناحق ایک فیل نے میرے اوپر ظلم
کیا ہی کچھ ایسی تدبیر کر کہ وہ مار جائے اور میں اپنی داد کو پہنچوں۔ میرا بدلا
اس سے لے کہونکہ دوست ہی وقت پرے ہر کام آتے ہیں اُس نے کہا بھائی! ہاتھی
کا مارنا بہت دشوار ہی مجھ اکیلے سے نہ ہو سکیگا مگر ایک زنبور ہی میں
اُس کو نہایت دوست سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے نہایت دانا ہی اُس
سے مشورت کیا جا ہیئے وہ جو کہے سو کیجئے غرض اُن دونوں نے اپنے تئیں
اُس کے پاس پہنچایا اور یہہہ احوال ظاہر کیا یہہہ مابرا اُس نے سُنکر ترس

نہ ہو دل تو پہر بات بھی ہی غضب

تو تا کہنے لگا کہ اسی کد بانو! کچھ اندیشہ نہ کر اور دل میں راہ نا اُمیدی
کو نہ دے - خدا پر نظر رکھ کہ وہ سببِ الاسباب ہر - دعا تیری قبول کر لگا
اور تمناے دلی بر لاو لگا

نہ کرنا کبھی یاس کی گفتگو

کہ آیا ہی قرآن میں لا تُقْنِطُو

اب تیرے کام میں سعی کرتا ہوں - کس واسطے تو اپنی اس جوانی
کو جلاتی ہی اور کہوں آنکھوں میں آنسو دم بہ دم بھرے لاتی ہی - مقرر
تیرے دوست کے پاس تجھے پہنچاؤ لگا! خُجستہ کہنے لگی اسی پہاڑے! نَحْجَب
ہی کہم دونوں ایک دل ہو کر کوشش کرتے ہیں، تیرے پہر بھی یہ کام
سراجم نہیں ہوتا - یہ کہا حکمتِ الہی ہی اور یہ کہیں سے برگشتہ نصیب
ہیں کہ آتھوں پہر پہیرے ہی رہتے ہیں - ہیہات ہیہات! تو تا کہنے لگا
کہ اسی خُجستہ! یہ کہا کتنی ہی - تو نے نہیں سنا کہ میندک اور زنبور
و مرغ ہر ایک آپس میں متفق ہوئے اور انہی کو ماردِ آلا باوجود اس کے
کہ وہ ہر ایک جانور سے ہیبت ناگ تھا اور یہہ کون سا برا کام ہی کہ وہ
ہم سے اور تم سے نہ ہوگا - اِنَّ شَاءَ اللہ تعالیٰ قریب ہی کہ تو اپنے یار سے
ملے چلین کرے! خُجستہ نے یہہ نہ کر کہا کہ تیرے منہ میں گھی شکر خدا

حاکم نے اُس کا کہنا باور کیا اور اُن سبھوں کو دم دلا سا دیکر رخصت
 کر دیا پھر اُس حجام کو سزا دی ۱ تو قے نے یہ بات کہہ کر خجستہ سے کہا
 اگر جانا ہی تو جا کہوں کہ اب وقت اخیر ہی اور نہیں توکل سرے شام
 ہی سے چلی جانا کدبانو نے یہ بات سنتے ہی چلا کہ جاوے اور اپنے دلبر سے ملے۔
 اتنے میں صبح طاری ہوئی۔ مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُس کا اُس روز بھی
 موقوف ہوا شب یہ بیت پڑھی اور رونے لگی

ہجران کی شب و روز کا یک طرفہ الم ہی

شب گزری ہے اندوہ میں اور دین کو بھی غم ہی

بتیسویں نقل یہ ہے کہ میندک و زنبور و مرغ دراز نوک

یہ ہر ایک آپس میں متفق ہوا اور ہاتھی کو مار دالا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا۔ خجستہ رخصت اپنے تو قے کے پاس گئی اور

کہنے لگی ای تو قے! کچھ میرے بھی احوال سے واقف ہی کہ اب دین بہ دین

ناتواں ہوئی جاتی ہوں۔ اور رنگ نقاحت سے زرد ہوا جاتا ہی۔ جہان

کی کسی چیز پر جی نہیں لگتا اور کسی سے بولنے کو دل نہیں چاہتا

مجھ بن اب تو غم سے فرصت ایک ذرا ہیشہات نہیں

دامن سے منہ وٹانکے رہنا رونا پہروں بات نہیں

سبب کہا کہ دل سے تعلق ہی سب

یہہ سن کر تجھے والے دوتے اور نائی کو باندھ کر حاکم کے پاس لے گئے اور
 کہنے لگے خداوند! دیکھئے ہم تو اب اس زمانے پر مرتے ہیں کہ آپ کے عمل
 میں نائی باہمنوں کا خون کرتے ہیں۔ حاکم نے حجاب سے پوچھا کہ تو نے کس
 قصیر پر ان غریبوں کو مارا اور کس خطا پر ان بیچاروں کا سیر پہنچا؟ اس
 نے کہا حضرت سلامت! ہمیں آج فجر کو قتلے سودا گر کی اصلاح بنانے گیا
 تھا۔ میرے سامنے ایک باہمن اس کے پاس آیا۔ اس نے دوچار
 لاکھیاں اسے ماریں۔ وہ مرتے ہی سونا ہو گیا۔ ہمیں نے معلوم کیا اگر کوئی برہمن
 کو لکریاں مارے تو وہ سونا ہو جاوے۔ ہمیں نے بھی اپنی اسی طمع پر ان برہمنوں
 کو مارا کہ شاید یہہ زر ہو جاوے۔ افسوس یہہ ہی کہ کوئی برہمن زر تو نہ ہوا
 بلکہ اور رفتہ برہا ہوا۔ یہہ خطا مجھ سے ہوئی۔ جو چاہئے سو کیجئے تب
 حاکم نے اس سودا گر کو بلوا کر کہا کہ یہہ حجاب کہا کہتا ہے سنا اور جو احوال
 سچ ہو کہو میں نے یوں سنا ہی کہ تم نے آج ایک برہمن کو مار کر سونا بنایا ہی
 اور یہہ نائی بھی کہتی باہمنوں کو آدھہ موار کر کے کشتہ کیا چاہتا تھا اس
 نے کہا بندہ نواز! یہہ میرا نڈکر ہی آج کہی دن سے دیوانوں کی طرح سے
 ہرا پھرتا ہی۔ جسے چاہتا ہی اسے مارتا ہی۔ تمام شہر میں غل مچاتا ہی
 مجھ کو کہا مثل مشہور ہی جس کا خون اس کی گردن۔ آپ حاکم ہیں
 جو مناصب جانیں کریں میں کس واسطے کسی کو مارونگا

کئی کہا ہو مجھے کچھ نہیں معلوم تو کریم کار ساز ہی جو چاہے سو کرے اُسی
حیرانی میں تھا کہ ایک حجام اپنی کسبت بخل میں دبائے ہوئے اُس کی طرف
سے ہو نکلا۔ اُس نے پکار لیا اور اپنا سر مُندانے لگا

بعد ایک دم کے ایک برہمن اُس کے سامنے آیا تب اُسے وہ اپنا رات کا
خواب یاد پڑا۔ اُسی کھری سر مُندا وانا مو قوف کہا اور اُس برہمن کو لا۔
تھپیاں مارنے لگا اور یہاں تک مارا کہ وہ اپنے جی سے گیا زمین پر گر کے ایک
پتلا زیر سرخ کا ہو گیا۔ سودا گرنے اُس پتلے کو اپنے گھر میں رکھا اور تھوڑا سا
سونانا ئی کو دیکر کہا کہ تو یہ بات کسی سے نہ کہنا اور وہ اُسنا اپنے جی میں
بہت سا خوش ہوا کہ یہہ نسخہ کیمیاء کا حق تعالیٰ نے اچھا دیا۔ غرض اُس سونے
کو بعل میں مار کر جلدی جلدی اپنے گھر آیا اور ایک لاتھی موٹی سی ہاتھ میں
لیکر دروازے پر اس تاک میں بیٹھ رہا کہ کوئی برہمن اُس طرف سے آوے
تو اُس سے مارے اور سونا بنائے اتنے میں ایک گروہ برہمنوں کا ادھر سے
آ نکلا اور اُن نے اُن کو اپنے گھر میں بلایا اور اُن کی ضیافت میں دل دکایا۔ بعد
ایک کھری کے ایک لاتھی موٹی سی اتھا کر اُن کو بے اختیار پھینک لگا اور
یہاں تک مارا کہ سر اُن کے پھوٹے اور ولہو لہان ہو گئے تب وہ سب کے
سب بخل مچانے لگے کہ کوئی واسطے گوسٹیاں کے آوے نہیں تو ہم اُس حجام
کے ہاتھ مفت مارے جاتے ہیں

اہل فنا کو نام سے ہستی کے سنگ اہی
 لوح مزار بھی مری جھاتی پہ سنگ ہی
 یہ بات جی میں تھہرا کر گریبان میں گل چاک کر ڈالا اور یہاں تک زیرِ نقد
 صبح سے تا شام لٹایا کہ ہر ایک غریب غنی ہو گیا۔ آپ ایک آدھے سے
 پورے ہر لگاتار کھینچ اسی طرح بھوکھا پیاسا پر رانا اسی شب کو بعد آدھی رات
 کے کہا خواب دیکھتا ہی کہ ایک شخص اجنبی سا اُس کے سامنے کھڑا ہی
 اس نے اُس سے پوچھا امی عزیز! تو کون ہی؟ وہ بولا میں اصل صورت
 تیرے بخت کی ہوں۔ تو نے جو آج اپنا مال و اسباب خدا کی راہ میں خیرات
 کیا اور کچھ اپنے واسطے نہ رکھا۔ اس واسطے میں کہنے کو آیا ہوں صبح کو برہمن
 کی صورت بن کر تیرے پاس آؤں گا تو مجھے مارے لاتھپیں کے مار ڈالنا۔ جس
 گھری میرا دم بدن سے نکلیا تمام سونے کا بن جاؤں گا جس عضو کو تو چاہنا
 کات لےنا وہ عضو پھر اُسی وقت درست ہو جائیگا اور تیرے ماتھے اُپر ہات
 سونا لگیگا

یہ بات اُس کا نصیب کہہ کر اُدھر گیا اور اُدھر صبح کا تارا نمودار ہوا جب اُس
 کی آنکھ کھل گئی۔ سوائے اپنے اور اُس ایک پورے کے کچھ نہ دیکھا۔ اپنے
 دل میں مہجیب ہو کر کہنے لگا الہی! یہہ میں نے کیا پنا دیکھا۔ تیرا اُس

اکتیسویں داستان ایک سو داگر اور برہمن کی اور پنتا برہمنوں کا حجام کے ہاتھ سے

جب سورج چھپا اور چاند نیلا - خجستہ پوٹاک بدل جواہر پہن توتے کے پاس

رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اسی توتے ! تیرے قربان جاؤں مجھ پر رحم کر اور

رخصت دے کہونکہ آج پھر کچھ جی گھبراتا ہی اور دل ڈکڑے ہو جاتا ہی

یاد میں ترہا ہی دل کیس آروئے خمدار کی

آج کچھ ناخن بدل ہی تہ اُس بیمار کی

چاہتی ہوں کہ آدھی رات کو اُس کے پاس جاؤں - تو بھی اس وقت

ایک حکایت چھوٹی سی کہ ۱ توتا بولا اسی خجستہ ! کسی شہر میں ایک

نور اگر تھا نہایت مالدار لیکن وہ بے اولاد تھا ۱ ایک دن یہ اُس کے دل میں

خیال گزرا اور اپنے جی میں کہنے لگا اگرچہ میں نے اس جہان میں دولت بے

اٹ مار پیدا کی پھر کچھ حاصل نہیں - کیس واسطے کہ ایک بھی لڑکانہ ہوا جو

بعد میرے اُس گھر کو روشن کرتا اور اُس دولت کو اپنے قبضے میں لاتا - اپنے

جدو آبا کا نام رکھتا ۱ افسوس صد افسوس

کسی طرف سے کچھ نہیں مجھ کو غم

مگر ایک اولاد کا ہی الم

خیر اب بہتر یہی ہے کہ اپنے جیتے جی اُس زریعے بنیاد کو بنام مولا لٹائے اور

فقیر و فقرا غریب غریبا ۱ یشموں کو کھائے اور آپ فقیر ہو کر یاد الہی میں

قید رہے جب ادھی رات گزری تب اُس کی جورو نے کہا اگر تو نے اُس
 کی تھیلی لی ہے تو مجھے بتادے۔ کہاں رکھیں اور نہیں تو اُس تھیلی
 کے ساتھ ہماری بھی جان جاویگی ایہہ قاضی نے تھیلی لیتے ہم کو ہرگز جیتانہ
 چھوڑینگا۔ تب اُس سنار نے کہا کہ فلاں جگہ جہاں میری چار ہائیں تھیں
 وہیں وہ تھیلی بھی گری ہے ایہہ بات اُن دونوں شخصوں نے اپنے
 کانوں سے سنی اتنے میں صبح ہوئی جب قاضی نے اُن چاروں کو کچھری میں
 بناوایا اور اُن دونوں شخصوں سے پوچھا کہ سچ کہو رات کو اُن دونوں نے
 آپس میں کہا باتیں کیں تھیں تب قسم کے رو سے انہوں نے جو سنا تھا سو
 کہہ دیا قاضی نے اُس جگہ سے وہ تھیلی اپنے لوگوں کے ساتھ منگوا کر چاہی
 کے حوالے کی اور سنار کو سولی دی
 قوتی نے یہہ کہہ کر خجستہ سے کہا اگر زرگر اپنا احوال جورو سے نہ کہتا تو مارا
 نہ جاتا۔ خیر اب سدھاریے اور اپنے معشوق سے بلکہ مزا جوانی کا اٹھائیے خجستہ
 بے یہہ ستے ہی چاہا کہ اپنے تین اُس کے پاس پہنچاویے اور اُس کو اپنے
 محلے لگا دے۔ اتنے میں نور کا ترکا ہوا اور مرغ بولا۔ جانا اُس کا اُس روز بھی
 حوقوف رہا تب یہہ فرد پرہی اور منہہ دھانپ کر رونے لگی
 واصل کی جس سحر سے چھوٹے شب اُس سحر کو خدا نہ دکھلاوے

یہ کہ معلوم تھا کہ نو دشمن ہوا گا اب جھوٹے سچ لگا کر مجھ سے مال لیا
چاہتا ہی۔ مثال مٹ ہو رہی اُتے اجور کٹوالے داندے۔ جھوٹے کے آگے سچا

رؤمرے

آخر کار اُس سبب ہی نے یہ لا چاری قاضی کے پاس جا کر فریاد کی اور یہ
حقیقت موصو اُس سے کہی جب قاضی نے اُس سے پوچھا کہ اس بات کا کوئی
گواہ ہی اُس نے کہا حضرت سلامت! سا کہی کوئی نہیں ا قاضی نے عقل سے
معلوم کیا کہ یہ قوم سناروں کی دغا بازی ہوتی ہی۔ کچھ نہ بچ نہیں۔ اس
سنار نے خواہ مخواہ دغا بازی کی ہو گی اس ا جیل پر قاضی نے سنار کو
اڈر اُس کی سنارنی کو بلوا بھیجا اور ہر چند دم و دلاسا دیکر پوچھا پر
انہوں نے سدا انکار کے ہر لیز اقرار نہ کیا تب قاضی نے کہا میں خوب جانتا
ہوں مقرر تو نے اُس کی تھیلی اڑائی ہی جب تک اُس کی تھیلی نہ

دیکھا تب تک تجھ کو نہ چھوڑوں گا

یہ کہہ کر قاضی اگر میں گیا اور دو شخصوں کو ایک صندوق میں بند کیا اور اُس
صندوق کو کھڑی میں دھڑ دیا۔ پھر باہر نکل کر سارے کہا اگر اُس کا زر دینا
نہ قبول کریگا تو میں فخر کو مجھے مروا دوں گا

یہ کہہ کر اُن دونوں کو اُس کو تھری میں قید کیا اور فرمایا کہ صبح کو بعد نماز
کے تمہیں قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر قاضی جی اندر گئے اور وہ دونوں اسی جگہ

اُس سے آشنائی کرنا مگر اپنے دل کا راز کسی سے مت کہنا۔ نہیں تو
 یہ بات تیری کھل جاوے گی اور ہلاکت تو پہنچے گی جس صورت سے اُس
 در گرنے اپنی جوڑو سے احوال کہا اور مارا گیا

حجستہ نے پوچھا اُس کی حقیقت کیوں کر ہے؟ آگاہ کرا تو تا کہنے لگا
 کسی شہر میں ایک سنار نہایت مالدار تھا اور ایک سپاہی اُس سے
 بہ دل دوستی رکھتا تھا۔ اُس کی آشنائی کو سچ جانتا تھا اور اتفاقاً اُس
 سپاہی نے ایک تھیلی اشرفیوں سے بھری ہوئی کہیں سے پائی اور
 نہایت خوشی حاصل کی اور اُس کو کھول کر گنا تو ارٹھائی سو اشرفی
 تھی۔ وہ سپاہی تھیلی لیتے ہوئے خوشی خوشی سنار کے پاس گیا اور
 کہنے لگا میرے بخت اچھے تھے جوئے رنج و محنت اس قدر زر راہ سے میں نے پایا
 حاصل کلام وہ تھیلی اُس سنار کو سونپی اور یہ بات کہی کہ بھائی! یہ میری
 امانت اپنے پاس رہنے دے جب چاہو نکالے لو نکالا بعد کسی دن کے اُس تھیلی
 کو سپاہی نے سنار سے طلب کیا تب وہ کہنے لگا ای سپاہی! تو نے اسی
 واسطے مجھ سے آشنائی کی تھی کہ تھمت نکا دے اور مجھے چور بنا دے! بھلا
 تھیلی تو نے مجھے کب دی تھی؟ تو جھوٹہ کہتا ہے۔ کہا خوب اب تو یہاں سے جا
 اور کسی برے مال دار پر تھمت نکا جس کے سبب سے کچھ مزا اٹھا وینکا
 اور مجھ غریب کے سنانے سے کہا پاوینکا! میں تجھے اپنا دوست جانتا تھا اور

میں سُرِ بالوں میں کنگھی اس طرح بناؤ تھناؤ کر جواہر کے گہنے ہاتے سے
آراستہ ہو ایسی بنی بنی کہ احوال اُس کے سگھراپے کا بیان نہیں کیا جاتا
موافق اس کے

وہ کنگھی کھچی بلوں صفائی کے ساتھ
کہ ہو رشک سے جس کے دو ٹکڑے رات
صفائی یہ ہو شو شاگ کی دیکھیو
نظر سبز میں ہی کہ میلی نہ ہو
اس بانک پن سے اُٹھی اور توتے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے
لگی ای محرم راز وای میرے دمساز! اگر آج میرے احوال پر رحم کرے
اور رخصت دے تو مایں جب تک جینسی رہوں گی تب تک تیرے بارِ احسان
سے سیر نہ اٹھاؤ گی۔ کہوں کہ ایک درد ایسا بے قراری کا پہلو سے اُٹھتا ہی
کہ حال بے حال ہوا جاتا ہی

آنکھیں نہیں موندتی ہیں میرے دل کو تعب ہی
بارب دل حیران کو میرے کس کی طالب ہی
دم لینے نہیں دیتے ہیں پیہم کے یہ نالے
کہا جائیے کہا دل کو میرے دردِ کدھب ہی
تووتا کہنے لگا مبارک ہو شریف بھجا پر یہ بات یاد رکھنا جس سے چاہنا

ہو چھٹیں اگر وہ تیری بات پسند کرے تو پھر جو چاہنا سو میرا کرنا بارے
 یہہ سُچن اس کا اُس نے سنا اور اُس کی آستین سے نکل کر اُس
 جانب گئی طرف چلا تب اس نے فرصت پا کر ایک ایسا پتھر اُس کے
 سر پر مارا کہ وہ مر گیا اور امیر جیتا اپنے گھر گیا

خجستہ نے یہہ نقل سُکر کہا اسی توتے! عیش نے تیرا کہنا قبول کیا اور نصیحت
 ماننی پر تو بھی اس وقت یہہ سُچن میرا سُن کہ جلد مجھے رخصت دے! توتے
 نے کہا بہتر۔ اب دیر مت کر جا اور اپنے دوست سے مل اور خوشیاں کرا کد بانو
 یہہ سُکر چاہتی تھی کہ جاوے اور اُس کو گلے لگاوے اپنے میں صبح نمودار ہوئی مرغ
 نے بانگ دی اُخجستہ مرغ کو گالیاں دے دیکر توتے سے کہنے لگی کہ اب صبح
 ہو چکی میں کہوں کہ جاؤں! آخر کار جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا تب
 یہہ بیٹ پڑھی اور رونے لگی

ایسی مرغِ سحر آج اگر تجھ کو اپنی پانوں
 نو کچا ہی دانتوں سے تیرا گوشت چباؤں

قیسویں کہانی ایک سپاہی اور ایک سفار کی اور اُس ستار کے مارے جانے کی مال کے واسطے
 جب آفتاب چھپا اور ماہ تاب نکلا خجستہ نہادھو نہوڑا سامیوہ کہا اطلال
 کا پانجامہ مقبش کا ازار بند والے کا کیوں دار کر تاناٹش کی سنجاف لگا جالی
 لگی کرتی بنت کی انگیا بنارس سی دوپٹہ مٹی کی دھری پانوں کا لکھوٹا آنکھوں

ابھی میرے آگے آگے ادھری آیا ہی۔ کہتی نے اُسے دیکھا ہُو تو مجھے بتا دے میں اُس کا
 اس بانس سے میرے بھونروں اور اپنے گھر کی راہ لوں! اتنے میں امیر نے کہا بھائی! یہاں
 میں یہاں بری دیر سے کھرا ہوں لیکن میں نے تو نہیں دیکھا۔ خدا جانے کہاں گیا
 اور اُس نے بہم اُسے خوب سا ادھر ادھر تلاش کیا جب کہیں نہ پایا تب
 اپنے گھر کا رستا پکڑا

بعد ایک گھرنی کے امیر نے کہا اسی سانپ! دشمن تیرا گیا اب تو بھی جا
تب سانپ ہنسا اور کہنے لگا اسی امیر! اب میں تجھے بے دسے تو نہیں جاتا
اور تیری بات کب سُنو گا اب بے مارے کو تھی یہاں سے تلنا ہوں؟ تو نہیں
جانتا احوال میرا کہ میں دشمن ہوں تیرا جب تجھے کو مارو گا تب جاوے گا اور
تو نہایت احمق معلوم ہوا جو تو نے مجھ پر رحم کھایا اور میرے کہنے پر اعتبار
کیا اور اپنی آستین میں رہنے کو مکان دیا تب امیر نے کہا اسی سانپ! میں نے
تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور تو میرے ساتھ بُرائی کیا چاہتا ہے۔
یہ بات نامناسب ہے! سانپ نے کہا میں نے عقلمندوں سے سُنا ہی کہ
بُروں کے ساتھ نیکی کرنا اٹا ہے جیسا نیکیوں کے ساتھ بدی! یہہ سُنکر
وہ دُرا اور اپنے جس میں کہنے لگا کہ اب اسے کہوں کہ آستیں سے نکالوں اور اپنا
جی بچاؤں! بعد تامل کے ایک بات تمہرا کہہ کہنے لگا اسی مارِ سیاہ! ایک اور
سانپ آتا ہے تو میری آستین سے نکلے ہم اور تو دونوں چل کر اُس سے

بھی جلد رخصت کرنا تو تھا اپنے جی میں ذرا اور کہنے لگا خدا حافظ یقین ہی کہ
یہ وہ اب اس گھر میں کسی طرح سے نہ رہیگی کیونکہ نہایت بے قراری رکھتی
ہی اور میری بھی بات نہ سنیگی از بسکہ مضطر ہی ایہہ سوچ کر بہ لاچار
کہنے لگا اے کدبانو! بیش تجھے ہر ایک شب رخصت کرنا ہوں اور خدا سے
چاہتا ہوں کہ تو اپنے یار غمگسار سے لے - تو آپ ہی توقف کرتی ہی جو
نہیں باتتی ایہہ نہیں معلوم کہ نصیب تیرے کیسے ہائیں جو برگشتہ رہتے ہائیں لے
بسم اللہ اب دیر نہ کر جا اور اپنے یار کو گلے لگا پر یہہ بات یاد رکھنا کہ کسی
دشمن کا اعتبار نہ کرنا نہیں تو تجھے پر بھی وہی صدمہ گذرے گا جو اُس
امیر زادے پر اُس سانپ کے سبب سے پہنچا

خجستہ نے پوچھا اُس کی حکایت کیونکر ہی بیان کر؟ تو تھا کہنے لگا کہ کسی دین
ایک امیر کسی جنگل میں شکار کھیلنے گیا تھا اور ایک کالا سانپ کہیں سے بھاگا
ہوا نہایت بدحواسی سے اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیر! اپنے خدا کے واسطے
مجھے جگہ دے کہ میں چھپ رہوں اور تجھے دُعا دوں! امیر نے پوچھا کہ اس قدر
کہوں گہرا تا ہی خیر تو ہی؟ سانپ نے کہا کہ دشمن میرا مجھے مارنے کو
ہاتھ میں لاتی ہے لیکن وہ چلا آتا ہے - تو مجھے چھپا رکھ! یہہ بات سنتے
ہی امیر کو اُس پر رحم آیا اور اُسے اپنی آستین میں چھپا رکھا! بعد ایک دم
کے وہ شخص بھی ایک موٹا سا بانس لیٹے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ اے کالا سانپ

بے تمھارے کون مارے پیل بد خون خوار کو

تو نے بہہ کہانی تمام کر کے خجستہ سے کہا کہ اب اُتھ - اپنے معشوق
کے پاس جا اور اُس سے ملکر حظ زندگانی کا اُٹھا - کہ بانو نے بہہ اُتھ ہی
چانا کہ جاوے اور اپنے جانی کو کھلے لگاوے اتنے میں صبح صادق ہوئی - مرغ
نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی بول ہی رہا تب بہہ بیت پر ہی
اور رونے لگی

صبحِ نیت کرتا ہی بہہ دل اشک باری بیشتر
ہو سحر کو خانہ ماتم میں زاری بیشتر

انتہی سواں قصہ یہ ہے کہ ایک امیر نے سانپ کو اپنی آستین میں چھپایا اور پشیمان ہوا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا، خجستہ چاک گریبان حال پریشان آنکھوں
میں آنسو بھرے سر کھلے تو نے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی
ایسی یارِ وفادار و ای محرمِ رازِ دل افکار!

آتشِ عشق سے جلے ہی دل

آہ یہ آگ کس نے بھڑکائی

ای تو نے! اب تو میرا دل اُس کی جدائی کی آگ سے جلا جاتا ہی اور
کلنجامٹہ کو چلا آتا ہی - جگر کباب ہو گیا سچ جان میں آج کسی صورت
سے اس گھر میں نہ رہونگی اور اپنے جانی کے پاس خواہ نہ خواہ جاؤنگی تو

گو کہہ کو مت کسی کی آتش دو

اپنی چھاتی پہ ہاتھ دھر دیکھو

اور سوائے اُس کے تم نہ ہو اور دل سخت رکھتے ہو تم تو کھا ہی نہیں
سکتے میں مادہ نرم دل ہوں کہوں کر کھاؤں اگر کہو تو اس بیشم کو بھی
اپنے بچپن کی طرح سے پالیں شیر نے کہا بہتر! آخر شیر نے اُس
بچے یشم کو بھی اپنے بچپن کے ساتھ پا

بعد کتنے دنوں کے وہ تینوں برے ہوئے اور وہ بچے شیر کے اُس کو اپنا برا بھائی
جانتے تھے اور بھائیوں کی طرح آپس میں کھیلا کرتے اور اُس جنگل
میں موافق اپنی اپنی قوت کے شکار کیا کرتے! اتفاقاً ایک دن وہ کسی طرف
لگے اور شکار کی تلاش کرنے لگے۔ ناگاہ ایک ہاتھی کسی سمت سے انہیں
نظر آیا وہ دونوں بچے شیر کے بے اختیار اُس پر جھپٹے اور وہ مارے در کے
پچھلے ہی پاؤں ہٹا اور بھاگا پھر کسی درخت تلے جا کر چھپ رہا! شیر کے
بچوں نے جوں اپنے برے بھائی کو بھاگتے دیکھا آپ بھی بھاگے! بعد ایک دم
کے آپس میں ہلکا گھر میں آئے اور ماسے واں کا مہرا کہنے لگے! یہ بات سنکر
وہ ہنسی اور کہنے لگی بیٹا! یہ گیدڑ کا بچا ہی بہادری کب کر سکتا ہے اور
ہاتھی کے ہاتھ کب جا سکتا ہے!

زراغ کب پڑھے ہی بیٹا کب کی رفتار کو

اس نے میری ہوشیاری کے صدقے کس واسطے کہ ایک تو تا آج میرے قدیم دوستوں
 میں سے اُرا جاتا تھا۔ مجھے اس قید خانے میں دیکھ کر اوپر سے نیچے اُترا اور
 میرے پاس آن کر بیٹھا یہہ نقل میں نے اُسی سے سنی ہی اور یہہ حکایت بھی
 اُسی طرح کی ہی جو شب کو میں نے تجھ سے کہی تھی سو تو نے بھی
 اُس کے بہ موجب کیا۔ یقین ہی کہ اب کہیں خطانہ پاویگی اُچستہ نے پوچھا
 کہ وہ نقل کہیں کر رہی؟ بیان کر تو تا کہنے لگا کسی وقت میں ایک شیر مع
 شیرنی دو بچوں سمیت کسی جنگل میں رہا کرتا تھا اتفاقاً ایک دن مارے
 بھوکہ کے بٹھلایا اور اُس صحرا میں شکار دھونڈھنے لگا۔ حق تو یہہ ہی
 کہ مشقت بہت سی اُٹھائی اور محنت بہت سی کی تب بہ لاچار می اپنے گھر
 کی طرف پہرا کہ ناگاہ رستے میں اُس نے دیکھا کہ ایک بچہ ہاسا گیدر کا آنکھیں
 بند کئے دو چار دن کا پرا ہی اور بلبلاتا ہی تب یہہ اپنے جی میں خوش ہوا اور
 اُس کو وہاں سے اُٹھا کر اپنی مادہ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ میں نہ ہوں
 اگر دو چار دن اور بھی نہ کھاؤنگا تو رہ سکتا ہوں اور کچھ نہ ہوگا اور تو مادہ ہی
 اگر آج تو ذقہ کریگی تو شام تک مر جاؤگی اس واسطے اس تجھے
 نو لے آیا ہوں تو اسے کھا اور اپنے بچوں کو دودھ پلا اُن نے کہا کہ نہ کو یوں
 چاہئے لیکن میں دو بچے نہہیں نہہیں اپنے آگے رکھتی ہوں بھلا کس
 طرح سے اسے کھاؤں اور اُنہیں دودھ پلاؤں

گھر کے وہ دروازے اور بیمار پر حضورِ اعلیٰ میں انہم باندھ کر عرض کی کہ خداوند!
 عین ذات کا کٹھن ہوں مجھ سے لڑائی کا سر انجام نہ ہو گیگا مثل مشہور
 جو تیلی کیا جانے شک کا بھاؤا یہہ سنتے ہی بادشاہ ہنسنا اور اپنے دل
 میں شرمندہ ہوا اور کسی سردار کو اُس غنیمت پر بھینچا تو تے نے یہہ کہانی
 تمام کر کے جھستہ سے کہا کہ غلام کو اپنے ساتھ مت لینچا۔ اُس سے کام بھلائی
 کا نہ ہو گا بلکہ اور رسوا کریگا جاتی ہی تو اکیلی جا

جھستہ نے یہہ سنتے ہی چلا کہ اکیلی اپنے تیس اُس کے پاس پہنچاؤے اور حظ
 زندگانی کا اٹھاؤے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی، جانا اُس کا
 اُس روز بھی موقوف ہوا شب یہہ شعر پڑھا اور روئے لکلی
 روز شب بحر کے یکساں ہی چلے جاتے ہیں
 نہ ہمیں صبح سے مطلب نہ ہمیں شام سے کام

اتھا بیسواں نقل یہہ ہی کہ ایک شیر نے اپنے بچوں کے ساتھ گیدر کے بچے کو بھی پرورش کیا
 جب سورج چھپا اور چاند نکلا جھستہ مردانہ لباس پہن ہنسیار نکالت پائی
 پگڑی باندھہ تو تے پاس رخصت لینے گئی اور اُس نے جو اُسے اس بانگ ہیں
 سے دیکھا تو بے اختیار ہنسا اور کہنے لگا اے جھستہ مر جبا! خوب کیا کہ ایسی
 اندھیلری رات میں مردانہ لباس پہن کر تنہا آئی اور غلام کو ساتھ نہ لائی۔
 کہا ہی اچھا کام کیا سبحان اللہ ہی ہی! تیری ماتجھی کو جنے حق تو یہہ ہی کہ

ہوں اگر تو کہے تو اپنے غلام کو ساتھ لیکر جاؤں اور یارِ اُمید وار سے ملوں
تو تا یہ سننے ہی اپنے ہروں سے چھاتی پیت کر کہنے لگا ہے، یہی خدا کے واسطے
کہیں ایسا نہ کرنا خبردار غلام کو اپنے ساتھ لیکر نہ جانا۔ عقلمندوں نے کہا
ہے کہ کمینہ ہرگز وفا نہیں کرتا اور یہ قوم کم ظرف ہوتی ہی۔ تو نے شاید
اجوال اُس کھمار کا نہیں سنا جو ایسی باتیں نادانی کی کرتی ہی
خجستہ نے پوچھا اُس کی حکایت کہوں کر ہی؟ بیان کر تو کہنے لگا کہ ایک
کھمار نے کسی دن بہت سی شراب پی اور بدمست ہوا۔ کوڑے اور قراے مٹتی
کے اور جو باسن شراب کے تھے اُن پر گرا اور لڑتا دے توتے۔ یہہ تمام زخمی ہوا
موت میں وہ زخم اچھے ہوئے مگر نشان اُن زخموں کے اس طرح معلوم ہوئے
تھے کہ شاید یہ زخم تیر اور تلوار کے ہیں، اتفاقاً اُس کے شہر میں کال
پڑا۔ وہ وہاں سے نکل کر اور شہر میں گیا اور ٹوکری تلاش کرنے لگا، اُس
شہر کے بادشاہ نے جو اُس کے بدن پر اس طرح کے زخم دیکھے تو معلوم
کیا کہ یہہ برا ہی سپاہی ہی جو اس قدر زخم بدن پر اُٹھائے ہیں، یہہ سمجھ کر
بادشاہ نے اُسے نوکر رکھا اور مرتبہ اُس کا زیادہ کیا اور اپنے دل میں کہا کہ
یہہ برا مددور ہی جو اس کا بدن ایسا زخموں سے چور ہی، بعد کسی دن کے
ایک غنیم اُس بادشاہ پر چڑھا اور گانوں اطراف کے لوٹنے بادشاہ نے اُسے
اپنی فوج کا سردار کر کے چاہا کہ دشمن سے لڑنے کو، بھیجے یہہ اجوال دریافت

جا کر کہا کہ میں کعبے جاتا ہوں اُس نے کہا بہت دیر نہ کیجئے بلکہ
جلد سدھار لے اُس نے کہا کہ میں کچھ خرچ راہ نہیں رکھتا دو تہمند نے کہا اگر
تیرے پاس خرچ نہیں ہے تو مت جا۔ میں کتاب کے رو سے کہتا ہوں کہ
جو مفلس ہو اُسے طواف کعبہ فرض نہیں کہ خواہ نہ خواہ اپنے اوپر عذاب
اُتھاوے اور مکتے جاوے ا خدا نے محتاج کو نہیں کہا کہ تو مکتے جا۔ اعرابی نے کہا کہ
میں تیرے پاس کچھ زر مانگے آیا ہوں مسالہ پوچھنے نہیں آیا جو تو کتاب
کے رو سے باتیں بناتا ہے اسی تو تھے! میں تجھ سے ہر شب صرف رخصت
لینے آتی ہوں تو بے فائدہ ادھر ادھر کی گپ شب برباد کرتا ہے نصیحت سنتے
تو نہیں آتی انہیں باتوں سے میں تجھ پر بھی خفا ہوئی جب تو تادرا کہ کہیں
ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے بھی اُس مینا کی طرح مار دالے! یہ سمجھ کر خوش
آمدیوں کی طرح باتیں کرنے لگا اور یہ شعر پڑھا

عجب نصیب اور ہماری قسمت خفا جو ہم سے تو بے سبب ہی
یہ کہہ غصہ ہی جو تو غصہ ہی تیرا غصہ تو برا غصہ ہی
اور کہنے لگا اے خجستہ! میری نصیحت سے دل تنگ نہ ہو اور برا مت مان۔ کس
واسطے جو کوئی کسی کی اچھی بات قبول کرتا ہے وہ بات دونوں جہان میں
کام آتی ہے! کدبانو کہنے لگی اسی تو تھے! جو تو کہتا ہے سو میں سب
سنتی ہوں لیکن آج کی شب نہایت تاریک ہے اور میں اکیلے جاتے در نہی

جی گنونا سہل ہی آگے میرے پر نہ درنگا عدل اپنے ماتھے سے
 آخر کار بادشاہ کی اُس کے غم میں یہ حالت پہنچی کہ تمام ہو گیا
 توتے نے یہ کہانی جب تمام کی - خجستہ سے کہا کہ صبر کرنا تیرے حق میں
 اچھا نہیں اگر تو بھی صبر کرینی تو اُسی بادشاہ کی طرح سے ایک دن
 مر جائیگی کچھ حاصل نہ ہو گا جس سے بہتر یہی ہے کہ اب جا اور اُس سے
 ملاقات کر

خوشی سے می وصل کو نوش کر
 غم دین و دنیا فراموش کر
 خجستہ نے یہ سنکر چلا کہ اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچاؤے - اتنے میں
 صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی - جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا
 تب یہ بیت پڑھی اور رونے لگی

دن یہ کیسا فلک دکھاتا ہے
 شب اُمید سے چھڑاتا ہے

ستائیسویں داستان یہ ہے کہ ایک گہوار کو بادشاہ نے نوکر رکھا اور اُسے اپنی قوج کا سردار کیا
 جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ آہ و زاری کرتی ہوئی آنکھوں
 میں آنسو بہہ رہے ہوئے دل پر دروسے توتے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی
 اے توتے! میں نے سنا ہے کہ ایک غریب اعرابی نے کسی دوستمند سے

جمال دیکھا تو اُس کے عشق میں ملک کے کار و بار سے غافل ہو جاوے گا سلطنت
 خاک میں ملیگی اور رعیت بباد ہووے گی بادشاہ کو یہ بات اُن کی پسند آئی اور
 خطا اُن کی مُعاف کی۔ مثلاً مشہور ہی باتیں ماتھی پائے اور باتیں ماتھی پاؤں
 آخر اُس کے عشق میں بیمار ہوا اور یہم قطعہ پڑھنے لگا

یہی پیغام درد کا کہنا گر کوئی کوئے یار میں گزرے
 کون سی رات آن لایکا دن بہت انتظار میں گزرے

تب و نیروں نے معلوم کیا کہ یہم کوئی دن میں جان سے جاتا ہی۔ عرض کی
 کہ کو تو ال سے اُس عزت کو لے لو اور شربت وصال نوش جان فرماؤ
 اگر وہ اُس کے بھیجنے پر راضی ہو تو بہتر نہیں تو بزور چھین لو
 بادشاہ نے کہا کہ میں اس ملک کا بادشاہ ہوں۔ ہرگز ایسا کام نہ کروں گا کہوں کہ
 یہم بات بادشاہوں کے انصاف سے دور ہی اور بادشاہوں کو لازم نہیں
 جو اس قدر ظلم بیشم تو کروں اور رعیتوں پر کریں یا اپنی قوت اُنہیں دکھلائیں
 یہم سراسر نا انصافی ہی۔ سو اُس کے جو ظلم کرتا ہے، سو آپ بھی
 خراب ہوتا ہے

جو کے ظالم ہی سو ہرگز پھولتا پھلتا نہیں

سبز ہوتے کہیت دیکھا ہی کہیں شمشیر کا

بالفعل اس بیت پر عمل کرتا ہوں

یہہ بات اُنہوں نے اپنے جی میں تھہرا کر بادشاہ سے جا کے عرض کی کہ خُداوند! اُس
 کی خوبصورتی کی خبر حضور میں جو پہنچی تھی سو غلط - اُس سے
 بہتر بہتر لوندیاں محالِ مبارک میں ہوت سی ہیں! بادشاہ نے یہہ سُکر کہا کہ
 خیر اگر وہ ایسی نہی جو تم کہتے ہو تو میری بھی مرضی نہیں کہ
 اُس کے ساتھ شادی کروں اور اپنے اوپر خواہ نہ خواہ کا عذاب لوں!
 آخر بادشاہ نے اُس سداگر بچی کو قبول نہ کیا اور وہ سداگر جب وہاں
 سے مایوس ہو کر پھر اُتب اُسی شہر کے کوتوال سے اُس کی
 شادی کر دی

ایک دِن اُس لڑکی نے اپنے دل میں کہا کہ میں اِس قدر خوبصورت و حسین
 ہوں تعجب ہی کہ بادشاہ نے مجھے پسند نہ کیا۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ ایک دِن اپنے
 تئیں اُسے دیکھلاؤنگی! اَلْقَصَصِ ایک دِن وہ بادشاہ اُس کوتوال کی حویلی
 کی طرف سے کسی باغ کی سیر کو جاتا تھا کہ جلدی جلدی وہ لڑکی کو تھے ہر
 چہرہ گئی اور بادشاہ کو اپنے حُسن کا جلوہ دکھایا۔ دیکھتے ہی وہ عاشق ہو کر
 اور وزیروں کی طرف غضب سے نگاہ کر کے یہہ فر دہر ہی اور کہنے لگا
 دشمنی میں یہہ نہیں کرتے دوستی میں جو تم نے دکھلایا

یہہ کہا سبب تھا جو تم نے مجھ سے جھوٹہ کہا؟ تب اُنہوں نے عرض کی کہ خُداوند! اُس
 وقت ان گنہگاروں نے یوں مشورت کی تھی کہ اگر بادشاہ ایسی عورت صاحب

گو یار کہتا ہے کہ گفتگو اُس کی رشکِ بلبلی ہزار تہی اور چال اُس کی
 غیرتِ کبک کہسار۔ جانور اُس کی باتیں سننے کے واسطے ہوا ہر سے اُترنے
 ہائیں اور مست بیہوش ہوتے ہائیں جس جس نے اُس کے سُخن کو سنا ہی۔
 اُس اُس نے غش کیا ہی اُمیدوار ہی کہ وہ لڑکی حضور میں مقبول ہو
 اور خدمت میں کنیزوں کی طرح مشغول کہ لائقِ حضور ہی تو یہہ فدوی
 اپنی ہم قوم میں اور بھی بزرگی پیدا کرے اور قدر اُس کی زیادہ ہو
 بادشاہ نے جو یہہ عرضی ملاحظہ کی تو
 خوش و خرم ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا جو کوئی نصیب اچھے رکھتا ہی
 تو ہر ایک چیر خود بخود اُس کے پاس آ رہی ہی یہہ کہہ کر اپنے چار وزیروں کو اشارہ
 کیا کہ تم اُس تاجر کے گھر جاؤ اور اُس کی بیٹی کو دیکھو احوال کیا
 حقہ دریافت کرو اگر وہ قابلِ حضورِ عالی ہو تو جلدی آکر خبر کرو
 عرض و چاروں وزیر بادشاہ کے فرمانے کے بموجب اُس سو داگر کے گھر گئے اور اُس
 لڑکی کی صورت دیکھتے ہی غش ہوئے اور آپس میں حشوت کر کے کہنے لگے
 اگر اس صاحبِ حسن کو بادشاہ دیکھے گا تو دیوانہ ہو جاوے گا۔ رات دن اُسی
 کے پاس رہے گا۔ ملک کی طرف متوجہ نہ ہوگا پس ہر ایک کام تباہ ہوگا اور ملک
 کے بندوبست میں خلل پڑے گا بہتر یہی ہی کہ اس کی تعریف اُس کے
 سامنے کیجیے اور اس لڑکی کے لینے کی صلاح بادشاہ کو نہ دیجیے

تو تا کہنے لگا اسی عجیبستہ! حق تو یہ ہے کہ تجھے عورت عقلمند و ہوشیار

آج تک نہیں دیکھی اور جو تو کہتی ہی سچ کہتی ہی

نہاواہی سراہیئے جن نین من لاج

برے بہائیے اور دیکھ بھرے سو آویں کوئے کاج

لیکن در یہ ہے اگر صبر کریگی تو جان نیری بھی اُس بادشاہ کی طرح سے

نکل جاویگی! خستہ نے پوچھا کہ اُس کی نقل کہوں کر ہے؟ بیان کر! تو تا کہنے

لگا کسی شہر میں ایک سداگر نہایت مالدار و صاحب وقار تھا اور بہت سے

گھڑے ہاتھ اپنے پاس رکھتا تھا اور اُس کی بیٹی بہت خوبصورت و حسین تھی

وہ نقش جسے دیکھ مہ داغ کھائے

وہ صورت کہ تصویر کو حیرت آئے

اور شہرہ اُس کی خوبصورتی کا ہر ایک ملک میں پہنچا تھا اور ہر ایک

شخص کا دیدہ نہ دیدہ اُس کے دیکھنے کا تھا اور ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ اپنی

شادی اُس کے ساتھ کرے لیکن باپ اُس کا مارے غرور کے کسی کو قبول

نہ کرتا تھا۔ اس عرصے میں عہد شباب اُس کا قریب پہنچا اور نخل جوانی شہر

کامرانی سے پہلے لگا

کچھ کچھ جو بن ابرقائب اُس کے باپ نے اُسی ملک کے بادشاہ کی خدمت

میں جا کر اسی مضمون کی عرضی گزرائی کہ یہہ غلام ایک ایسی لڑکی حسین

مِثاب جا اور اپنے معشوق کو گلے لگا ا اگر وہ تجھے پر غصہ کرے گا تو البتہ اُس وقت تجھے جواب معقول سوجھ بگا ا اِس شیریں سُخن سے توتے کی خجستہ کی تائی ہوئی - مُخرق کفش جہم جھاننی پانوں میں دال کر چاہشی تھی کہ اُتھے - ایتے میں مربع بولا اور صبح ہوئی - جانا اُس کا اُس روز بھی مو قوف ہوا تب یہم بیت پر ہی اور رونے لگی

کون سی شب کو ہوگا وصلِ نگار
ہر سحر ہی ہماری دشمنِ کار

چھ بیسویں کہانی یہ ہے کہ کسی سوداگر کی بیٹی کو ایک
میراد شاہ نے قبول نہ کیا اور اُس کے غم میں آپ مر گیا

جب آفتاب چھپا اور مہتاب نکلا - خجستہ شرمندوں کی سی صورت بنائے ہوئے
توتے پاس گئی اور کہنے لگی اسی محرم راز میرے پیش داری تیرے! غنمکندوں
نے کہا ہی کہ جس عورت کو شرم نہیں ہوتی - وہ کسی قوم میں حُرمت نہیں
رکھتی اور وہ عورت مستوراتوں میں بدہی - اب یہی چاہشی ہوں کہ صبر کردوں
اور اپنے گھر میں بیٹھ رہوں - کسی غیر مرد سے آشنا نہ کروں اور نہ اس
کے گھر جاؤں

گھر سے نکالوں غیر کی پیش جست و جو کے واسطے
لوگ جی دیتے ہیں اپنا آبرو کے واسطے

اگر یونہی شکر میں لاتی رہو گی
 تو ایک دن میں جی ہی سے جاتی رہو گی
 تب اُس مرد نے کہہ کر پوچھا بی بی! یہ کہاسب ہی جو کچھ آج ہو رہا
 حواس معلوم ہوتی ہی
 شکر کی جگہ ریت لاتی ہی کہوں
 یہ روئی سنی صورت بتاتی ہی کہوں
 تب اُس نے مسکرا کر کہا کہ اجی! کہا کہوں جس وقت میں گھر سے باہر نکلتی
 اُس وقت میرے پیچھے ایک بیٹل دھارتا ہوا دوڑا۔ اُس کے در سے میں
 بھاگی۔ اُسی صدمے سے میں گری اور پیسے بھی میرے ماتھے سے گر پڑے
 لوگوں کی شرم سے دھونڈھ نہ سکی۔ یہ ریت اُٹھا کر لے آئی ہوں۔ پیسے
 اُس میں ہونگے تم بیٹل لو۔ اور میں نہایت ٹھکی ماندی ہوں کہو تو قدرے
 سو رہوں اب یہ بات سنتے ہی اُس کے خاوند نے اُس کو گلے لگایا اور چھتیاں
 لے لے کر کہا اگر پیسے گر پڑے تھے بلا سے گر پڑے تھے۔ تم ریت کہوں اُٹھا
 لائیں حاصل کلام اُس عورت نے ایسا بے تامل اپنے خاوند کو جواب دیا کہ مطابق
 وہ اُس پر خفا نہ ہوا بلکہ اور مہربانی کرنے لگا
 قوتی نے جب یہ کہانی تمام کی۔ حیرت سے کہا یہ کون سی بڑی بات ہی
 تو اُس سے بھی زیادہ کر سکتی ہی۔ کچھ خطرہ نہیں الے بی بی! اب

جی کو دھارس دے۔ قدرے توقف کر کے ایک عورت نے جو حیلہ و عیاری اپنے
 شوہر کے ساتھ کی تھی وہ بھی مجھے سنا دوسرا شخص نے پوچھا کہ اُس کی
 نقل کہوں کر ہے؟ بیان کر
 عورتا کہنے لگا کہ کبھی وقت ایک شخص نے اپنے قبیلے کو کتنے ایک پیشے شکر
 لانے کو دیے اور وہ شکر لانے بازار میں ایک بنیا کی دوکان پر گئی بنیا اُسے
 دیکھتے ہی عاشق ہوا۔ پھر اُس عورت نے سب شکر مول لیکر اپنی چدر
 کے گونے میں باندھی اتنے میں وہ بنیا اُس سے لگاوت کرنے لگا اور باتیں
 خوش طبعی کی۔ وہ بھی راضی ہو گئی بعد اس راز و نیاز کے وہ اُس عورت
 کو اپنے گھر میں لے گیا اور وہ اپنی چدر گرہ باندھی ہوئی بیٹھے کی دوکان پر رکھ
 کے اُس کے ساتھ چلی گئی تب اُس بیٹھے کے گناہ نے اپنی چالاکی سے
 اتنے عرصے میں جھت پت شکر اُس کے گونے سے کھول لی اور اتنی ریت
 اُس کی جگہ باندھ دی
 اتنے میں وہ رندی اُس کے مکان سے نکلی اور جھت پت چادر اٹھا اپنے گھر
 کی طرف راہی ہوئی اور اپنے خاوند کے آگے بے دھرم چلی گئی اور وہ ہوتلی اُس
 کے آگے دھر دی۔ اُس نے گرہ کھول کر جو دیکھا تو شکر کے بدلے ریت نظر آئی۔
 حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کہا مسخرا پن ہی جو تو مجھ سے کرتی تھی
 میں نے شکر کو بچھڑا تھا تو ریت لائی اُس نے یہ بات سنتے ہی بے تامل کہا

خجستہ نے جو یہ قصہ توڑنے کی زبان سے تمام سنا۔ قصد اپنے پار کے پاس
جائیکا کیا اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُس کا اُس روز
بھی موقوف ہوا تب یہ فرد پر ہی اور رونے لگی

وصل کی شب یہ اسی صبح فراق

روز نو روز بھی تصدق ہی

پچیسواں قصہ یہ ہے ایک عورت شکر لہنے بانہار میں گئی اور بننے سے مل بیٹھی

جب سورج چھپا اور جاندر نکلا۔ خجستہ رخصت لینے توڑنے کے پاس گئی اور
کہنے لگی ای توڑے! میں اُسی بات سے در تہی ہوں اور شر مندہ ہوئی
جاتی ہوں کہ جب اُس سے بلوں اور وہ دیر ہونے کا عصہ مجھ پر کرے تو میں
نہیں جانتی کہ تب کون سا بہانہ کروں! توڑنے نے کہا ای کدبانو! کچھ اندیشہ
نہ کر کس واسطے کہ عورتیں بہت سی باتیں بنا جانتی ہیں اور کیسے کیسے فریب
کرتیں ہیں۔ کہا کہا مکر یا در کہتی ہیں اور بہت حاضر جواب ہوتی ہیں! میں
نے اُن کی زبان سے بہت عذر سنے ہیں اور پسند کئے ہیں۔ تو ایسی
بھولی بھالی کہ کچھ نہیں جانتی کیا خوب مثل مشہور ہے!

چرتر پر عورت اگر اپنے لئے تو بات ہی کو پیرہی کے بیچے چھپائے

کفِ دھت پر کب نکلتے ہیں بال وہ چاہے تو اُس پر بھی سر سون جٹائے

ایسے ایسے سُخن کی فیکر کرتی ہی کچھ خبر ہی۔ دم بھر تھہر پل سنبھال

اتاروں اور اس بُت کے قدم پر چڑھاؤں

یہ کہہ کر اس نے بھی اپنا سر اُتارا اور اُس بُت کے قدم پر گر پڑا۔ بعد اُنک
گھڑی کے وہ لڑکی بھی جو اُس بُتخانے میں گئی تو ان دونوں کو موا دیکھ کر
مستحجب ہوئی اور کہنے لگی کہ یہی! دونوں تو سیر کرتے اور لہان پرے ہیں
یہ کہہ کر غصہ ہوا! یہ کہہ کر چاہنسی تھی کہ اپنا بھی سیر کاٹے۔ پاشو ہر کی لاش
گلے سے لٹا کر سنی ہو جاوے۔ اُٹھنے میں اُس دہرے سے آواز آئی اسی لڑکی!
یہ سیر کرتے ہوئے تو ان کے تنوں سے پلائے رام کی کرپا سے بیٹے دونوں ابھی
جی اُٹھنے لگا۔

یہ سُننے ہی وہ خوش ہوئی۔ جلدی سے اپنے شوہر کا سیر برہمن کے تن پر
اور برہمن کا سیر اپنے خاوند کے دھر پر رکھ دیا۔ دونوں جی اُٹھے اور اُس عورت
کے آگے کھڑے ہو گئے۔ رائے باباں کے بیٹے کے سر سے اور اُس برہمن کے تن
سے قضیہ ہونے لگا۔ سیر بولا کہ یہ مہری جوڑو ہی اور تن نے کہا یہ میرا
قبیلہ ہی تو تھے نے یہ جاکیت تمام کر کے خجستہ سے کہا اگر عقل اس کی
آرمایا چاہنسی ہی تو یہی بات اُس سے پوچھ کہ وہ عورت سیر کو پُہنچتی
ہی یا تن کو! خجستہ نے کہا اسی تو تھے پہلے تو ہی کہہ کہ مستحق اُس کا کوئی
ہی! تو بولا کہ فی حق اُس کا سیر ہی کس واسطے کہ سیر عقل کی جگہ
ہی اور بدن کا سردار

ساتھ موافق اپنی رسموں کے کر دیا۔ پھر وہ دونوں بطور عاشق و معشوق کے آپس میں بلکر رہنے لگے اکبھی یہہ اپنے گھر اُس کے ساتھ چین کرتی اور کبھی وہ اپنے مکان پر اُس کے ساتھ آرام کرتا، اسی طرح سے ایک مہینہ گزرا۔ اِنِّقَاتًا وہ لڑکی اسی سیرال میں تھی کہ اُس کے باپ نے اُسے اور اُس کے دولہہ کو اپنے گھر بلا دیا اور وہ لڑکا اپنی دلہن کو ساتھ لیئے ہوئے چلا اور ایک برہمن بھی قدیم اُس کے مصاحبوں میں سے تھا وہ بھی اُس کے ساتھ پیچھے پیچھے ہوا

جس وقت وہ لڑکا اُس بُتخانے کے پاس پہنچا جس میں اُس نے اُس لڑکی کو دیکھا تھا۔ پہنچانا اور وہ اقرار جو کیا تھا سو یاد آیا اور اپنا وعدہ وفا کرنے کو بُتخانے میں تنہا گیا اور سرکات کر اُس بُت کے پانوں پر دھر دیا نام پر اپنے مرد جائے ہیں حیش کہوتے ہیں جی گزواتے ہیں بعد ایک دم کے وہ برہمن جو اُس بُتخانے میں گیا تو کہا دیکھتا ہے کہ رائے بابل کا لڑکا ہوا پر اُسی کے تن سے سیر بھی جدا ہوا ہی

یہہ ماجرا دیکھ کر میں درا اور جی میں کہنے لگا کہ میں اگر اب یہاں سے جیتا جاؤنگا تو لوگ یہی معلوم کریں گے کہ یہہ لڑکا اُس جگہہ اُسی نے مارا ہی۔ کہونکہ اب تک اُس مکان پر سوائے اُس کے اور کوئی نہیں آیا غرض اُس نے بہت سا اندیشہ اپنے دل میں کر کے کہا بہتر یہی ہی کہ میں بھی اپنا سیر تن سے

اُسے عاقل و ہوشیار سمجھیو اور اچھا نہ دے تو نادان جانیو! جس نے پوچھا
وہ نقل کوں شی ہے جو اُس سے پوچھوں؟

تو تا کہنے لگا کہ کسی وقت میں رائے بابل کا بیٹا ایک بخت خانے میں پوجا کرنے
گیا تھا اور وہاں ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ نہایت خوب صورت ہی کہ بیان
نہیں کیا جاتا۔ عجب حسن اُسے خدا نے دیا تھا۔ سبحان اللہ چودھویں رات
کا چاند اُس کے مکھڑے سے سرمائے اور سیاہی اُس کی زلف کی رات کو
آٹھ آٹھ آنسو رولائے۔ قد اُس کا اگر سرو دیکھے تو مارے خجالت کے
زمین میں گر جائے اور کبکب اُس کی رفتار کی انداز کو پائے

غضب جوئے کی بندش ہی قیامت قد بالا ہی

سیتم چتون پرئی مکھڑا بدن ساچے میں دھالا ہی

وہ نہیں اُس پر عاشق ہوا اور دل نے بیقراری جو کی تو گھبرا کر اُس بیت
کے پاؤں پر سر جھکا کر گر پڑا اور یہہ دغا کا جزی سے مانگنے لگا کہ اگر یہہ
لڑکی میرے ساتھ رہے تو میرے تین سے جدا کروں اور تمہارے
قدم پر چڑھاؤں

آخر کار یہہ کہہ کر اپنے گھر گیا اور اُس کے باپ کو اُس نے یہہ پیغام پہنچا
کہ مجھے اپنی علامی میں لیجے اور لڑکی اپنی مجھے بیاہ دیجئے جس گھری یہہ
پیغام اُس کے باپ نے سنا اُسی گھری اپنی لڑکی کا بیاہ اور گونا اُس کے

کسی اور سرحد میں گئے تھے اتوتے نے یہہ کہا نہی کہہ کر کہا ہی ہی! اب جلدی
 سدھارو اور حسرتیں دل کی اُس سے بلکریں گا لو کدبانو نے یہہ سنتے ہی
 چلا کہ جاوے اور لذت زندگانی کی اُس سے اُٹھاوے
 اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف
 ہوا تب یہہ بیت پرھی اور رونے لگی

چھوٹ جاوین غم سے ہر دم کے جوئے دم کہیں

خاک ہی یہہ زندگی جو تم کہیں اور ہم کہیں

چوبیسویں داستان یہہ تھی کہ راجے باجل کا بیٹا کسی کی بیٹی پر عاشق ہوا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ رخصت لینے تو تے کے پاس گئی اور کہنے
 لگی۔ میں یہی چاہتی ہوں کہ اپنے معشوق کے پاس جاؤں اور پہلے اُس کی
 عقلمندی دریافت کروں اگر عقلمند پاؤنگی تو دوستی کرونگی اور نہیں تو باز رہونگی
 اور صبر کرونگی۔ کس واسطے کہ مشہور مندوں نے کہا ہی تا مقدور تین شخصوں
 سے آشنائی نہ کیا چاہیئے اور ان کی آشنائی کا اعتماد نہ کریئے۔ اول عورتوں
 کی دوستی کا۔ دوسرے لڑکوں کے اخلاص کا۔ تیسرے احمقوں کے ساتھ کا۔ مشہور
 ہی دانا کی دشمنی نادان کی دوستی سے بہتر ہی اتوتے نے کہا کہ اسی ہی ہی!
 جو تو کہتی ہی سوچ کہتی ہے۔ بہتر ہی کہ اس رات ایک حکایت اپنے
 دوست کے سامنے بیان کرے اور اُسے پوچھے۔ اگر جواب ایسا کہ جو پسندیدہ ہو تو

اور اُس کے غم میں اپنی جوانی کے دن بھر تھی ہوں کہ وہ برہمن جو برہمنی کے
 ہمیش میں تھا کہنے لگا کہ سچ کہہ اگر تو اُس برہمن کو دیکھے تو پہچانے۔
 اُس نے کہا البتہ اگر اُس کو دیکھو گی تو پہچانو گی اُس نے وہ مہرہ
 اپنے منہ سے اُگل دیا وہ نہیں پھر اپنی اصلی صورت پر آگیا اور اُس نے
 اُسے پہچان کر خوب ساکے لگا لیا اور ایک عجیب طرح کا چین اٹھایا
 بعد کتنے دنوں کے اُس میں مشورت کر کے کہنے لگے کہ اب یہاں کا رہنا اچھا
 نہیں بلکہ یہ رہو یہی کہ اِس ملک سے نکلتے اور کسی شہر میں چل کر بے کھٹکے
 رہتے۔ یہ تمہارا کیراے بابل کی پیشی نے بہت ساز و جواہر اپنے باب کے خزانے
 سے لیکر برہمن کے ساتھ آدھی رات کو اپنے گھر سے باہر نکلی اور کسی ملک
 کی راہ لی اور کسی دن میں کسی بادشاہ کے شہر میں جا کر داخل ہوئے اور
 ایک مکان میں بازار اچھا بنا کر رہنے لگے اور تمنا اپنے دل کی بے دھرم
 ہو کر نکالنے اور اگر کبھی اختلاط کے وقت شعر خوانی پر جی چلتا تو ہر ایک
 یہہ قطعہ پڑھتا

صبحِ نوبام سے گزرتی ہے شبِ دل آرام سے گزرتی ہے
 حقیقت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے
 جب اُس لڑکی کے باپ نے وہاں اُن دونوں کو نہ دیکھا نہایت فکرمند ہوا
 اور ہر چند دھندھا سراغ بھی نہ ملا کہوں کہ وہ اُس کے ملک سے نکل کر

لگا کہ یہ مہرہ اگر مرد اپنے منہ میں رکھے تو عورت معلوم ہووے اور اگر عورت
 رکھے تو مرد کی شکل پیدا کرے ایہہ کہ ایک دن وہ جادوگر اُس برہمن کی شکل
 ہو اور اُس برہمن کو برہمنی کی صورت بنا کر رائے بابل کے پاس جا کر کہنے لگا کہ مہرہ
 راج کی جی ہو۔ میں برہمن ہوں میرا لہر کا دیوانہ ہو کر کہیں چلا گیا یہہ اُس کی
 جوڑو ہی اگر اُس کو اپنے گھر میں دو چار دن کے واسطے جگہ دو گے تو میں اس
 عرصے میں اپنے لہر کے کو دھونڈھ نکالوں گا رائے بابل نے یہہ بات اُس کی قبول
 کی اُس برہمنی کو اپنے گھر میں جگہ رہنے کو دی اور اُس برہمن جادوگر
 کو کچھ خرچ راہ دلو کر رخصت کیا۔ پھر اُس برہمنی کو اپنی بیٹی کے پاس
 رکھا کہوں دیکھا کس حکمت سے اُس جادوگر نے برہمن کو اُس کی آشنا
 کے پاس پہنچایا اور آپ بہ کچھ روپیہ لیکر اپنے گھر گیا
 غرض وہ لڑکی برہمنی کو بہت سا پیار کرنے لگی تب ایک دن اُس نے
 پوچھا کہ رنگ تیرا دن بہ دن زرد ہوا جاتا ہے اور آنکھوں میں آٹھوں پھر
 آنسو ہی بھرا رہتا ہے بیماروں کا سا حال بنایا ہے سچ کہہ کہا کسی ہر دل
 لگا رہی ہے؟ اُس لڑکی نے جانا کہ اپنا احوال اُس سے چھپا دے ہر برہمن
 نے اُس سے چالاکی کر کے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تو کسی پر عاشق ہی اگر
 راز اپنا مجھ سے کہیگی تو کار سازی تیری کر دوں گا تب اُس لڑکی نے تمام حقیقت
 اپنی موبہ مو اس طور سے کہہ سنائی کہ میں ایک برہمن بچے پر مرتی ہوں

سنسن کی دیکھتی پھرئی تھی۔ اتفاقاً نظر اُس برہمن کی اُس منہ جبین
 پر پڑی اور اُس لڑکی کی بھی آنکھ اُس برہمن مہر طاہت کی آنکھ سے لڑی۔
 جوانی کی اُمنگ نے اپنی قوت دکھلائی اور شعلہ عشق نے آتش محبت دونوں
 طرف بھڑکائی۔ حاصلِ کلام یہہ ہی

ہوئے دونوں وے عشق کے دستگیر مُقید وہ اُس کا وہ اُس کی اسیر
 بعد دوچار گھڑی کے وے دونوں اپنے گھر آنکر وہ دیوانی ہوئی اور یہہ بیمار پڑا۔ آخر وہ
 برہمن ایک جادوگر کے پاس جا کر اُس کے قدم پر گر پڑا اور یہہ قطعہ پڑھنے لگا
 رنج کہینچے ہیش داغ کھائے ہیش دِل نے صد مے ہرے اُٹھائے ہیش
 اب قدم آپ کے نہ چھوڑو لگا بری محنت سے ہیش نے پائے ہیش
 اُس جا دوگر کی یہاں تک خدمت کی کہ وہ اُس کی جاں فشانی دیکھ کر شرمندہ ہوا
 اور ایک دن مہربان ہو کر پوچھنے لگا اہی غریب آشفہ طہیت! تو آزما۔
 کشن چاہتا ہی یا کچھ کام دنیوی رکھتا ہی؟ جو کچھ تجھے درکار ہو اُس کا انجام
 یہہ فقیر کر دے! برہمن نے یہہ سُخن سُنکر اُس جادوگر کے سامنے اُتھہ باندھ کر
 احوال اپنا بہ خوبی تمام ظاہر کیا جب اُس نے کہا کہ خیر ہیش جانتا تھا کہ مجھ سے
 کانِ زہر چاہیگا یا کچھ ایسا کام کہیگا کہ وہ مجھ سے بھی نہ ہو سکیگا اور آدمی
 سے آدمی کا بلانا کہا بری بات ہی
 یہہ کہہ کر اُسی گھڑی ایک مہرہ حکمت کا پنا کر اُس برہمن کو دیا اور کہنے

طاقت نہیں رہی اسی مجھے انتظار کی

اور نہیں تو صاف جواب دے کہ صبر کر کے بیٹھ رہوں اور یہہ فرد پڑھا کروں

بابلو جاؤ تمہیں گل کے گلے سے لگیو

دستِ صیاد سے گلشن کو تو رو بیٹھی میں

تو تا کہنے لگا کہ اسی خجستہ! میں تجھے ہر ایک شب رخصت کرتا ہوں مرنہیں

جانتا کہ نصیب تیرے کیسے ہیں جو تجھ سے باری نہیں کرے ابتر ہی کہ آج

بتاب اپنے معشوق کے پاس جا اور اُس سے ملاقات کر لیکن یہہ نصیحت

میری یاد رکھو کہ جو کام کرنا سوا کرنا جس کے سبب سے کسی آفت

میں نہ پڑے بلکہ کچھ فائدہ اٹھاوے جس طرح سے کہ ایک برہمن رائے۔

بابل کی بیٹی پر عاشق ہوا اور ایک تدبیر سے معشوق سے مال و احباب

اُس کے ہاتھ لگا اور کسی میں نہ بھٹکا

شرط سلیقا ہی ہر ایک امر میں

جنب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

خجستہ نے پوچھا کہ وہ حکایت کہونکر ہی بیان کر؟ تو تا کہنے لگا

کسی وقت میں ایک برہمن خوب صورت و عقلمند گردشِ فلکی سے اپنے شہر

کو چھوڑ کر رانے بابل کے ملک میں گیا اور ایک دن کسی باغ میں جا کر سیر گل

دیکھنے کی کرنے لگا افضا کار رانے بابل کی بیٹی بھی اسی چمنستان بہار لالہ و

ہوشیار ہی اور نہیں تو نالائق و نابکارا خجستہ نے کہا اسی توتے! پہلے تو ہی کہہ دے
 کہ وہ کسے پہنچتی ہی بھلا میں بھی دریافت کر رکھوں اتوتے نے کہا اُس شخص
 کو جو پری کو مار کر اُسے لے آیا کہونکہ اُن دونوں نے ہنر دکھایا تھا اور وہ اپنے بھی
 پر کھیلاتا تھا جو ایسے خوف کے مکان پر گیا اور اُس کو لے آیا اتوتے نے یہ کہانی تمام
 گھر کے کہا اسی خجستہ اب جا اور اُس سے مل

کہاں پھر یہ موسم جوانی کہاں
 خجستہ سمجھو صحبتِ دوستان

خجستہ نے یہ سنتے ہی چا کہ جاوے اور اُس گھر کو نکلے لگاوے اتنے میں صبح
 ہو گئی مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ
 دھوا پڑھا اور رونے لگی

نیشن اندر او تو ہلک واپ میں لوں

نما میں دیکھوں اور کونا تو مے دیکھن دوں

قیسویں نقل یہ ہی کہ ایک برہمن رائے بابل کی بیٹی پر عاشق ہوا تھا

جب آفتاب چہا اور مہتاب نکلا تب خجستہ رخصت لینے توتے پاس گئی

اور کہنے لگی کہ اسی عظیم مذہبی بات کے نصیحت کر نیوالے وامی وفادار حرمت

کے رکھنے والے! بہتر ہی ہی کہ آج مجھے جلد رخصت کر

ساقی خبر مہتاب لے میرے خمار کی

ہنرمند آئے ہیں۔ اب کہا کہستی ہی اُس نے اُن کی تعریف سُکر کہا باباجان! میں اپنے جی میں سوچ کر کل اس بات کا جواب دوں گی اور اُن میں سے ایک کو قبول کروں گی یہ بات کہہ کر آپ رات کے وقت گم ہو گئی۔ صبح کو اُس کے باپ نے ہر چند دھونڈھا کہیں نہ پایا۔ خدا جانے کہاں گئی اُصبح کو سوداگر اُسی شخص کے پاس گیا جو احوال گم ہونے کا جانتا تھا اور پوچھا سچ کہہ میری لڑکی یہاں سے کہاں گئی اور کہاں ہی رہا اُس نے یہ بات سُنتے ہی ٹاٹل کیا اور بعد ایک گھری کے کہا کہ اُس کو ایک پری فلا نے پہاڑ پر لے گئی ہے کہ وہاں نہ کوئی جا سکتا ہے نہ کوئی اُس کی خبر لاسکتا ہے تب اُس سوداگر نے دوسرے سے کہا کہ تو گھوڑا کاٹھہ بنا کر اُس تیسرے جوان تیر انداز کو دے کہ وہ اُس گھوڑے پر سوار ہو کر جاوے اور اُس پری کو تیر سے مار کر میری لڑکی کو اپنے پیچھے چمھا کر لے آئے آخر کار اُس نے کاٹھہ کا گھوڑا بنا کر اُس تیر انداز کو دیا اور وہ اُس گھوڑے پر سوار ہو کر اُس پہاڑ پر گیا اور ایک ہی تیر سے اُس پری کو مار کر اُسے لے آیا پھر وہ تینوں جوان اُس لڑکی پر عاشق ہو کر آپس میں قضیہ کرنے لگے اور ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ عیش میں اپنی شادی اس کے ساتھ کروں اتنے نے یہ شخص جس گھری یہاں تک پہنچایا۔ دُجستہ سے کہا یہ حکایت اپنے معشوق سے پوچھ کہ وہ لڑکی اُن تینوں میں سے کس کو روپنی بہتر ہی اور وہ کسے پہنچتی ہی اگر جواب باصواب دینے تو جانیو کہ

ہی مرے! تو نے کہا اہی خجستہ! اس وقت تو جا اور یہہ نقل سوڈا اگر کسی
 بیٹی کے گم ہونے کی اس سے کہہ۔ عقلمندی اور ہوشیاری اس کی اس سے
 آزما اگر تیرے سوال کا جواب اچھا دے تو دانا جانیو نہیں تو نادان سمجھو
 خجستہ نے پوچھا وہ حکایت کہوں کر ہی کہہ؟ تو تا کہنے لگا کہ کابل میں ایک سوڈا اگر
 نہایت مالدار تھا اور اس کی زہرہ نام ایک بیٹی بہت خوبصورت تھی۔
 تمام شہر کے عمدہ اس کی آرزو رکھتے تھے پروہ کیسے کو قبول نہ کر نی تھی
 اور اپنے باپ سے بھی کہتی تھی کہ میں اس شخص سے شادی کرونگی جو
 دانشمند کابل ہو یا ہنرمند بے بدل اس بات کا شہرہ ہر ایک شہر میں پہنچا۔ غرض
 کسی ملک میں تیرہ جوان تھے کہ دے اپنے برابر کوئی ہنرمند و ہوشیار اس
 زمانے میں نہ رکھتے تھے۔ دے تینوں کابل میں جا کر اس سوڈا گر سے کہنے لگے
 اہی شخص! اگر تیری لڑکی شوہر ہنرمند چاہتی ہی تو ہم تینوں آدمی
 حاضر ہیں کہ بالفعل اس جہان میں ہمارے برابر ہنرمند اور کوئی نہیں۔ وہ نہیں
 ان میں سے ایک نے کہا میں یہہ ہنرمند رکھتا ہوں کہ جو چیر گم ہو اسے بتا دیتا
 ہوں اور جس جگہ ہو تھکانا لگا دیتا ہوں دوسرے نے کہا میں کات کا گھوڑا ایشا
 بناؤں کہ حضرت سلیمان کے تخت سے بھی آگے آراؤں تیسرے نے کہا میں وہ تیر
 انداز ہوں جو میرے تیر کا پھل کھاوے سو گھیت چھوڑ باہر نہ جاوے ایہہ شخص
 سناکر وہ تاجر اپنی بیٹی کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ بابا! آج تین شخص ایسے

صبح بولا۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ وہرا پہرہ کر رونے لگی
 نین دو دھندھ رہے اور نیر رہیو بھر پور
 انجن کارن بھیجیو تنک چرن کی دھور
 پائیسویں بکھانی ایک سوداگر کی بیتی کے گم ہونے کی
 جب آفتاب چھپا اور مہتاب نکلا خجستہ رخصت لینے توتے کے پاس گئی اور
 مُتفکر ہو کر بیٹھی توتے نے اُس کو حیران دیکھ کر کہا ای کد بانو! آج
 کی رات کہوں اس قدر مُتفکر ہی؟
 تجھے دیکھنا یوں گوارا نہیں اس اندوہ کا تجھ کو پارا نہیں
 نہ بی بی خدا کے لیے کسی چیز کا غم نہ کھا اور کچھ اندیشہ اپنے جی پر نہ لا
 یہ تیری جوانی یہ کچھ تجھ پہ غم سیشم ہی سیشم ہی سیشم ہی سیشم
 جب خجستہ نے یہ مضمون توتے کی زبان سے سنا تب اسی دھب کے شعر پر رہ
 کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا چپ رہوں چپ رہا نہیں جاتا
 بے بے اُس کے بن نہیں پرتی اور یوں تو بلا نہیں جاتا
 مھر کہنے لگی کہ اسی توتے! میں رات سے اسی فکر میں ہوں کہ معشوق میرا
 دانا ہے یا نادان یا عالم ہے یا جاہل اگر چہ اہی تو اُس سے دوستی کرنا
 بہتر ہے اور اگر مور کھ ہے تو اُس سے دور رہنا اچھا۔ کہوں کہ بیوقوف
 سے دوستی کرنا اہی کہ جیسا کوئی اپنے جی سے دشمنی کرے بلکہ میں آہی

نہایت مہربانی فرمائی

بعد کسی دن کے بادشاہ کی پیشی کو سانپ نے کاٹا حکیموں نے بہت سی
دوا کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا تب بادشاہ نے شہزادے سے کہا کہ میری لڑکی
کو اچھا کر۔ شہزادہ اُس بات سے حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ یہ
کام میرا نہیں خالص نے اپنی عقل سے دریافت کیا اور کہا کہ مجھے اُس
لڑکی کے پاس لے چلو اور ایک خانوٹخانے میں ہم دونوں کو بٹھلاؤ۔ خدا کے فضل
سے میں اُسے اچھا کروں گا۔ عرض شہزادہ اُسے لے گیا اور ایک حُجّرے میں
دونوں کو بٹھا کر نیکل آیا۔ خالص نے اپنے منہ کو اُس سانپ کے زخم پر رکھا
اور زہر سب چوس لیا۔ لڑکی اُسی وقت اچھی ہو گئی تب بادشاہ
شہزادے سے یہاں تک خوش ہوا کہ اُس لڑکی کا بہاہ اُسی کے ساتھ
کر دیا اور اپنا ولی عہد کیا۔ کسی دن کے بعد خالص اور خالص نے عرض کی اب
ہم رخصت چاہتے ہیں۔ شہزادے نے کہا کہ یہہ کون سا وقت ہے کہ رخصت
مانگتے ہو۔ خالص نے کہا کہ میں وہی سانپ ہوں کہ مجھے گوشت اپنے بدن کا کھلایا
ٹھانڈے اور خالص نے کہا کہ میں وہی منیڈک ہوں کہ مجھے سانپ کے منہ
سے چھرا یا ٹھانڈا۔ اب امید وار ہیں کہ اپنے اپنے گھر جاویں۔ شہزادے نے دونوں
کو رخصت کیا۔ یہہ کہانی خجستہ سے توتے نے کہہ کر کہا اچھا اب جا اور دیر نہ لگا
کہ دیر نہ لگے یہہ سنتے ہیں چاہا کہ جاوے اور اپنے بار کو گلے لگاوے۔ اتنے میں صبح ہوئی

کی طرح آدمی کی صورت ہو کر شاہزادے کی خدمت میں گیا اور کہا کہ نام
 میرا مُخلص ہی۔ آرزو رکھتا ہوں کہ میں آپ کی خدمت میں نوکروں کی طرح
 حاضر رہوں شاہزادے نے اُس کو بھی اپنی خدمت میں رکھا
 پھر فے تینوں دن سے چلے اور کسی شہر میں پہنچے شاہزادے نے وہاں کے
 بادشاہ سے جا کر عرض کی کہ میں ایسی شجاعت رکھتا ہوں کہ اکیلا سو آدمی
 سے لڑ سکتا ہوں۔ اگر ہزار روپیہ کاروزا پاؤں تو خدمت عالی میں حاضر رہوں
 اور جس وقت جو کام فرمایا دیکھا دوں میں اُسے سر انجام کو پہنچاؤں گا بادشاہ نے
 اُس کو نوکر رکھا اور ہزار روپیہ کاروزا مقرر کیا شاہزادہ ہر روز ہزار روپیہ
 لیکر سو آپ خرچ کرتا۔ دو سو اُن دونوں ساتھیوں کو دیتا۔ باقی خدا کی
 راہ میں خیرات کرتا

ایک دن بادشاہ چھالی کے کنارے گیا۔ اتفاقاً اُس کی انگوٹھی دریا میں گر پڑی
 ہر چند جست و جو کی۔ وہ اُنہی نہ آئی تب شاہزادے سے کہا میری انگوٹھی
 دریا سے نکال لا شاہزادے نے اپنے ہمراہیوں کو کہا کہ بادشاہ نے یوں ارشاد
 کیا ہے اُنہوں نے عرض کی کہ یہ کون سا کام ہے جو بادشاہ نے تمہیں فرمایا
 ہے ابھر مُخلص نے کہا کہ خاطر جمع رکھئے یہ کام میرا ہی میں جھالاتا ہوں دوہیں
 مُخلص میندک کی صورت بن کر دریا میں گیا اور غوطہ مار کر انگوٹھی لے آیا۔ شاہزادہ
 اُس انگوٹھی کو لیکر بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ نے انگوٹھی لے لی اور اُس پر

مُنہ سے جو اس سانپ کے میزبان جان بچائے
یہ وہرا اُس مینڈک سے سنتے ہی شہزادے نے ایشادانتا کہ مارے در کے
سانپ نے مُنہ چھوڑ دیا۔ مینڈک پانی میں چلا گیا سانپ وہیں کھرا رہا تب
شہزادے نے سانپ سے شرمندگی کھینچی اور یہ بات اپنے جی میں کہی کہ
کس واسطے میں نے ابوالا اس کا اس کے مُنہ سے چھرایا۔ یہ کہا کیا
آخر تھوڑا سا گوشت اپنے بدن سے کاٹ کر شہزادے نے سانپ
کے آگے ڈال دیا اور وہ گوشت کسی بوٹی مُنہ میں لیے اپنی مادہ کے پاس گیا اور
اُس کی مادہ نے جس وقت گوشت کو کھایا وہ اُس سے کہنے لگی کہ تو یہ
گوشت مزے دار کہاں سے لایا؟ سانپ نے سب احوال اُس سے کہا تب
سانپ نے کہا جو شخص کہ تیرے ساتھ انا احسان کرے پس مجھ کو
بھی لازم ہی کہ تو بھی شکر اُس کا بجالا دے اور اُس کی خدمت میں
حاضر رہے

غرض سانپ آدمی کی حورت ہو کر شہزادے کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ نام
میرا خالص ہی۔ یہ چاہتا ہوں کہ خدمت میں آپ کی حاضر رہوں شاہزادے
نے قبول کیا اور وہ مینڈک جو اُس سانپ کے مُنہ سے چھوٹا تو لہو لہان
اپنی مادہ کے پاس گیا اور یہ سب احوال اپنی مادہ سے کہا تب اُس نے
کہا اب تو اُس شخص کی خدمت میں جا کر حاضر رہ۔ آخر مینڈک بھی سانپ

ایک سو اَن قصہ بادشاہ اور بادشاہ نرادوں اور میندک اور سانپ کا یہ ہے

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ رخصت لینے تو تھے کے پاس گئی اور کہنے لگی اسی تو تھے! وہ کون سا وقت ہوگا کہ اُس کے پاس پہنچوں گی اور چاہتی ہوں کہ جاؤں پر نہیں سکتی

الٹی ہو گئیں سب مد بیریں کچھ نہ دوانے کام کیا

دیکھا اِس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

اور نہیں جانتی کہ نصیب میرے کیسے ہیں جو اُس سے جدا رکھتے ہیں
تو تھے نے کہا اسی خجستہ! اب دل میرا گواہی دیتا ہے کہ تو جلد اپنے معشوق سے ملیگی۔ لیکن اُس سے ملے تو شرطیں تمام دوستی کی بجالانا اور کوئی بات باقی مت رکھنا جس طرح سے کہ خدمت مہزادے کی خالص اور محالے نے کی تھی اکد بانو نے کہا کہ حکایت اُن کی کہوں کر ہے بیان کر

تو تا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک برا بادشاہ تھا اور اُس کے دو بیٹے تھے جب بادشاہ نے اِس دنیا سے کوچ کیا تب تاج و تخت کا مالک برا بیٹا ہوا اور اُس نے چاہا کہ چھوٹے بھائی کو مار دالے تب وہ بیچارہ ذرا اُس شہر سے بھاگا بعد کئی روز کے ایک تالاب پر پہنچ کر کہا دیکھتا ہے کہ ایک میندک کو سانپ پکرتے ہی اور میندک غل مچاتا ہی اور یہ دونا ہرے تاہی
باب ابے وقت میں ایسا کوئی آئے

کہا کہتی ہی کہ اُوہ بولی کہ اس جنگل میں ایک ایسا شیر ہی کہ جس
سے آدم و حیوان سب درتے ہیں اور بادشاہ بھی اُس کے کھانے کے واسطے
دوچار آدمی بھجوا کر تا ہی ۔ جس طرح سے کہ آج میری اور ان دونوں لڑکوں
کی باری ہی اگر تیرا جی چائے تو ان لڑکوں کو مجھ سے لے اور کھا کر اس
جنگل سے بھاگ ۔ تاکہ میں بھی اکیلی ہو کر اپنی راہ پکڑوں

یہ بات سُکر شیر نے کہا اچھا جب تو نے تمام احوال اپنا مجھ سے کہا تو مجھے
لازم نہیں کہ تجھے یا شیرے لڑکوں کو کھاؤں کیس واسطے کہ مجھے بھی بھاگنے کی
فرصت نہیں یہ کہ شیر نے ایک طرف کی راہ لی اور وہ بھی اپنے چوڑے سمیت گھر
آئی پھر تمام عمر اپنے خاوند کی فرمانبرداری میں رہی یہ کہ شیر خجستہ سے کہا اب
دیر مت کر اپنے معشوق کے پاس جا

جا کر اپنے یار کے سینے سے لگ سو
رہیں ونا کی پیر کو دونوں کر سے دھو
یہ سُننے ہی خجستہ نے چاہا کہ اُس کے پاس جاوے اور مزا زندگانی کا اٹھاوے اتنے
میں صبح ہو گئی مرغ نے بانگ دی ۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا تب
یہ دوا پڑھا اور رونے لگی

پیشم یہ مدت جانیو کہ تو ہے چھڑے موئے چین
دارہے بن کی لاکری سُلگت ہوں دین رہیں

بیسویں داستان اُس عورت کی جو مکر کر کے شیر کے ہاتھ سے بچ گئی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا جُستہ رخصت لینے تو تے کے پاس گئی اور کہنے لگی اسی محرم راز! میرے اوپر رحم کر اور آج کنی رات مجھے جلد رخصت دے اور جو مجھ سے کہنا ہی سو جلدی کہہ دے! تو تے نے کہا اسی کدبانو! میں نے تجھے بار بار آزمایا ہے، ہر عاقل ہی پایا ہے۔ نصیحت میری کچھ درکار نہیں۔ خدا نہ خواستے اگر کوئی حادثہ تجھ پر پڑے تو تو بھی ویسے ہی حیلہ کرنا جیسا ایک عورت نے شیر کے ساتھ جنگل میں کیا تھا کہ جس کے سبب کوئی آفت اُسے نہ پہنچی! جُستہ نے پوچھا وہ حکایت کون سی ہے؟ تو کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک شخص تھا۔ اُس کی جو رو نہایت بد خو اور زباں دراز تھی! ایک دن اُس کے شوہر نے کسی تقصیر پر کسی کوڑے اُس کو مارا ہے! وہ عورت اپنے دونوں لڑکوں کو لیکر جنگل میں چلی گئی! اتفاقاً ایک شیر نظر آیا۔ اُس کو دیکھ کر ڈری اور ہراساں ہو کر کہنے لگی کہ میں نے بُرا کیا جو شوہر کی بے مرضی باہر آئی۔ اگر اب کچھ آفت اس شیر کے ہاتھ سے مجھ پر نہ پڑی تو پھر کبھی گھر سے نہ نکلونگی اور اُس کی فرما نبرداری میں رہنا کرونگی

آخر اُس عورت نے ایک بہانہ کر کے شیر سے کہا اے شیر! میرے پاس آ اور ایک بات میری سن! شیر نے متعجب ہو کر اُس عورت سے کہا

لوٹکا تیرے گھوڑے نے میری گھوڑی مار ڈالی ہے پھر اُس شخص نے قاضی کے پاس جا کر فریاد کی۔ قاضی نے اُس سوداگر کو بلوایا۔ اُس نے دربار میں حاضر ہو کر اپنے تئیں گونگا بنایا جو بات قاضی نے اُسے پوچھی کچھ جواب نہ دیا۔ قاضی نے کہا یہ گونگا ہے اس کی کچھ خطا نہیں امدعی نے عرض کی کہ حضرت سلامت! آپ نے کہو نکر معلوم کیا کہ یہ گونگا ہے؟ اس نے پہلے ہی مجھ سے کہا تھا کہ یہ گھوڑا شوخ ہے اس کے پاس اپنی گھوڑی نہ باندھو اب اس نے اپنے تئیں گونگا کیا ہے قاضی نے کہا کہ بے! تو برا احمق حرام زادہ ہے آپ ہی اس کے منع کرنے کی لوائی دیتا ہے اور آپ ہی گھوڑی کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اس میں اُس کی تقصیر کہا ہے۔ چل دور ہو سامنے سے۔ غرض قاضی نے اُس کو نکلوا دیا اور سوداگر کو رخصت کیا۔ یہ کہہ کر تونے نے جستہ سے کہا اچھا اب دیر نہ کرو جاؤ اور اپنے معشوق کو گلے لگاؤ اکدبانو نے یہ سنتے ہی چلا کہ جاوے اور اُس محبوب کو گلے لگاؤے اتنے میں صبح ہو گئی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا تب یہ فرد پرہی اور رونے لگی۔

ای - خراتمہ سے ترے اب پیش

شب اُمید اپنی کہو بیٹھی

سبب اور تدبیر کی راہ سے کسی بلا میں نہ پرتلی جس طرح ایک سوداگر نے

اپنے علم اور دانائی کی راہ سے ایک ایسا حیلہ کیا کہ پشیمان نہ ہوا

وانا کو کسی طرح سے ذلت نہیں حاصل

حُرمت نہیں رکھتا کسی کے روبرو جاہل

خجستہ نے پوچھا اُس کی حکایت کہوں کر ہی کہہ؟ تو تا کہنے لگا کہ اگلے زمانے

میں ایک سوداگر نہایت عقلمند ایک گھوڑا بد خو رکھتا تھا ایک دن وہ

سوداگر اپنے قہری میں بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ اُسی عرصے میں ایک

شخص گھوڑی پر سوار وہاں آیا اور اُتر کر اُس کو سوداگر کے گھوڑے کے

پاس باندھنے لگا اور مُتجد کھانا کھانے کا ہوا سوداگر نے اُسے کہا کہ

میرے گھوڑے کے پاس نہ باندھو۔ خطا پاؤ گے اور میرے ساتھ کھانا نہ کھاؤ

شرمندگی اُٹھاؤ گے اُس نے یہ بات نہ سنی۔ گھوڑی کو وہیں باندھا

اور آپ سو داگر کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگا

اُس نے کہا تو کون ہے کہ اُسے میرے کہنے میرے ساتھ کھانا کھاتا ہے؟

اُس نے اپنے تئیں بہرا بنایا اور کچھ جواب نہ دیا تب سوداگر نے جانا کہ یہ بہرا

ہی جاگتا تھا۔ سمجھ کر چپکا ہوا۔ اتنے میں اُس گھوڑے نے ایک

اُسی گات ماری کہ اُس گھوڑی کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گئی تب اُس

سوار نے قصہ شروع کیا اور کہا کہ قیمت اِس کی میں مجھ سے لاکھ

کر کے کہا اے خجستہ ! اب سدھار اور اپنے معشوق سے لطف اٹھا ! خجستہ
 نے یہہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اتنے میں فجر ہوئی اور مرغ نے بانگ دی ۔ جانا اُس
 کا اُس روز بھی یوں ہیں رہا تب یہہ فرد پر ہکر زار زار رونے لگی
 مجھے جس سحر نے جدا بار سے کیا تھا وہی پھر یہہ آئی سحر
 اُنیسویں نقل یہہ ہی کہ ایک تاجر کے گھوڑے

کی لات سے کسی سوار کی گھوڑی مر گئی

جب صبح چھپا اور چاند نکلا خجستہ اچھے کہتے ہیں رخصت لینے تو تے کے پاس
 گئی اور کہنے لگی ۔ آج فرقت کے باعث کچھہ دل کو بے قراری نہایت معلوم
 ہوتی ہی

پہنچا دے یہہ پیام کوئی کوئے یار تک
 بے اختیاری تمام چکی اختیار تک
 اگرچہ میں اپنے محبوب کے پاس جاسکتی ہوں مگر بغیر رخصت تیرے مصالحت
 نہیں دیکھتی کہونکہ میں تیری عقل پر اعتماد رکھتی ہوں اگر آج کی رات
 رخصت دے تو تمام عمر تیری احسان مند رہوں گی اور دعائیں دیا کرونگی ! تو تے نے کہا
 اے کدبانو ! جو عظامند ہوتے ہیں وہ بے مصالحت کام نہیں کرتے ۔ تو خود
 دانشمند ہی کہ بے مشورت کیے کبھی کچھہ کام نہیں کرتی ! یہہ سچ ہی
 اگر کوئی خدا نہ خواستہ مجھ سے دشمنی کرے گا تو ہرگز تو اپنے شعور کے

ہمیشہ نصیحت کرتی ہوں کہ بنو ہر گھرتی کا نکتہ تورا خاوند سے اچھا نہیں۔ جانی تو
اُس کی اطاعت کہوں نہیں کرتی؟ اگر بشیر کا خیم کرتی ہی تو پھر کبھی خاوند
کا منہ نہ دیکھ سکتی۔ یہ کہہ کر اُس کی بہن کے پاس گئی اور کہنے لگی ما واری تو جا
اور اُس کو سمجھا کہ تو کہوں اپنے خاوند سے سازش نہیں کرتی! یہ
بات سنتے ہی چندر کی بہن کہ سچ مچ کی چندر ماہ سی خوب صورت تھی آئی
اور اعرابی کے گلے لگ کر کہنے لگی۔ بوا تو اپنے خاوند سے مت روٹھ
اعرابی نے جو اُس کا گھرا دیکھا تو وہ اپنا دکھ بھولا اور چادر منہ سے
اُٹھا کر کہنے لگا کہ تیری بہن بشیر کے پاس گئی ہی اور مجھے یہاں بھیجا
ہی دیکھ تو میں نے اُس کے واسطے کہا آفت سہی۔ اب تجھے لازم ہی
کہ تو میرے پاس سو رہے اور یہ راز فاش نہ کرے۔ نہیں تو میں اور
تیری بہن دونوں رسوا ہونگے! یہ بات سن کر وہ ہنسی اور اُس لے ساتھ
سو رہی! قریب صبح کے وہ اعرابی چندر کے پاس گیا اور چندر نے اُس سے
پوچھا کہ شب کہو نگر کتنی اور تم پر کیا گذری؟ اُس نے سب احوال اُس کے شوہر
اور بہن کا کہا اور اپنی پٹھہ دکھا کر رو دیا

چندر نہایت شرمندہ

ہوئی پر یہ سمجھی کہ تمام رات اُس کی بہن کے ساتھ اُس نے رنگ
ریاں مچائیں ہیں اور گلجھریاں اپنے ویل کی کہوئیں تو نے نے یہ کہانی بیان

بعد رونے کے بشیر نے کہا اہی چندر ! آج کسی رات تو یہاں رہیگی ! چندر کہنے لگی کہ ایک صورت سے اگر یہہ اعرابی ایک کام کرے تو البتہ۔ اعرابی نے پوچھا وہ کیا کام ہی کہہ؟

چندر نے کہا کہ میرے کپڑے پہن کر میرے گھر جا اور گھونگھٹ سے منہ چھپا کر چپکا انگنائی میں بیٹھ رہا میرا خاوند آوے اور دودھ کا پیالا لاوے اور مجھے دیکر پینے کو کہے تو تو اسے نہ لینا نہ اپنا گھونگھٹ کھولنا۔ آخر کار وہ پیالا دودھ سے بھرا ہوا تیرے پاس رکھ دینگا اور باہر چلا جائیگا پھر تو اسے اُس وقت مزے سے پینا اور اپنا پیٹ پھرنا اعرابی نے یہہ سُخن قبول کیا اور اُس کے گھر جا کر اُسی طرح اُس کی انگنائی میں گھونگھٹ سے منہ چھپا کر چپکا بیٹھ رہا۔ اتنے میں اُس کا خاوند ایک پیالا دودھ کا لیئے ہوئے آیا اور اُسے کہنے لگا جانی یہہ پیالا میں تمہارے واسطے لایا ہوں گھونگھٹ کھولو اور دودھ پی لو۔

غرض اُس نے نہ گھونگھٹ کھولا نہ پیالا لیا۔ وہ غصے ہو کر کورے بازی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں جس قدر منت کرتا ہوں اور تعشق جاتا ہوں تو نہ منہ کھولتی ہی نہ بولتی ہی۔ حاصل کلام یہاں تک کورے بازی کی کہ پیٹھ اُس کی نیلی ہو کر ادھر ادھر گئی اور آپ چلا گیا جب وہ باہر نکلا تب اعرابی کبھی اپنے احوال پر روتا تھا اور کبھی ہستہا۔ اتنے میں چندر کی بان نے آکر سمجھا پا کہ بی بی! تجھے

تو جہاں کہ نوک کہتے ہیں۔ ایک سے دو پہلے اعرابی نے اُس کا کہنا
 قبول کیا اور اُس کے ساتھ ہو لیا
 بعد دو چار دن کے اِس شہر کے نزدیک پہنچکر بشیر ایک درخت کے نیچے
 بیٹھا اور اُس اعرابی کو اپنی خبر پہنچانے کے واسطے چند کے گھر بھیجا
 آخر وہ شخص اُس کے گھر جا کر اُسے کہنے لگا کہ اسی چندر! بشیر نے تجھے
 کو سلام کہا ہے اور وہ تیری ملاقات کی آرزو میں فلانے درخت کے نیچے بیٹھا
 ہے ایہہ خبر سنتے ہی چندر بے اختیار خوش ہو کر کہنے لگی اسی شخص
 تو ابھی جا اور میری طرف سے بھی اُسے سلام پہنچا اور یہہ پیام دے کہ رات
 کو مقرر تیرے پاس اُس درخت کے نیچے آؤنگی اور کچھ کچھ کہنا ہی سو
 ملاقات پر موقوف ہے جب ملوگی تب کہوگی
 آخر وہ اعرابی اُس کا پیغام لیکر بشیر کے پاس گیا اور جو جو اُس نے کہا تھا سو سو
 بہ خوبی اُسے سنا دیا جب رات ہوئی تب چندر ایک نہایت آراستگی سے
 آئی اور اُس کو گلے لگا کر رونے لگی اور وہ بھی اُس کو چھاتی لگا کر بے اختیار رو اٹھا
 کہوں کہا میں اُس وقت کا ماجرا
 کہ جس طرح روتے تھے وہ غل مجا
 وہ رورو کے دو ابر غم پیش لیے
 کہ جس طرح سادوں سے بہا دوں لیے

داناہی دکھلاتا ہی کہا خوب

اشک اُمداد ہوا پھر ضبط سے کم رکتا ہی
 ناصحا اُتھ مری بالین سے کہ دم رکتا ہی
 تو قاتل کہنے لگا اسی خجستہ خاطر جمع رکھ اب جلد اپنے یار سے ملے گی جیسے کہ
 ایک اعرابی نے پہلے مصیبت اُٹھائی تو پیچھے راحت پائی
 اُٹھاتا نہیں جب تلک کوئی رنج
 تو ملتا نہیں تب تلک اُس کو گنج
 یہ سخن سنئے ہی خجستہ نے کہا اسی تو تھے! تیرے منہ میں گھی شکر بیش
 عاری واری وہ کہو نگر مجھ سے بیٹکا سچ کہہ۔ مثل مشہور ہی اساجئے
 تیرا سامرے

تو قاتل کہنے لگا کہ کسی شہر میں بشیر نام ایک جوان خوب صورت رہتا تھا چند
 نام ایک عورت صاحب جمال سے اُس نے دوستی کی بعد ایک مدت
 کے احوال اُن دونوں کی دوستی کا ظاہر ہوا جب اُس کے خصم نے اپنی جوڑو
 کو اُس کے میکے میں لے جا کر رکھا تب بشیر کو اُس کی جدا اسی میں رات دن
 کا رونا لگ گیا اور اُسی طرح سے آہ و زاری میں اپنی اوقات بسر کرتا
 تھا۔ کسی ایک اعرابی سے کہ وہ قدیم اُس کے دوستوں میں تھا جا کر
 کہنا اسی دوست جانی! بیش چند رکے گھر جاتا ہوں اگر تو بھی میرے ساتھ چلے

یہ کہہ کر توتے نے خُجستہ سے کہا ای کد بانو! ہر ایک شخص کا عیب و ہنر
گفتگو سے معلوم ہوتا ہے۔

کہاں نطق فصیح از طبع نایبجار ہو پیدا
فغانِ زاع سے طوطی کی کب گفتار ہو پیدا
اگر ملکِ عراق ایک ماچہ خر سو بار ہو آوے
عراقی کی ہر اُس میں کاہے کو رفتار ہو پیدا

اب اپنے معشوق کے پاس جا اور اُس سے بات چیت کر تا عیب و ہنر اُس
کا سچے معلوم ہو ایہہ سنتے ہی خُجستہ نے چاہا کہ اپنے تین اُس کے پاس
پہنچاوے اتنے میں صبح ہو گئی مرغ نے بانگ دی - جانا اُس کا اُس
روز بھی موقوف ہوا تب یہہ فرد پر ہی اور رونے لگی
ای سحر اے کہا کیا تو نے

وصل کی شب کو کہو دیا تو نے

اتھار ہویں کہانی یہہ ہی کہ بشیر نام لکھ

شخص نے چند نام عورت سے دوستی کی تھی

ب سورج چہا اور چاند نکلا خُجستہ رخصت لینے کے توتے پاس گئی اور کہنے
لگی ای توتے! میں تیرے پاس ہر ایک شب رخصت لینے آتی ہوں یا
نصیحت سنے جو تو جھوٹہ موقتہ ایدہر او دہر کی باتیں بتاتا ہے اور اپنی

اُسی میں گرہرا اور تمام بدن اُس کا نیلا ہو گیا، غرض یہ ہزار خرابی اُس
 میں سے نکلا اور جنگل کا راستہ پکرا اور وہاں کے حیوانوں نے اُسے اُس رنگ کے
 سبب نہ پہچانا اور جانا کہ یہہ کوئی ہرا جانور ہی ہے۔ اُسی کو بادشاہ کیا پتا ہیئے۔
 یہہ تھہرا کر اُن گیدروں نے اُس کو بادشاہ کیا اور اُس کے حکم میں یہ
 خوبی در آئے اور وہ سردار گیدر اس واسطے کہ کوئی آواز اُس کی نہ
 پہچانے چھوٹے چھوٹے جانوروں کو اپنے پاس کھرا کرتا۔ چنانچہ دربار کے
 وقت اُس قوم کو صفِ اول میں جگہ دیتا اور لومڑیوں کو دوسری میں۔
 ہرنوں اور بندڑوں کو تیسری میں۔ بھیرنوں کو چوتھی میں۔ شیروں کو پانچویں
 میں۔ ماتھیوں کو چھٹی میں اور کہتا کہ تم سب اپنے اپنے قدینے پر حاضر
 رہو اور مقام کو جس وقت سب گیدر بولتے وہ آپ بھی اُن کے ساتھ
 بولتا تھا اُسی سب اُس کو کوئی نہ پہچانتا

بعد کتنے دنوں کے وہ سردار اُن سب گیدروں پر خطا ہوا اور اُن کو اپنے پاس سے
 سرکا دیا اور اُن کی جگہ شیروں کو اور ماتھیوں کو دیکر سرفراز کیا
 جب رات ہوئی تب وہ گیدر دور سے شور و غل کرنے لگے اور وہ سردار
 بھی اپنی جگہ پر بولا۔ وہ جانور درندے جو اُس کے پاس کھرتے تھے۔
 اُس کی آواز سنکر پہچان گئے اور آپ شر مندہ ہوئے اور اُسی گھنٹی
 انہوں نے اُس کا تکا بوتا کرتی کر لیا

بانگ لڑی تب یہہ فرود اپنے حسب حال پرہی اور رو دیا

ای شب وصل جلد آبتو

روز گرفت مجھے ستاتا ہی

ستر ہواں قصہ یہہ ہی کہ گیدر بادشاہ ہوا اور مارا گیا

جب رات آئی اور دن گیا تب خجستہ رخصت لینے توتے کے پاس گئی اور

اُسے متفکر دیکھ کر کہنے لگی اہی عقلمند! تو کس کے واسطے غم کرتا ہی

اور کہوں چکا بیٹھا ہی؟ توتے نے کہا اہی خجستہ! تو بڑے گھر کی بہو بیٹی

کہلا تم ہی اور نہیں معلوم کہ معشوق تیرا تجھہ سا ہی یا اور کسی قوم سے ہے

اگر تجھہ سا ہی تو اُس سے ملنا مضائقہ نہیں اور نہیں تو اُس سے پرہیز

کونا بہتر ہی

اُم سے اُم لے لے بیچ سے بیچ ہانی سے ہانی لے لے کیچ سے کیچ

خجستہ نے کہا اہی محرم راز! یہہ تو سچ ہی پر میں احوال اُس کا کہوں کہ

معلوم کروں؟ توتا بولا عیب و ہنر آدمی کا زبان سے معلوم ہوتا ہی! تو نے

شاید قصہ گیدر کا نہیں سنا خجستہ نے کہا اہی شیریں سخن وہ کہونگر ہی

کہہ میری جان! خدا کے لینے! توتے نے کہا کہ ایک گیدر تھا کہ وہ ہمیشہ شہر میں

جاتا اور ہر ایک آدمی کے باسنوں میں منہ دالتا۔ چنانچہ اُسی اپنی عادت سے

ایک رات کسی نیانگر کے گھر گیا اور اُس کے تیل کے مات میں منہ دالتے ہی

آگے ہلا جب قریب ایک کوس کے پہنچا تب اُس کا بھی مہرہ گرا۔ اُسی طرح جو
اُس نے وہ جگہ کھودی تو لوٹا نکلا

یہہ حالت دیکھ کر نہایت شرمندہ ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ میں نے کہیں
سو نے کو چھوڑا اور اپنے یار کا کہنا نہ مانا سچ ہی

سُخن دوست کا جو نہیں مانتے

وہ خاکِ پشیمانِی پیش چھانتے

اُس لوہے کو چھوڑ کر اُسی شخص کے پاس گیا جس نے سو نے کی کان
نکالی تھی۔ وہاں نہ اُس کو پایا نہ سو نہ اتھم آیا تب تیسرے روپے والے

کے پاس گیا اُسے بھی نہ پایا۔ پھر وہاں سے تیسرے والے کے پاس پہنچا اُسے بھی نہ پایا
تب اپنی قسمت کو رویا اور کہنے لگا کہ زیادہ قسمت سے کوئی نہیں پایا۔ وہ پھر

حکیم کے گھر گیا اُسے بھی وہاں نہ پایا تب وہ بچارا نہایت پشیمان ہو کر پہم شمع

مر دینے لگا۔ کس سے کہئے کہ کیا کیا ہم نے

جو کیا سو بُرا کیا ہم نے

جب یہہ کہانی توتے نے تمام کی تب خجستہ سے اہا جو دوستوں کی بات

نہیں مانتا۔ وہ ویشا ہی چھتا تھی۔ دیکھا اخیر اب جا اور اپنے معشوق کو گلے لگا

اور مزا جو انی کا اٹھا

یہہ سُخن سُنتے ہی خجستہ نے چٹا چلوں وہ نہیں صبح ہو گئی اور مرنے

تو بتا بولا کہ شہرِ بلخ میں کسی وقت چار بار مالدار رہتے تھے ۱ اتنا کافی چاروں
 مفلس ہو کر ایک حکیم کے پاس گئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا احوال اُس
 کے آگے ظاہر کیا تب حکیم کو اُن کے اوپر رحم آیا اور ایک ایک مُہرہ حکمت کا
 اُن چاروں کو دیکر کہا کہ یہ ہر ایک مُہرہ اپنے اپنے سر پر رکھ لو اور چلے جاؤ
 جس کے سر کا مُہرہ جس جگہ گرے۔ وہ اُس جگہ کو کھودے جو اُس میں
 سے نکلے وہ اُسی کا حق ہی ۱ آخر وہ چاروں ہر ایک مُہرہ اپنے اپنے سر پر
 رکھ کر ایک طرف کو چلے

جب کسی کو س گئے۔ ایک کے سر کا مُہرہ گرا ۱ اُس نے جو اُس جگہ کو
 کھودا تو تانبہ نکلا ۱ اُس نے اُن تینوں سے کہا کہ میں اس تانبے کو سونے سے بہتر سمجھتا
 ہوں اگر تمہارا جی چاہے تو میرے ساتھ یہاں رہو ۱ انہوں نے کہنا اُس
 کا نہ سنا اور آگے بڑھے۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ دوسرے کے سر کا مُہرہ گرا اور
 اُن نے جو وہ زمین کھودی تو روپا نکلا تب اُس نے اُن دونوں سے کہا۔ تم ہمارے
 پاس رہو یہ روپا بہت ہی زندگی گذر جائیگی ۱ اس کو اپنا ہی سمجھو
 انہوں نے اُس کا کہنا نہ مانا اور آگے بڑھے کہ تیسرے کے سر کا مُہرہ گرا اور
 اُن نے بھی جو وہ زمین کھودی تو سونا نکلا تب خوش ہو کر چوتھے سے کہنے
 لگا کہ اس سے اب کوئی چیز بہتر نہیں ہے۔ چاہتے ہیں کہ ہم تم یہیں رہیں ۱
 اُس نے کہا میں آگے جاؤنگا تو جواہر کی کان پاؤنگا ۱ یہاں کہوں رہوں ۱ یہ کہہ کر

کہ نصیب کے سوا کسی جاہ گچھ نہ پاویگا کہنا میرا تو نے نہ سنا اور سنا
 کو کیا کہہ اب کہا فائدہ پایا تو نے اذیر شرمندہ ہوا
 تو نے یہ قصہ تمام کر کے خجستہ سے کہا۔ اب دیر مت کر۔ جا اور اپنے جانی کو
 گلے لگا خجستہ نے سنتے ہی چاہا کہ جاوے اور اُسے اپنے سینے سے لگاوے اتنے
 میں فجر ہوئی۔ مرغ نے بانگ دی ا جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب
 یہ فرد پرہہ پرہہ کر رونے لگی

شب اُمید ہو گئی آخر اور فرقت نے پھر دکھایا منہ

سولہویں داستان یہ ہے کہ چار مالدار مغلس ہو گئے

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ با سینہ پر سوز چشم گریاں
 روتی۔ آپس بھرتی ہوئی تو نے کہا پاس گئی اور کہنے لگی اسی سبر پوش
 تو نے! میں عشق کے غم سے موتی جاتی ہوں اور تو ہر ایک شب میری
 نصیحت اور گفتگو سے کھردہتا ہی

نصیحت کی باتیں نہ مجھ کو سنا میں عاشق ہوں مجھ کو نصیحت سے کہا
 تو نے کہا اے خجستہ! یہ کہا کہشی ہی۔ دوستوں کی بات مانا چاہیے
 کہوں کہ جو کہنا دوستوں کا نہیں مانتا۔ وہ خراب ہوتا ہی اور پشیمانی
 کہہ پختا ہی جس طرح سے کہ ایک شخص پشیمان ہوا تھا خجستہ نے کہا
 میرے اچھے تو نے! میں صدقے تیرے وہ کون سی نقل ہی کہہ؟

میں اب تھر بیٹکے میں جاؤں گا
 زیر نقد وہاں سے کمالاؤں گا
 یہہ سُکر اُس کی عورت سُکرائی اور یہہ بیٹ پرانی لگی
 یہی بخت گر یہاں سے لے جاؤں گے
 تو کہا خاک وہاں سے کمالاؤں گے
 پھر سمجھانے لگی کہ اپنا ملک چھوڑنا مناسب نہیں ہے مت جا جو تیری
 قسمت میں ہونگا سو یہیں ملے گا اور اُس سے زیادہ کہیں نہ ملے گا
 القصة اُس نے اُس کا کہا نہ مانا کسی طرف چلا گیا اور ایک شہر میں جا پہنچا
 مدت تک وہاں اپنا کسب کرتا رہا جب بہت سے روپے پیدا کیے تب گھر
 کی طرف آیا ایک رات کسی جاگہ اُترا اور ادھی رات تک جاگا آخر مارے
 نیند کے سو گیا کہ ایک چور آیا اور تھیلی روپوں کی لے گیا اور یہ بھی چوٹا اور
 اُس کے پیچھے دوڑا جب اُس کو نہ پکڑ سکا تب لاچار پھر اُسی شہر
 میں گیا جب بہت روپے پھر جمع کیے تب گھر کو روانہ ہوا
 پھر رات گئے کسی جاگہ اُترا اور مال کی ہر چند احتیاط کی لیکن اُس کو
 بھی چور لے گیا تب اُس غریب نے اپنے جی میں کہا کہ زر میری قسمت میں
 نہیں ہے اسی سبب سے چور لے جاتا ہے آخر خالی ہاتھ اپنے گھر گیا اور
 احوال اپنا چور سے کہا اُس نے جواب دیا کہ میں نے تجھے پہلے ہی کہا تھا

اچھی تو تھی، ایک مدت سے میں تیری نصیحتیں مانتی ہوں اور باتیں سننے
 ہوں لیکن مجھے کچھ تیری دوستی سے حصول نہ ہوا، تو بتا دولا اچھی کہہ بانو!
 تو مجھ پر کہوں غضب ہوتی ہی۔ میں تو ہر شب ترغیب دیتا ہوں کچھ مہربانی
 تقصیر نہیں۔ تیری قسمت بُری ہی جو مجھ سے بُرائی کرنی ہی جس طرح
 زریہ کے طالع نے زریہ سے موافقت نہ کی۔ خجستہ نے پوچھا اُس کی نقل کہونگر
 ہی بیان کر

تو کہنے لگا کہ کسی شہر میں زریہ نام ایک شخص رہشمنی کہتے بنتا تھا اور
 اب تک م اُس کام سے ماتھ نہ اٹھاتا لیکن اُسے کچھ فائدہ نہ ہوتا اور موتا کہتا
 تے والا اُس کا ایک دوست تھا ایک دن وہ اُس کے گھر گیا اور اُس
 نہ دیکھا کہ گھر اُس کا زرو زور و مال و اسباب سے دو لٹمنڈوں کی طرح
 بھرا ہی اچھراں ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ میں کہتا لائق دو لٹمنڈوں
 کے اور قابل بادشاہوں کے بناتا ہوں۔ کہا سبب ہی کہ تیری روٹی کونوں
 بھی میسر نہیں اور اس گندہ باف نے اتنی دولت کہاں سے پیدا کی
 اسی فکر میں اپنے گھر آیا اور اپنی جورو سے کہنے لگا کہ میں اب اس شہر
 ناہر سان میں نہ رہو ٹکا کیونکہ یہاں کے لوگ میری قدر نہیں جانتے اور
 میری کاریگری کوئی نہیں سمجھتا۔ لازم ہی کہ کسی اور شہر میں جاؤں کہ
 وہاں میرا کسب چمکے

لم زور اور چھوٹا جانور ہی شیر بہہ سگر بہہ انے گھر کے پاس آیا اور سیا گوش
 کی مادہ نے تجھ کو بہر روایا تب اُس کے مرنے ہو چھا کہ اب کہوں مجھے مل
 لے رہے ہیں؟ اُن کو چپ کروا۔ البتہ آج شیر کا گوشت میرے اٹھہ گینگا کہونکہ
 ایک بندر میرے دوستوں میں ہی۔ وہ بھی مجھ سے اقرار کر گیا ہی اور
 قسم کھائی ہی کہ میں آج کسی نہ کسی طرح سے ایک شیر کو تیرے پاس
 لے آتا ہوں۔ یقین ہی وہ اُس کو کسی فریب سے لاؤنگا۔ ایک دم توقف
 کر ان کو بہلا۔ لیکن پکار کر مت بول کہ وہ آواز سکر ادھر نہ آؤنگا
 شیر نے بہہ بات جو نہیں سنی وہ نہیں اُس بندر کو وہ نہیں چیر ڈالا اور بھاگ گیا۔
 پھر ادھر مہم نہ کیا تو تیرے بہہ کہانی تمام کر کے کہا اسی خجستہ آج ساعت اچھی
 ہی اور وقت نیک جلد ہی جا اور اپنے معشوق سے مل۔ خجستہ بہہ سخن سننے
 ہی اُٹھی اور چاہا کہ جاوے کہ صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُس کا اُس
 روز موقوف ہوا تب بہہ بیت پر ہی اور آب دیدہ ہوئی

اپنے جانے کا نہ وہاں دن کو ہی نہ رات کو دھب

دیکھیں کیسی بنے آن پری بات کو دھب

بندر ہوئی نقل یہ کہ زیر جلاہے کے نصیب نے اُس کے ساتھ یاد رہی نہ کی

جب آفتاب چھپا اور مہتاب نکلا تب خجستہ بعد پھر رات کے خاصی نوٹاک

پہن اور اچھے جواہر سے بن تھن تو تیرے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی

میں چھوٹے ہیں اور شجاعت و قوت میں مجھ سے بڑے۔ شاید انہیں میں سے
وہ بھی ہو۔ یہ کہہ کر شیر دڑتے دڑتے اپنی جگہ کی طرف چلا اور سیاگوش نے اپنی
مادہ سے اُس کے پُنجے کے پہلے ہی کہا تھا کہ جس وقت شیر اُس جگہ
پُنجے تو اپنے بچوں کو رولا دینا اور اگر میں پوچھوں۔ یہ کہوں روئے ہیں تو
تو کہنا کہ آج یہ تازہ گوشت شیر کا مانگتے ہیں باسی نہیں کھاتے

القصہ جب شیر اُس مکان کے قریب پہنچا اور بچوں نے رونا شروع کیا۔ سیاگوش
نے پوچھا کہ یہ کہوں دھوم مچائے ہیں مادہ نے جواب دیا بھوکے ہیں! سیاگوش نے
کہا کہ میں نے کل ہی اتنا گوشت شیر کا لادیا تھا کہا اُس میں سے کچھ بھی
باقی نہیں؟ تب اُس کی مادہ نے کہا کہ جتنا بچا تھا سو دھرا ہی پر یہ تازہ
مانگتے ہیں تب اُس نے بچوں سے کہا کہ تم قدرے دم تو اور خاطر جمع رکھو
میں نے سنا ہی کہ آج اس جنگل میں ایک بہت برا شیر آیا ہی اگر یہ
سچ ہی تو انشاء اللہ تعالیٰ ابھی میں اُسے مار لانا ہوں اور تمہیں مزے
سے پنت بھر بھر کھلاتا ہوں۔ شیر اس بات کے سنتے ہی بے اختیار جی چھوڑ
کر بھاگا۔ کہیں اٹا نہ ہو کہ یہ شیخ شیخ مجھ کو پکڑے اور اپنے بچوں کو کھلا
دے! اتنا نہ سمجھا کہ یہ سیاگوش ہی اور بندہ سے کہا۔ کہو میں نہ کہتا تھا کہ
وہ سیاگوش نہیں بلکہ کوئی برا زور آور جانور ہے کہ جس نے میرا گھر
چھین لیا ہی! بندر نے کہا اسی شیر وہ شیخ قریب دینا ہی مت در کہ نہایت

کو چھوڑ دے کہونکہ شیر سے برا بری وہ کرے جو اپنی جان دیوے تب سیاہ گوش
نے کہا اسی مادہ! جس وقت وہ یہاں آویگا۔ میں ایک جگہ کر کے اُس کو
اُس جگہ سے تال دوں گا تو خاطر جمع رکھ کچھ پروا نہیں

القصہ بعد کئی دن کے شیر کے آنے کی خبر معلوم ہوئی! بندر پیشوا اپنے گہا اور سیاہ گوش
کے احوال سے اُس کو آگاہ کیا اور کہا۔ میں نے اُسے منع کیا تھا کہ اُس مکان
میں مت رہ کہونکہ یہ شیر کی آکر بھی شیرے حق میں یہاں کا رہنا بہت بُرا
ہی تب اُس نے جواب دیا کہ یہ مکان میں اپنے باپ کے ورثے میں پایا
ہی کچھ شیر کے دانے کا نہیں ہی جو چھوڑ دوں اور آپ جگہ کی خاطر حیران پھروں
یہہ سُکر اُس نے کہا

ای بوڑھے! اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ سیاہ گوش نہیں بلکہ
مجھ سے بھی زیادہ قوت رکھتا ہی جو اپنی بندھک بات کہتا ہی نہیں تو
سیا گوش کی کہا قدرت جو میری جگہ چھینے تب بند دے کہا کہ نہ صاحب! مجھ
اپنے خدا کی قسم وہ اجل گرفتہ سیاہ گوش کوئی اور جانور تم سے قوی تر
نہیں اگر اُس پر آپ کی ایک ذرہ بھی آگہ پڑے گی تو اُس کی جان
ہی نکل جائیگی! آپ چل کر اُسے دیکھئے۔ میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں جو
آپ سے کچھ کا کچھ کہوں تب بند دے شیر نے کہا

ای بوڑھے! خدا برحق ہی یہہ کہا کہتا ہی اکثر جانور ایسے ہیں کہ وہ دیکھنے

جھوٹے موتھ کے فٹے سناٹا ہی اِٹھل مشہور ہی - سخی سے سوم بھلا جو
مُرت دے جواب

تو تا بولا اسی کہ بانو! میری بات سے کچھ شیرا نقصان نہ ہوگا بلکہ ہر ایک سُخن
فائدہ جھینکا - بہتر یہ نہی کہ آج جلدی جا اور اپنے معشوق سے ملاقات کر آ اگر
کوئی دشمن وہاں پہنچے اور تجھے شرمندہ کرے تو تو بھی سیاہ گوش کی
طرح مکر سے ایک حیا کرنا اور اپنی بات بنانا چھوڑ دے پوچھا اُس سیاہ گوش
کی کہانی کہو نکر ہی؟ کہنے لگا کہ کسی جنگل میں ایک شیر رہتا تھا اور ایک
بندر اُس کا مُصاحب تھا اتفاقاً شیر کسی اور مکان کی شیر کو چلا اور بندر
کو اپنی جگہ پر بٹھا کر کہنے لگا کہ جب تک میں یہاں آؤں تب تک تو اُس
مکان سے خبردار رہنا اور کسی کو اُس میں رہنے نہ دینا - بعد کئی دن کے ایک
سیاہ گوش نے اُس مکان کو لے لیا اور وہیں رہنے لگا اُس واسطے کہ وہ مکان
نہایت اچھا تھا تب بندر نے کہا کہ اسی سیاہ گوش: یہ مکان شیر کا ہی تیری
کہا قدرت کہ تو بے حکم اُس کے یہاں رہے - یہ بات اچھی نہیں تب سیاہ گوش
نے جواب دیا کہ یہ مکان میرے باپ کا ہی - میں نے اپنے باپ کی میراث میں
پایا ہے تجھے خبر نہیں اور اگر یوں بھی تو تجھے کہا - آگ جانے لو مار جانے ایہہ
بات سُکر بندر چُپ ہو رہا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ مجھے کہا جو کوئی جیسا
کرے گا سو نیشا پاوے گا - پھر سیاہ گوش کی مادہ نے کہا کہ بہتر ہی اس جگہ

کی جو بدلا میرا ان میندکوں سے کیا اب آپ اپنے گھر سدھاریں اسانپ نے
 کہا کہ میں تجھے تنہا چھوڑ کر نہ جاؤنگا تب شاہپور نے کہا کہ ایک اور کو
 یہاں سے بہت نزدیک ہی اور اُس میں بہت سے میندک رہتے ہیں
 اگر کہو تو اُن کو بھی کسی مکرو فریب سے یہاں لے آؤں یہہ بات سانپ کو
 پسند آئی اور اُسے رخصت کیا غرض وہ اِس بہانے اُس کنوئے سے نکلا
 اور کسی تالاب میں جا کر چھپ رہا آخر سانپ کئی دن اُس کی راہ دیکھ کر
 کنوئے سے نکلا اور اپنے گھر چلا گیا تو تنے نے یہہ قصہ تمام کر کے کہا اِسی خجستہ! اب
 فیر مت کر بشتاب جا اور اُس سے مل جاؤں اُس نے چاہا کہ جاوے اِنے میں
 صبح ہوئی اور فجر کے جانور بولنے لگے۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا
 تب اِس شعر کو پڑھ کر آنسو آنکھوں میں بھر لائی

ہمدم ہم تو ہو گئے آخر دو نہیں مثل شمع سحر

جو نہیں اُس کے مُسہم سے نکلا صبح ہوئی اب رات نہیں

چودھویں کہانی یہہ ہی کہ ایک شیر کی جاگڑہ کسی سیاہ گُوش نے لے لی

جب آفتاب چھپا اور چاند نکلا خجستہ کپڑے بدل گھنٹا پہن مُسہم بنائے تیوری
 چہرہ اُسے رخصت لینے تو تنے کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اِسی تو تھے! میں ہر ایک
 شب تیرے پاس رخصت لینے آتی ہوں اور حالت اپنی بیقرار رہی کہی
 دکھلاتی ہوں کچھ کہانی سنے نہیں آتی جو تو ناحق میرا مغز بھرا تاہی

اُس میں بہت سے مینڈک رہتے تھے شاہ پور نام ایک مینڈک اُن کا سردار
 تھا جب وہ مینڈکوں پر بہت شتم کرنے لگا تب وہ سب گھبرا گئے اور آپس
 میں مشورت کر کے کہنے لگے کہ ہم اس کے ماتھے سے عاجز آئے ہیں۔ اس
 کو موقوف کرے۔ ایک اور کو اپنی قوم سے سردار مقرر کیجئے۔
 یہ بات مقرر کر کے اُن مینڈکوں نے اُس کو تغیر کیا اور دوسرے کو سردار
 وہ وہاں سے لاچار ہو کر ایک سانپ کے بل کے پاس گیا اور آہستہ آہستہ بولنے
 لگا۔ سانپ نے بل سے سیر نکالا اور مینڈک کو دیکھ کر ہنسنا اور کہنے لگا اسی
 احمق! تو تو میرا کھا جا ہی کہوں اپنی جان دینے میرے پاس آیا ہی؟
 مینڈک نے کہا کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور فلا نے کوئے میں رہتا ہوں
 تمہارے پاس اپنی قوم کی فریاد لیا ہوں کہ داد پاؤں اور یہودی کو پھنچوں اس سانپ
 بہت خوش ہوا اور اُس کو دلاسا دیکر کہنے لگا کہ تو وہ کسواں مجھے دکھا دے
 کہ میں وہاں جاؤں اور تیرا ہدلاؤں سے لوں۔ آخر سانپ اور مینڈک باہم ہو کر
 اُس کوئے پر جا پہنچے اور اُس کے اندر اتر گئے اس سانپ جب کتنے دنوں میں
 اُن مینڈکوں کو کھا چکا تب شاہ پور سے کہنے لگا کہ آج میں نہایت بھوکا ہوں
 کچھ ایسی تدبیر کر کہ جس سے میرا پیٹ بھرے تب شاہ پور ذرا اور نہایت
 پشیمان ہوا کہ میں نے یہ کہہ کیا کہ اُس سانپ سے مدد چاہی اور اپنی برادری
 پر برادری۔ خیر اب جو ہوا سو ہوا یہ کہہ کر سانپ سے کہا کہ تم نے مجھ پر مہربانی

خجستہ نے یہ سُننے ہی چاہا کہ جاوے اتنے میں صُبح ہوئی مرغ نے بانگ دی - جانا
اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا تب یہ بیٹ پرھی اور رونے لگی

وصل کی رات مُفت کھوئی ہی

ای سحر کس لئے تو ہوئی ہی

تیر ہوا قصہ شاہور میند کون کے سردار کا اور سانپ کا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا - خجستہ کپڑے بدل بہت سا لہنا پہن توڑے

کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی

ای توڑے! میں تجھے بہت دانا جانتی ہوں اور تیری مصلحت نہایت نیک

سمجھتی ہوں لیکن مجھے کچھ تجھ سے حاصل نہیں ہوتا ایشی تدبیر کبھی نہیں بتاتا

کہ جس کے باعث اُس سے یوں اور اپنے مقصد کو پہنچوں اگرچہ اُس

کام میں دیر ہوئی ہی! تو بتا بولا ای خجستہ! میں اُسی تدبیر میں ہوں -

تو خاطر جمع رکھ - میں تجھے تیرے یار کے پاس پہنچائے دیتا ہوں اُس بی بی!

عاقلاً اُسے کہنے میں جو اپنا آغاز و انجام سمجھتا رہے اور جو اپنے نیک و بد

پر نظر نہیں رکھتا - وہ آخر پشیمان ہوتا ہی جس طرح سے کہ شاہور نے

اپنی قوم کا کہنا نہ مانا اور شرمندہ ہوا

خجستہ نے پوچھا کہ شاہور کون تھا اور اُس کا قصہ کہوں کر ہی بیان کرے؟

تو بتا کہنے لگا عرب کے ملک میں ایک گہرا کنوا تھا اور

نہی اگر ان کو کھا جاؤنگی تو شبیر کو مجھ سے کچھ سروکار نہ رہیگا اور یہہ
 خدمت چھین لے گا اسی بات کو سمجھ کر وہ اپنے اوپر فاقہ قبول کر
 ان میں سے کسی کو نہ کھاتی تھی
 اتفاقاً ایک دن خدا نے اُس کی عقل گنوا کر وہ اپنا بچا بھی شبیر کے پاس
 لائی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ آج میں کسی کام کو کہیں جایا
 چاہتی ہوں اگر حکم ہو تو اپنے بچے کو چھوڑ جاؤں کل صبح کو بھر حضور میں
 حاضر ہوئی یہہ بات اُس شبیر نے پسند کی اور اپنی خوشی سے رضادہی
 پائی اپنے کام کو گئی اور یہاں اُس کے بچے نے جس چوہے کو دیکھا اُسے مار ہی
 لیا عرض ایک رات دن میں سب کام تمام کیا اور دوسرے دن صبح کو بلی نے
 جو آنکر دیکھا تو ہر ایک چوہے کو ہوا پایا تب اپنا سر ہٹ کر کہنے لگی اسی
 بد بخت! یہہ کہا کیا جو تمام چوہے مار ڈالے انہیں کے سب سے میری حرمت
 تھی تب بچہ نے کہا تم نے اس واسطے چلتے وقت مجھ کو منع نہ کیا
 طاعناں یہہ ہے کہ دے پچھائے اور پشیمان ہوئے جب یہہ خیر شبیر کو پہنچی
 کہ اب اس جنگل میں چوہے کا نام نہیں رہا تب بلی کو اُس نے جواب دیا
 اور کو تو الی سے تغیر کیا اتنے نے یہہ واسطی تمام کر کے کہا کہ اسی کدبانو! تو نہایت
 کامیاب کرتی رہی کہ اتنی دور نہیں جاتی اور ہر ایک رات مفت ہی گنوائی
 عیش درتا ہوں کہ کہیں تیرا شوہر نہ آجائے اسی بلی کی طرح تو بھی خفیف ہو

خستہ نے یہ سنتے ہی کہا اسی وقتے! چوہہ بلی کی خوراک ہمیشہ وہی تھی
 ہی کہ بلی چوہہ کے مارنے سے ہشیمان ہوتی۔ کچھہ اس کا پیش بھید نہ
 سمجھتی۔ تو تا کہ کسی بیابان میں ایک شیر اُٹا ہو رہا رہا کرتا تھا کہ
 رہا رہا کے باعث اُس کے دانستوں نے اجڑیں چھوڑ دیں تھیں اگر وہ کبھی
 کچھہ گوشت کھاتا تو ریشہ اُس کا دانستوں میں اٹک جاتا اور اُس جنگل
 میں چوہہ بھی بہت سے رہتے تھے جب وہ شیر رات کو سوتا تب ہر ایک
 چوہا آن کر اُس کے مسوروں سے ریشہ گوشت کا کھینچتا اور وہ گوشت
 نکال کر کھاتا اسی سبب سے اُس کو اذیت ہوتی اور چونک چونک پرتا
 آخر اُس نے ایک روز اور جانوروں سے کہا کہ تم کچھہ ایسی تدبیر کرو کہ
 یہ چوہے مجھے تکلیف نہ دیں اور ہمیشہ چش سے سوروں تب لومری نے ہاتھ باندھ
 کر عرض کی۔ حضرت سلامت! بلی آپ کی خاص رعیت ہی اُس کو پاسبانی
 کی خدمت دیتی ہے اور آپ مزے سے تمام رات آرام کیجئے! یہ بات لومری کی
 شیر کو خوش آئی اور بلی کو بلوا کر خدمت کو توالی دی۔ وہ اپنی خدمت پر
 مستعد ہوئی! چوہوں نے بلی کو جو دیکھا تو جاگل کا رستہ پکڑا
 شیر نے اپنی خاطر خواہ رات کو آرام کیا اور بلی کو سرفراز فرمایا! یہ وہ بلی اپنی
 واثقی سے اُن چوہوں کو دور رہی دور سے دھمکا کرتی اور کبھی کسی کو پکڑ
 کر نہ کھاتی کہوں کہ یہہ جانتی تھی کہ انھیں کسی بدولت کچھہ کو یہہ خدمت بلی

نہ مارا جاتا۔ یقین ہی جو لالچ کریگا سو بلا میں پرتیگا۔ خیر اب پہر رات
باقی ہی جلد جا اور اپنے معشوق سے مل آ اور اتنی رات عیش و عشرت
میں بسر کر اُخچستہ نے یہہ سنتے ہی چاا کہ جاوے اور اُسے اپنے گلے لگاوے
اتنے میں بوپھشتی اور صبح ہوئی امرغ نے بانک وی۔ جانا اُس کا اُس روز
بھی موقوف ہوا تب یہہ بیٹ پرہی اور رونے لگی

وصل کی شب کو کہوں گوانی ہی

امی سحر کس لینے تو آتی ہی

بارھویں داستان یہہ ہی کہ ایک بلی نے چوہے

مارے اور بورھے شیرو سے شرمندہ ہوئی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب اُخچستہ گل انار کا جو را پہن اور کہنے پائے سے
اپنے تیں آراستہ کرتوتے کے پاس رخصت لینے گئی اور اُسے مُتفکّر دیکھ
کر کہنے لگی کہ امی جی کے خوش کرنے والے آج کہوں غمگیں ہی اور اس قدر
کہوں اندیشہ کرتا ہی؟ تو تا کہنے لگا امی کدبانو! مجھ کو تیرا غم مارے والا
ہی اور یہی اندیشہ کھائے جاتا ہی کہ تو ہر ایک شب میرے پاس رخصت
لینے آتی ہی اور میری باتوں میں صبح ہو جاتی ہی۔ اہانہ ہو کہ یکایک تیرا
خاوند آجاوے اور تو نہ جاننے کے باعث پشیمان ہو۔ مانند اُس بلی کے جس
نے چوہوں کو مار کر انفعال کھینچا تھا

ایک لومڑی کی اور ہرنی کی نظر اُس پر جا پڑی تب آپس میں سچ کر
 دیں بولیاں کہ اگر اس کو شیر دیکھیں گا تو مار ہی ڈالیں گا ایک ایسی مصلحت
 کیجئے کہ وہ جس کے باعث اس کو نہ مارے بلکہ انعام دے یہ بات تھہرا کر
 شیر کو دُعا میں دیکر کہنے لگیں کہ سخاوت آپ کہ یہاں تک مشہور ہوئی
 ہی کہ آج ایک برہمن بھی کچھ مانگنے آیا ہے اور ہاتھ باندھے سامنے کھڑا
 ہی شیر نے سرائٹھا کہ دیکھا اور خوش ہو کر اُس برہمن کو آگے بلایا اور
 نہایت رحم کھایا۔

غرض زرو زور اُن لوگوں کا کہ جنہیں مارا تھا۔ سب کا سب اُس برہمن
 کو بخشیا اور مہربانی سے رخصت کیا تب وہ برہمن بہت سا مال لیکر اپنے
 گھر گیا اور مزے سے گزران کرنے لگا بعد ایک مدت کے پھر جو لالچ ہوا تو وہ
 برہمن اجل گرفتہ اسی شیر کے پاس گیا اُس وقت اُس کے سامنے
 بھیرے اور کتے کھڑے تھے اُس برہمن کو دیکھتے ہی خوش ہوئے اور شیر
 سے کہنے لگے کہ یہ آدمی کیسا شیخ ہے اور کتنا دھپتھہ کہ بے آپ کی طاب
 کیسے روبرو چلا آتا ہے اور خطر اپنی جان کا نہیں کرتا اس بات کے سننے
 ہی شیر آگ ہو گیا اور اپنی جگہ سے اچھل کر ایک ہی طپاخے سے اُس
 برہمن کا کام تمام کیا

قوتی نے یہ نقل تمام کر کے کہا کہ خجستہ! اگر وہ برہمن لالچ نہ کرتا تو جان سے

گیارہویں نقل یہ ہے کہ ایک برہمن نے لالچ کو کام فرمایا اور شیر کے ہاتھ سے مارا گیا
 جب سورج چھپا اور سانچہ ہوئی۔ خجستہ برہمنوں کی سی صورت بنائے
 ہوئے توتے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے توتے! معلوم
 ہوا تجھے میرے درد کی خبر نہیں جب ہی میری باتیں اُڑا دیتا ہی اور ادھر
 ادھر کے جھوٹے سچ قصے اور کہانیاں اُیا کرتا ہو۔ نہیں جانتی کہ تجھے
 اس سے کہا حاصل ہے، توتے نے کہا اے کدبانو! میں خدا سے چاہتا ہوں کہ
 تو جلد کہیں اُس کے پاس جاوے اور اُسے گلے لگاوے۔ تو آپ ہی نہیں
 جانتی اور دیر کرتی ہی! اس میں میری نقصیر کچھ نہیں
 ہوں آپ کی خوشی ہی مجھے قائل کیجئے۔ ہر حق تو یہی ہے کہ میری کچھ خطا نہیں
 خیر اب بشتاب جا اور اُس سے ملاقات کر کے جلد پھر آ پر یہ۔ یاد رکھ کہ
 وہاں کسی چیز کی طمع نہ کرنا کہو نہ لالچ بہت بُری بلا ہے اگر طمع کرے گی تو تیرا
 بھی حال ویسا ہی ہوگا جیسا کہ اُس برہمن کا ہوا تھا۔ خجستہ نے پوچھا
 اُس کی نقل کہو نہ؟
 توتے کہنے لگا۔ کسی شہر میں ایک برہمن نہایت مالدار تھا۔ اتفاقاً وہ مفلس
 ہو کر اور کسی ملک میں کچھ پیدا کرنے چلا۔ ناگاہ ایک روز کسی جاگلی میں جا
 پہنچا اور تالاب کے کنارے پر دیکھا کہ ایک شیر بیٹھا ہے ایک لومری اور ہرنی اُس
 کے آگے کھڑی ہیں! یہ برہمن متفکر ہو کر در کے مارے دوڑیں کھڑا ہوا کہ دیکھا۔

جو آدھی کو چھوڑ کر ساری کو جائے تو نہ پھر ساری لے نہ آدھی پائے !
یہہ سُکر اُس گیدزنے پوچھا ہی ہی ! تو توں ہی جو اس وقت اس
جنگل میں اکیلی اس تالاب پر کھڑی ہے ؟ اُس نے اپنا سب احوال
اُس سب خال سے کہا۔ اُس کو اس کے حال پر رحم آیا۔ کہنے لگا کہ بی بی کچھ
اندیشہ مت کر ! صلاح یہہ ہے کہ اب تو یہاں سے دیوانوں کی طرح ہستی
اور روتی اپنے گھر چلی جا جو تجھے ! اس احوال سے دیکھنے کا رحم کر لگا
اور کچھ نہ کہینگا

آخر اُس رندی نے موافق اُس کی تدبیر کے اپنا حال بنایا اور گھر
کا رستہ پکڑ دوہیں سے دیوانوں کی طرح شور و غل کرتی ہوئی اپنے گھر گئی !
اس جیلے کے باعث کسی نے اُس کو بُرا نہ کہا۔ بلکہ ہر ایک اُس کو
دیکھ کر گھر سے لگا تفرقے نے یہہ کہانی تمام کر کے خجستہ سے کہا کہ یہہ وقت
اچھا ہی ۔ جلد جا اور اپنے معشوق سے مل۔ کچھ اندیشہ مت کر ! خدا نہ کرے
اگر کوئی مشکل تیرے آگے آویگی تو ایک چیلہ ایسا نکھا دو لگا کہ وہ مشکل آسان
ہو جائیگی اور تیری حرمت رہیگی ! خجستہ نے یہہ سُننے ہی چاہا کہ جاوے !
رات کے میں صبح ہوئی ۔ مرغ نے بانگ دی ! جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف
ہوا تب یہہ فرد پہرہی اور روانے لگی

رات کا سچ ہوا نہ خواب میرا نہ پلا صبح آفتاب میرا

عورت کا دل سُنتے ہیں آواز پر اُس کی آگیا اپنے کو تھے سے اُتر اُس کے پاس
جا کر کہنے لگی کہ اسی شخص ! میرا خاوند نہایت بد صورت و احمق ہے ۔ مجھے
سے ہو سکتا ہے کہ مجھے اپنے ساتھ کسی ملک لے جائے جب تک میں جیتی رہوں گی ۔
تیری فرماں برداری کرنی ! آخر کار اُس نے بھی اُس کی یہ بات قبول کی
اُسی گھری اُس کو اپنے ساتھ لیکر جنگل کی راہ لی ! تھوڑی دور
جا ایک تالاب کے کنارے پر کسی درخت کے نیچے دونوں آپس میں بہت کر
سو رہے ! بعد ایک گھری کے وہ مرد چوٹکا اور اُس عورت کے بدن کا تمام
زیور اتار لیا اور آپ جاتا پھرنا نظر آیا ! اس عرصے میں کہیں اُس
کم بخت کی جو آنکھ کھلی تو نہ بدن میں کہنا دیکھا اور نہ بستر پر یا رہا یا تب
اُس کو یقین ہوا کہ اُس دغا باز نے صاف مجھ سے دغا کی ۔ پھر پشیمان ہو کر کہنے
لگی کہ یا اللہ ! میری تقصیر معاف کر میں نے جو کیا سو پایا
اتنے میں صبح ہو گئی تب اُسی تالاب کے کنارے پر مُتفکر ہو کر جا کھڑی ہوئی کہ
ایک گیدڑ مُنہ میں ایک ہڈی لیے ہوئے اُس تالاب پر آیا کنارے پر ایک مچھلی
جو دیکھی تو ہڈی مُنہ سے پھینک دی اور اُس پر دوڑا ! مچھلی اُسے
دیکھ کر پانی میں دوب گئی تب وہ شمال پھر اُسی ہڈی کے لیے کو
آیا تو اُس کو بھی نہ پایا کہونکہ اُسے کُتالے گیا تھا ۔ اس باصرے کو
دیکھ کر وہ عورت نہایت ہنسی اور کہنے لگی کہ کہا خوب مثل مٹ ہو رہی

اگر اب رخصت مجھے نہ کریں گا تو کب کریں گا۔ اور اب اجازت نہ دیں گا تو کب دیں گا
 میری مدت کرتی ہوں اور اُسی تدبیر میں پھرتی ہوں
 یہ اپنے چہوتھے کسی طرح تدبیر میں رہتے رہتے
 بہار آئی ہی کہونکر خانہ زنجیر میں رہتے رہتے
 خدا کے واسطے کچھ ایسا دھب ہٹا کر جس کے باعث جلد ملنا ہو اُس کا تو قتا
 کہنے لگا۔ امی خجستہ! یہم غم تیرا میرے دل میں ہی اور میں جب تنگ
 جیتا ہوں بے فکر نہ رہوں گا اور کس شب میں تجھے رخصت نہیں کرتا کہ تو محبوب
 کے پاس نہ جا۔ بلکہ تو آپ ہی نہیں جانتی ہی اور میری باتوں میں رات گوانتی
 ہی ایسا نہ ہو کہ یہم بھید تیرا کھلے اور چرچا اُس کا لوگوں میں پڑے اُسجھے
 ایسی حکمت سکھا دیتا ہوں کہ جیسے ایک گیدڑ نے کسی سوزاگر بچی کو
 سکھائی تھی جس طرح اُس کے سب روائیوں سے وہ بچ رہی
 تو بھی بچ رہیگی تب خجستہ نے پوچھا کہ اُس کی کہانی کہو مگر ہی؟ بیان کر
 قوتا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک امیر نہایت عالی شان و دولتمند تھا اور
 بیٹا اُس کا گریہ منظر و بد شکل و احمق جب وہ لڑکا بالغ ہوا تب اُس کے باپ
 نے کس سوزاگر کی بیٹی سے بیاہ دیا۔ وہ لڑکی نہایت خوب صورت و عقلمند و
 ہوشیار گانے بجانے میں بھی نہایت شعور دار و اتقاناً وہ عورت کسی رات اپنے
 کو تھے پر بیٹھی تھی اور ایک شخص دیوار کے تلے خیال کارا تھا۔

تو تھے نے یہہ فصّہ تمام کر کے کہا کہوں دیکھا تو نے اُس رندی نے کہا کارستانی
 کی کہ اپنے اوپر کچھ بات نہ آنے دی۔ غیر کی دوستی کی دوستی رہی اور سسرے
 کو ذلیل کا ذلیل کیا آپ اچھی کہ اچھی رہی۔ اسی خجستہ! اب جلدی جا
 اور اپنے دلدار کو گلے لگا کہد بانو نے یہہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اتنے میں صبح ہو گئی
 اور مرغ نے بانک دی۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا تب یہہ فرد
 پڑھی اور رونے لگی

وصال کی شب گزر گئی افسوس آئی پھر ہجر کی سحر افسوس

دسویں کہانی یہہ کہ ایک تاجر کی بیٹی کو کسی ٹیڈر نے تدبیر

بتلائی اور اُس کی تدبیر سے اُس عورت نے حرمت پائی

جب سرج چھپا اور رات ہوئی تب خجستہ آنکھوں میں آنسو بھرے
 گریبان چاک کئے سینہ پر سوز سے تو تھے کہ پاس رخصت لینے گئی اور
 کہنے لگی

کہ اسی عقلمند! میں تیری دانائی پر نہایت اعتبار رکھتی ہوں۔ اسی واسطے
 ہر رات تیرے پاس آتی ہوں تیری تدبیر کے واری اور دانائی کے صدقے
 وفاداری کے قربان آج دل اُمد آتا ہے اور سینہ پھٹتا جاتا ہے۔ کہونکر اپنے
 تئیں اُس کے پاس پہنچاؤں اور کتنی طرح اُسے اپنے گلے لگاؤں

آتش عشق جس جلاتی ہے یہہ بلا جان میں پر آتی ہے

پہلے کہہ کر اُس کو ادھر رخصت کیا اور ادھر آپ اپنے خاوند کے پاس آکر
 لیٹ رہی۔ بعد ایک دم کے کہنے لگی کہ یہاں اس وقت گرمی لگتی ہے۔ اُس
 درخت کے نیچے تھنڈی تھنڈی ہوا ہے۔ چلیے اور سو رہیے! آخر اس بہانے
 سے اپنے شوہر کو اُسی درخت کے نیچے لائی اور دونوں ملکر سوئے جب
 اُس کی آنکھ لگ گئی تب جگا کر کہنے لگی کہ اسی! سوتے کہا ہوا تھا تو اور ایک
 تماشا دیکھو۔ وہ بے اختیار اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ کہا کہتی ہو؟ تب اُس نے کہا جیسا میرا
 باپ وںاٹھا اور باپ۔ پہلے کہا کہ میرے پانوں کی پازیب اُتار کر لے گیا اور مجھے
 تنگاہا دیکھ گیا۔ اُس نے کہا کہ خیر صبح کو میں انہیں سمجھا دوں گا کہ پھر ایسی
 حرکت نہ کرنا

جب صبح ہوئی اپنے باپ سے جھنجھلا کر کہنے لگا: باباجان! تم کو مناسب نہیں
 جہاں بیٹا ہو ساتھ سوتے ہیں وہاں جائو اور اُن کو ہر ایک حال میں دیکھو
 تب اُس کے باپ نے کہا کہ بیٹا! کچھ شعور پکڑ۔ تیری عورت کم سخت ایک
 غیر مرد کے ساتھ سوتی تھی۔ میں نے اپنی آنکھیں دیکھا اور پہلے پازیب پانوں
 سے اُتار لی! پہلے بات سنتے ہی وہ اور بھی خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تم خواہ مخواہ میری
 جدو کے دشمن ہوئے ہو! میں خوب جانتا ہوں اُس وقت گرمی کے باعث
 سے میں اُس درخت کے نیچے اُس کے ساتھ سوتا تھا کہ تم نے پہلے
 حرکت کی! چنانچہ پہلے میرا باپ اُس کا شر منہ ہوا

نہایت نے پوچھا کہ اُس کا قصہ کہوں کر ہے؟ تو کہنے لگا۔ کسی دن ایک گنوار
 کی مہری اپنے کو تھے پریشانی تھی اور ایک شخص نو جوان اُس کو دیکھ کر
 عاشق ہوا اور عورت نے بھی معلوم کیا کہ یہ مجھ پر شیدا ہوا ہے۔ اُس کو بلوائے
 اور منے اُرائے آخر اُس مرد کو اشارے سے طرب کیا اور یہ کہہ دیا کہ بعد
 آدھی رات کے تو اُس درخت کے نیچے آکر بیٹھ رہنا۔ میں بھی اپنے خاوند
 کو سلا کر تیرے پاس آدنگی پہنے کھار اُدھر اُسے رخصت کیا اور آپ ادھر اپنے گھر
 کے کاروبار میں مشغول ہوئی جب آدھی رات گزری۔ جوان اُس کے گھر
 میں آکر اُسی درخت کے نیچے بیٹھ رہا اور عورت بھی خضم کو سوتا چھوڑ وہیں
 گئی اور اُس کے ساتھ سو رہی

اتفاقاً اُس کا سہرا اُس وقت کسی کام کے واسطے اُٹھا اور باہر جانے لگا۔ کہا
 دیکھتا ہی کہ بیٹھے کسی جوڑو ایک غیر مرد کے ساتھ سوتی ہی اس بات
 سے نہایت رنجیدہ ہو اُس کے پاؤں سے پازیب اُتار کر اپنے پاس رکھی
 اور جی میں کہنے لگا کہ صبح اُس بد ذات کو خوب سی سزا دوں گا۔ بعد ایک
 گھنٹی کے اُس عورت کی آنکھ جو کھلی تھی دیکھتی ہے کہ پاؤں میں
 پازیب نہیں اُس نے اپنی عقل سے معاملہ کیا کہ شاید سُسرے نے آن کر
 یہہ ماجرا دیکھا اور پازیب اُتار کر لے گیا اب صبح کو کہا جائیے کہا ہو۔ یہہ سمجھو
 کہ اپنے بار سے کہا کہ تم اپنے گھر جاؤ۔ پھر کسی روز اگر جی چاہیگا تو آئیو

کی مفارقت سے حالِ دل تباہ ہی اگر صلاح جانے تو مجھے جلد رخصت کر

نہیں تو صبر کر کے بیٹھ رہوں اگر چہ جانتہ ہوں جو کوئی عاشق ہے اسے

صبر سے کہا کام۔ بے اختیار جی چاہتا ہی کہ ہر طرح سے اپنے تئیں اُس کے پاس

پہنچاؤں اور خوب سا اُس کے گلے لگ کر حظِ جوانی کا اُٹھاؤں

دیکھو رنگی تجھے کب اسی گویا میں

آنکھیں تو سفید ہونے آئیں سایا میں

دلِ یاد میں دیدہ مُنتظرِ برسرِ راہ

تھنوں میں ہی دمِ زباں پہ سایا میں سایا میں

تو تا کہنے لگا اسی حُسنِ مستہ! میں نہ جانتا تھا کہ عشق اُس کا یہاں تک مجھے تباہ کر دے گا

اور غم اُس کی جدائی کا اس حالت کو پہنچا دے گا

میں اس عشق کا یہ نہ سمجھا تھا تو دل

ترے غم سے آنے لگا مجھ کو ہول

لیکن خدا کا فضل چاہیے اِنَّ اللہَ تعالیٰ اب اپنے یار سے نیکی اگرچہ ہر ایک

شب تو میرے پاس رخصت لینے آتی ہی اور میری باتیں سُکر اپنی

شب اُمید گنوا تی ہی ہر عقلمندوں نے کہا ہی جو کوئی سوچ کر کام کرتا ہی۔

وہ ہرگز پشیمانی نہیں اُٹھاتا۔ بلکہ ہمیشہ خوش رہتا ہی جس طرح سے کہ

اُس دیوان کی جو روئے سوچ کر جو حرکت کی تو کچھ مذامت نہ کھینچی۔

گرتی تھی۔ بارے آج خدا کے فضل سے میاں صاحب جیتے جاگتے جو آئے ہیں تو گھر
 نہیں گئے اور مجھ سے بی بی صاحبہ حرمت کو بھلا کر غیر بد بختوں کے ساتھ
 عیش کیا چاہتے ہیں! آج میں یہ خبر سن کر خود آئی ہوں! تم سب خدا ترس
 ہو انصاف کرو۔

آخر اُس سداگر کو ہر ایک شخص نے سمجھا بھلا کر اُس کی بی بی
 سے ملا دیا اور یہہ کوئی نہ سمجھا کہ وہ آپ ہی خرچی آئی تھی! کہوں دیکھا اُس
 عورت نے اپنی زباں آوری کے سبب حرمت کی حرمت رکھی۔ خاوند کو
 اپنے گھر میں لائی، جب توتے نے یہہ داستان تمام کی خجستہ سے کہا کہ اٹھ
 دو! اپنے معشوق کے پاس جا دیر مت کر خجستہ نے یہہ سنتے ہی چاہا کہ جا دے صبر
 ہوئی مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُس روز بھی اُس کا موقوف ہوا تب یہہ بیٹ
 پڑھا اور منہ دھانپ کر رونے لگی

کس طرح میسر ہو شب وصلِ دل آرام

ہر صبح ہی در پی یہہ میری گردشِ ایام

میں قصہ یہہ ہی کہ ایک گھوار کی چورونے کسی غیر مرد سے دوستی کی

جب سورج چھپا اور تارے نکلے۔ خجستہ نے اختیار زار و نزار روئی ہوئی توتے
 کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اہی محرم راز! آج بھر کچھہ اُس

ہی وہ برہنہ لوت ہی گئی کہ یہہ کوئی زور ہی سوڈا گری کہ ایک عورت کی
 خاطر تیس اشرفی کہوتا ہی ! آخر وہ برہنہ لالچ میں آہی گئی اور کسی کو تلاش
 کرنے لگی غرض بہت سا ادھر ادھر دھوند دھاند کر حیران ہوئی جب کہیں کوئی
 رندی اتھہ نہ لگی تب اتفاقاً وہ کشتی اسی تاجر کے گھر گئی اور اُس کی بی بی
 سے کہنے لگی کہ آج کسی ملک سے ایک برا سوڈا گر مالدار آیا ہی اور
 خوبصورت بھی ہی ! اُس نے ایک رندی بلوائی ہی اگر تیرا جی چاہے
 تو ہی چل۔ صبح کو تیس اشرفی لیکر اپنے گھر آ

غرض وہ اس دلالہ کے ساتھ ہوئی اور اُس سوڈا گر کے پاس گئی جو نہیں اپنے
 خاوند کی صورت دیکھی۔ وہ نہیں پہچان گئی اور جی میں کہنے لگی کہ واہ واہ جی
 یہہ تو میرا ہی خاوند ہے۔ اب میں کہا کروں ! ندان غل کر اُٹھی اور کہنے لگی
 کہ اہی ! مسائے کے لوگو ! دُور اور میرا انصاف کرو چہہ برس سے میرا خاوند
 سوڈا گری کو گیا تھا۔ میں دن رات اس کی راہ نکلتی تھی۔ اب جو یہاں آیا
 تو اس حویلی میں اُترا اور میرے پاس نہ گیا۔ آج میں اس کے آنے کی خبر
 سن کر آپ ہی آئی ہوں اگر تم میری داد کو پہنچو تو بہتر۔ نہیں تو قاضی کے پاس
 ناش کرونگی اور اسے چھوڑ دوں گی ! آخر مسائے کے لوگ جمع ہوئے تب اُس نے
 اُن سے کہا کہ میں اسی کی جوڑو ہوں اور یہہ میرا خاوند ہی۔ مجھے یہہ اکیلا
 اس شہر میں چھوڑ کر سفر کو گیا تھا ! میں اسی کے غم میں آتھوں بہرہ را

ہوگا کہ میں اپنے معشوق سے ملاقات کرونگی اگر آج کی شب رخصت کرے تو تو
میں جاؤں اور نہیں تو صبر کر کے اپنے گھر بیٹھ رہوں تو تا کہینے لگا اسی کد بانو!
تو ہر رات میرے پاس آتی ہی اور باتیں میری سنتی ہی اجانے کے وقت
صبح ہو جاتی ہی اور رات کو آخر کر دیتی ہی! چاہتا ہوں کہ آج کی رات جلد جاوے
تو ایک قصہ چھوٹا سا سنا دوں کہ جس کے باعث تیری بات رہے اور
تو کسی آفت میں نہ پڑے! یہ یاد رکھنا اگر تو کہیں جاوے اور خاوند تیرا وہاں
تجھے نظر آوے تو تو بھی اُس سو داگر کی جو رو کی طرح شور و غل کرنا
کہ وہ پشیمان ہووے اور تیری بات رہے! خجستہ نے اچھا اُس کی داستان
کہہ دیا ہے بیان کرے:

تو تا بولا کہ کسی شہر میں ایک سو داگر نہایت مالدار تھا اور اُس کی جو رو
بہت خوب صورت تھی! وہ تاجر کسی ملک میں واسطے تجارت کے گیا اور پیچھے
اُس کی جو رو نے بدکاری یہاں تک اختیار کی کہ ہر ایک شخص کی مجلس میں
شب کو جاتی تمام رات عیش و عشرت اور گانے بجانے ہی میں گواشتی! بعد کئی
مہینے کے اُس کا شوہر مال و اسباب بہت مالا لیکر اپنے شہر آیا اور کسی
حوالی میں اُترا۔ بعد پھر رات کے ایک دلالہ کو بلاوا کر کہنے لگا کہ میں آج اپنے گھر نہیں
جاسکتا اگر تو کہیں سے ایک عورت خوب صورت لے آویگی تو میں تجھے
بہت خوش کروں گا اور دس اشرفی تجھے دوں گا اور بیس اُسے! یہ سنتے

کرے اگامروشاہ نے جانا کہ شاید کہ یہہ طوطی سچ کہتی ہے۔ اس اعتبار پر
اُسے قفس سے آزاد کیا طوطی نے اپنے جنگل کا رستہ لیا اور پھر ادھر منہ نہ کیا
تو نے یہہ نقل تمام کر کے کہا کہ اہی خُجستہ! میں بھی اسی بات سے درنا ہوں
کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ معشوق تیرا اُسی طوطی کی طرح تجھ سے دغا بازی
کرے۔ خدا کے واسطے جلدی جا اور اپنے پہارے سے ملاقات کر اور تو جب تک
اُس کی آزمائش نہ کرے اعتماد نہ کرنا کدبانو نے یہہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے
اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ بولا۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا
تب یہہ فرد پر ہی اور رونے لگی

آج مہر و سے اپنے تیش ملیں

گر نہ کرنا فلک یہہ بے مہری

تھوین داستان یہہ ہی کہ ایک سو داگر کی جو رونے اپنے خاوند سے کہو کیا اور اپنی بات رکھی
جب شمس نہاں ہوا اور فتمہ عیاں تب خُجستہ روئی ہوئی اور سرد آہیں
بھرتی ہوئی رخصت لینے تو نے پاس گئی اور تو نے اُسے متفکر دیکھ کر
پوچھا اہی کدبانو! آج کہوں اس قدر حیران ہی خبر تو ہی؟ بی بی! اتنا
غم نہ کھا اور اتنی اذیت نہ اٹھا۔ خدا آسان کریگا خُجستہ کہنے لگی اہی
محرم راز! میں ہمیشہ تیرے پاس آتی ہوں اور احوال اپنی بے فراری کا سناتی
ہوں اُدھ کوں وقت ہوگا کہ جس وقت تو مجھے رخصت کریگا اور وہ کون وقت

اور مرض سخت رکھتا ہی تو اُس کو اچھا کر سکنی ہی؟ طوطی بولتی
 اہی صیاد! یہ کون سا برا کام ہے۔ میں ایسی طبیبہ ہوں کہ وہ ہزار مریض
 جن کو ارسطو اور لقمان جواب دیں ان کو اچھا کروں۔ تو مجھے اپنے بادشاہ کے پاس
 لے چل اور میری طبابت کی اُس سے تعریف کر۔ پھر جتنے کو چاہنا اُتنے کو اُس
 کے اتمہ مجھے بھیج آنا

غرض وہ صیاد اُس طوطی کو پہنچنے میں کر کے اپنے بادشاہ کے پاس لے گیا
 اور کہنے لگا کہ خداوند! یہ طوطی نہایت عقلمند ہی اور طبابت میں بہت
 دستگاہ رکھتی ہی اگر حکم ہو تو حضور پر نور میں حاضر رہے اسکا مردشاہ نے
 کہا کہ بھائی! میں بھی ایسی فکر میں تھا۔ مجھے بھی ایک طبیب دانا درکار
 ہی اور بھی آرزو رکھتا ہوں کہ کوئی ایسا آوے کہ میرے مرض کو دور کرے
 بہتر ہی یہ میرے پاس رہے تو اُس کی قیمت کہہ اُس نے دس ہزار
 اشرفی اُس کی قیمت کہہ اور بادشاہ نے وہی دلوادی۔ وہ صیاد اُسے لے کر
 اپنے گھر گیا۔ وہ طوطی بادشاہ کی دوا کرنے لگی۔ بارے دو چار دن میں آدھا مرض اُس
 کا اُس کی دوا سے دور ہوا تب طوطی نے کہا اہی بادشاہ! خدا کے فضل سے
 اوٹ میری تدبیر و دوا سے اب تجھ کو آدھی صحت ہوئی ہی اگر مجھ پر رحم کرے
 اور اس پہنچنے سے مخالصہ جتنے تو بیش بھی قتل کرتی ہوں کہ ایک ایسی
 چیز صحرا سے لاکر کھلاؤں کہ بعد دو چار ہی دن کے تو چٹکا ہو اور غسل صحت

تو کہا کہ سنئے لگا کہ کسی وقت میں کسی ایک صیاد نے طوطی کے آشیانے کے نزدیک جال
 بچھا دیا اور اُسے بچوں سمیت گرفتار کیا۔ اُس وقت اُس طوطی نے اپنے
 بچوں سے کہا کہ باہر! اس وقت یہی مصاحت ہی کہ تم اس جگہ سے مروے کی
 صورت ہو کر پڑ رہو اگر تم کو یہ چہرہ چہرہ مار مردہ جانیگا تو چھوڑ دینا۔ میں تنہا
 جو بکری گئی تو کچھ مضائقہ نہیں اگر میں جیسی رہوں گی تو کسی نہ کسی حکمت
 سے اپنے تئیں تمہارے پاس پہنچاؤں گی اُن بچوں نے اُسی کے کہنے کے بہ موجب
 کیا۔ ہر ایک اپنا اپنا دم چرا کر گرا اور اُس صیاد نے معلوم کیا کہ شاید یہ مر گئے ہیں۔
 اِن کو اس دام سے رہا کیجئے

یہ کہہ کر جو نہیں اُن کو اُس دام سے نکالا وہ نہیں وہ ہر ایک اڑ گیا اور ایک
 درخت کی شاخ پر جا بیٹھا تب وہ چہرہ مار اُس طوطی پر غصہ ہوا اور چلا
 کہ اُس کو زمین پر دے تاکہ کہ اتنے میں اُس طوطی نے کہا اسی صیاد!
 خبردار مجھ کو مت مار اگر میں جیسی رہوں گی تو یہاں تک تجھے زر نقد دلوں گی
 کہ پھر تا عمر اپنی تو کسی چیز کا محتاج نہ ہوگا اور جب تک جتنا رہیگا تب تک کسی
 کام کا اندیشہ نہ کر لگا کہوں کہ میں نہایت عقلمند و طیب ہوں۔ ایسا طبات
 کا کام جانتی ہوں کہ جیسا چاہیے

اس سخن سے صیاد خوش ہوا اور اُس کے مارنے سے باز رہا اور کہنے
 لگا اسی طوطی! ہمارے ملک کا بادشاہ کا مرد شاہ ایک مدت سے بیمار ہی

اپنا سر دیوے! یہ کہہ کر اپنی بیٹی کو بلایا اور رے رایان کے حوالے کر کے کہا کہ
 مہاراج! یہ تمہاری لوندی ہی اس کو جسے چاہئے اسے دیجیئے! تو نے یہ
 کہانی کہہ کر خجستہ سے کہا کہ اسی کدبانو! میں بھی اپنا سر تیرے کام پر کٹواؤنگا
 اور مطالبِ دلی تیرے بر لاؤنگا اُس میں ہرگز دریغ نہ کرونگا۔ بہرہی کہ اب جلدی
 اپنے معشوق کے پاس جا اور حظِ زندگانی کا اٹھا! خجستہ نے یہ سُننے ہی چاہا کہ
 جاوے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی! جانا اُس کا اُس روز بھی
 موقوف ہوا تب یہ فرد پر بھی اور رونے لگی

ای سحر تیری دشمنی سچ کہہ

وصل کی شب کبھی دکھا دیگی

ساتویں نقل ایک چرتی مار اور ایک طوطی اور اُس کے بچوں کی یہ بھی

جب آفتاب چہا اور ماہتاب نکلا تب خجستہ درو عشق کے مارے روتی ہوئی توتے
 کے پاس رخصت لینے گئی اور اُسے متفکر دیکھ کر کہنے لگی کہ اسی عقلمند!
 آج کہوں غمگین!؟ تو بتاؤ کہ اسی کدبانو! مجھ کو تیری فکر نے نہایت
 حیران کیا ہے اور اسی اندیشے نے میرا دانا پانی چھرا دیا ہے! میں اسی
 سوج میں آتھوں پھر پرا رہتا ہوں کہ کہوں کر دریافت کروں کہ وہ معشوق تیرا
 مجھ سے وفادار ہے کہ یا کلمہ زو شاہ بادشاہ کی طوطی کی طرح بے وفائی کر کے دغا دے گا
 خجستہ نے پوچھا کہ وہ نقل کہوں کر ہے! بیان کر؟

کے اور کوئی نہیں! پھر اپنے جی میں سوچ کر اُس درویش سے یہ کہا کہ
 اسی فقیر! راجہ کی بیٹی اتنی نہیں جو ایسے ماتھی کے بدلے ماتھے آوے۔ اگر اُسے
 لینا منظور ہے تو ابھی جا۔ رائے رایاں کا سِرِ کات لا اور یہ لڑکی راجہ کی اپنے
 ساتھ جہاں چاہے وہاں لیجا، غرض وہ فقیر پھر رائے رایاں کے پاس جا کر
 کہنے لگا کہ اسی حاتم بابا! اب تیرے سِر کے بدلے میرے دل الکی آرزو بستی
 ہی اگر تو سِر اپنا دیوگا تو یہ فقیر مدعا اپنا دلخواہ پاویگا! رائے رایاں نے کہا
 اسی فقیر! تو اپنی خاطر جمع رکھ یہ سِر مبرا گوشتیاں نے اسی واسطے پیدا
 لیا اسی کہ کسی کے کام آوے۔ میں ایک مدت سے اس سِر کو ہتھیلی پر دھرے
 ہوں کہ جو کوئی مانگے اُسے دوں! اب جو تو نے طالب کیا ہے۔ یہ حاضر ہی
 اور میں بھی موجود ہوں میرے گلے میں رستی باندھ کر اُس راجہ کے پاس لے چل
 اور اُس سے کہہ کہ وہ سِر جو تم نے مانگا تھا۔ اُس سِر کو اُمعہ تن لایا ہوں
 اگر اُس نے قبول کیا تو میرے تن سے کات لینا اور اگر اُس نے کچھ اور مانگا
 تو وہ بھی حاضر کروں گا

آخر وہ درویش رائے رایاں کی گردن میں رستی باندھ کر راجہ کے پاس لے گیا
 اُس راجہ نے جب جو اس مردی اُس مرد کی دیکھی اپنی جگہ سے اٹھ کر
 اُس کے پانوں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ سچ ہی سوائے تیرے اب اس دُیا
 میں ایسا سخی جو ان مرد کوئی نہیں اور نہ ہوگا جو ایک ادنیٰ فقیر کے واسطے

اور اُس فقیر کو جا کر سزا دیوے دیوان نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ
 حاکم کو یہ لازم نہیں کہ غریب فقیر کو گالی دے یا ایذا پہنچا دے۔ اُس کو
 اُس حکمت سے اس شہر سے نکالو گا کہ مارا جاوے اور آپ پر بد نامی
 نہ آوے۔ بعد اُس کے دیوان نے فقیر کو بلوا کر کہا کہ اسی فقیر! اگر ایک
 ہاتھی زر سے لدا ہوا لاوے تو یقین ہے کہ اپنی معشوقہ کو پاوے اور ویش
 اس بات لے سکتے ہی خوش ہو کر زر کی فکر کرنے لگا تب کسی شخص
 نے اُس فقیر کو کہا کہ اے گدا! اگر تو اپنے تئیں رائے رایاں کے پاس
 پہنچاؤ گا تو موافق اپنے مدعا کے جو چاہیگا سو پاؤ گا اُسی وقت وہ فقیر رائے رایاں
 کے پاس گیا اور اُس نے سوال کیا کہ رائے بابا کی خیر ایک ہاتھی اشرفیوں
 سے لدا ہوا یہ فقیر پاوے

صدا درویش کی جو تہین رائے رایاں نے سنی وہ تہین ایک پیل زر سے
 لدا ہوا اُس کو دیا فقیر اُس ہاتھی کو لے کر آئے راجہ کے پاس آیا اور کہنے
 لگا کہ اسی مہاراج! یہ پیل زر سے لدا ہوا مجھ سے لیجئے اور اپنی بیٹی کا
 مجھ سے بیاہ کر دیجئے جب راجہ نے اپنے دیوان سے کہا کہ حکمت تیری کچھ
 کام نہ آئی۔ وہ زر سے لدا ہوا ہاتھی لے ہی آیا اب کہا کیسے تب اُس نے عرض
 کی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقیر رائے رایاں کے پاس جا کر یہ ہاتھی
 جمعہ زر مانگ لایا ہے کہونکہ اب اس زمانے میں ایسا سخی سوائے اُس

اگر ہر بن مو ہو میری زبان

نہ ہو مہر بانی کا تیری بیباں

تو تا کہنے لگا کہ اسی خجستہ! یہ کہہ کہا کہنی ہی؟ میں تیرے شوہر کے زرخیز ہندوں

میں ہوں کام تیرا موافق اپنی علامی کے کب کر سکتا ہوں جو اس قدر لطف

کرنی ہی بلکہ میں آپ ہی خجالت کہہ بیچتا ہوں لیکن جو کہوں اٹھاؤنگا اور

قریب ہی کہ تیرے بار سے مجھے ملاؤنگا

جی تلک اپنا اب گواؤنگا ہر شجھے بار سے ملاؤنگا

اور رے ریاں کی مانند کہ احوال اُس کا تو نے سنا ہی ہوگا تیرے کام

کی میں بھی سہی کرونگا خجستہ نے پوچھا کہ اُس کا احوال کہو مگر ہے بیان کرو؟

تو تا کہنے لگا کہ قنوج کے راجہ کی ایک بیٹی نہایت صاحب جمال تھی اتفاقاً ایک

فقیر اُس پر عاشق ہوا اور اُس کے عشق میں دیوانہ بنے ہوش ہو گیا جب

ہوش میں آتا تب اپنے دل سے کہتا کہ یہ کہہ دیوان بن ہی - ادنیٰ کو اعلیٰ

سے کہا نسبت - تو بیچارا درویش فقیر اور وہ راجہ - اُس کی بیٹی کب تیرے

اتھ لگے لیکن بے قراری کے سبب بعد کئی دن کے یہم پیشام راجہ کے پاس

بھیجا کہ اپنی بیٹی کا بہاؤ میرے ساتھ کر دے کہ میں اُس کو چاہتا ہوں میری

گدائی پر اور اپنی بادشاہی پر نظر مت کر

راجہ یہم پیشام فقیر کا سنا کر غضب ہوا اور بولا ارے! کوئی ہی جلد ادھر آوے

اُس عورت سمیت گئے اور سب احوال اپنا یہ خوبی اُس سے اظہار کر کے
 کہا کہ اسی درخت! سچ کہہ کہ یہ عورت ہم سب میں سے کس کا حق ہے؟
 اتنے میں ہیبت اُس درخت کا بھٹ گیا اور وہ عورت دوڑ کر اُس میں سما
 گئی تب اُس درخت سے آواز نکلی کہ تم نے بھی سنا ہو گا کہ ہر ایک چیز
 اپنی اصل پر جاتی ہے اچلو ہوا کھانو اور تھندے تھندے اپنے اپنے گھر کی
 راہ لو، آخر وہ ساتوں شرمندہ ہو کر اپنے گھر گئے تو تھے نے یہ قصہ تمام کر
 کے کہا کہ اسی کدبانو! اگر تیرا شوہر آوے اور تجھے قید کر رکھے تو تو بھی اپنے معشوق
 سے شرمندہ ہوگی ایہ ستر ہی کہ اب شتابی سے جاؤ اور اپنے جانی کو گلے لگاؤ
 جس نے یہہ سنتے ہی جو جانے کا ارادہ کیا کہ صبح ہو گئی اور مرغ نے بانگ دی
 جانا اُس کا اُس روز بھی یونہی رہا تب یہہ شہر پرہا اور زار زار رونے لگی
 صبح سے پہلے جی نکل نہ گیا حیف ہو دل سے یہہ خلل نہ گیا
 چھتھی کہانی قنوج کے راجا کی اور اُس کی بیٹی کی اور اُس بڑا ایک فقیر کے عاشق ہونے کی
 جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب جس نے کہنے بدل گہنا پہن نہایت بن تھن
 کر توتے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اسی توتے! میں تجھ سے
 شرمندہ ہوتی ہوں کہ ہر ایک شب رخصت لینے آتی ہوں اور تجھے
 تکلیف دیتی ہوں اور تو میری خاطر سے اپنا خواب و آرام کھوتا ہے اُس
 تیرے احسان سے گردن اپنی اٹھا نہیں سکتی اور اُس کا بیان نہہن کر سکتی

اور مجھ سے جدا کیا ہی ! آخر اُن چاروں کو وہ غیر شخص کو تو ال کے پاس لے گیا
 کو تو ال بھی اُس کو دیکھ کر مبتلا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ میرے بھائی کی بی بی
 ہی وہ اس کو اپنے ساتھ لے کر سفر کو گیا تھا شاید تم نے اُسے مار دالا اور
 اس کو لے بھاگے ہو

آخر وہ کو تو ال اُن سب کو قاضی پاس لے گیا اور قاضی بھی اُس پر آشفتم
 ہو کر کہنے لگا کہ تم کون ہو یہ میری باندی ہی میں اس کو مدت سے تلاش
 کرتا تھا۔ بہت سا اسباب و زیور و نقد لے کر بھاگی تھی۔ بارے آج تمہارے
 باعث سے ملی۔ اب وہ اسباب کہاں ہے، اُس کو بھی بتلاؤ

غرض اُس قصے نے یہاں تک طول لے چکا کہ سب زن و مرد اُس شہر کے
 جمع ہوئے اور تماشا دیکھنے لگے تب اُن تماشاچیوں میں سے ایک پیر مرد
 نے کہا کہ یہ قصہ تمہارا یہاں قیامت تک کسی سے فیصل نہ ہوگا اتم سب اُس
 شہر کو جاؤ کہ وہ یہاں سے کسی دن کی راہ ہے اور وہاں ایک درخت
 بہت بڑا پرانا کھڑا ہے۔ نام اُس درخت کا شجرۃ الحکم کہتے ہیں جس کا
 مقدمہ فیصل نہیں ہوتا وہ اُس درخت کے پاس جاتا ہے اُس درخت
 سے ایک ایسی آواز نکلتی ہے کہ جھوٹا سچا معلوم ہو جاتا ہے اور
 اپنا مذمہ خوب ہی پاتا ہے

آخر وہ ساتوں شخص اس بات کے سننے ہی اُس درخت کے پاس

دُعا سے جان دار کروں تاکہ بے بھی یاد کمریں کہ عبادت کرنے والے ایسے
 ہوئے ہیں آخر وہ زاہد بعد نماز کے جنابِ کریم میں بے اختیار رو کر دعائیں
 مانگنے لگا کہ اسی خالقِ زمین و آسمان کے واسطے اپنی خداوندی کے اس تصویر
 چوٹی میں جان دے اور گویا کہ میں بھی آبرو اپنے یاروں میں پاؤں بارے یہہ
 انتخاب اس کی جنابِ الہی میں قبول ہوئی

اسی گھری اس ستی میں جان پری اور آدمیوں کی طرح سے باتیں کرنے لگی
 جب رات آخر ہوئی اور آفتاب نکلا۔ اس پتلی کو دیکھ کر وہ چاروں عاشق ہوئے
 اور ایک سے ایک قضیہ کرنے لگا۔ تجار نے کہا کہ میں اس کا مالک ہوں کہونکہ
 اس کا تھمہ کو میں نے آدمی کی صورت تراش کر بنایا ہی میں لونگا خیاط
 بولا کہ میں اس کا وارث ہوں کس واسطے کہ میں نے اس ننگی کو حرمت
 دی اور کپڑے پہنائے سنار نے کہا کہ یہہ دلہن میرا حق ہی کہونکہ میں نے اسے
 ایسا گہنا گرہ کر پہنایا کہ سنی سنی اور زاہد نے کہا کہ یہہ وہی کا تھمہ کی پتلی
 ہی میری دعا سے حق تعالیٰ نے اسے جان دی سوائے میرے اور کس کا تھمہ
 ہی جو اس پر آکھہ ڈال سکے میں لونگا

غرض یہہ قضیہ برہا اور ایک شخص غیر اس جگہ آگیا اُن چاروں نے اُس
 سے انصاف چاہا کیا - وہ بھی اُس صورت کو دیکھتے ہی عاشق ہوا اور کہنے
 لگا کہ یہہ میری بیہتا ہی تم سب اسے فریب دیکر میرے گھر سے نکال لئے ہو

سی سما کر تھیک تھاک پنھاؤں کہ اس کا دونا حسن نکلی آخر اُس نے
 بھی اپنی کاری گری سے اُسی ایک پہر میں ایک جوڑا نہایت عمدہ دلیہنوں
 کا بنایا اور اُس پتلی کو پہنا سُنار کو چونکا کر آپ سو رہا تب وہ زرگر
 اپنے جاگنے کا کچھ سبب وہوند نے لگا کہ اتنے میں وہ پتلی دور سے کہنے پہننے
 ہوئے دیکھ لائی وہی تب اپنے دل میں کہنے لگا کہ اُن دونوں نے اپنا اپنا کسب
 دکھلایا پس مجھ کو بھی لازم ہی کہ میں اپنا ہنر ظاہر کروں اور اس
 پتلی کو ایک نئی گرفت کے کہنے سے آراستہ کروں تاکہ وہ بھی معلوم کریں
 کہ یہ ایشا ہی

یہ بات اپنے دل

میں تھہرا کر ایشا کہنا گرہ کے اُسے پہنایا کہ وہ پتلی اور بھی خوب ضرورت ہو
 گئی اغلب ہی کہ اس ساخت کا زیور آج تک کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ پھر اُس
 پتلی کا یہ عالم ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ایک جی ہی ڈالنا باقی رہ گیا۔ تھاکہ
 اُس زرگر نے زاہد کو اُٹھا دیا اور آپ سو رہا۔ زاہد اُٹھتے ہی وضو کر کے
 عبادتِ الہی میں مشغول ہوا بعد ایک گھری کے کہا دیکھتا ہی کہ ایک عورت
 حسین سامنے کھڑی ہی پر وہ نہ ہلٹی ہی نہ دلتی تب اُس نے معلوم
 کیا کہ یہ انہیں تینوں کی کارستانیاں ہیں اب مجھے بھی اپنا کمال دکھلانا پڑا
 میں بھی خدا کے فضل و کرم سے ایشا کمال ظاہر کروں کہ اس پہچان کو

اُس بات سے آتھوں پہر درتا رہنا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرا شوہر
آجاوے تو پہر تیرا بھی احوال اُنہیں چاروں شخصوں کی طرح سے ہو
خجستہ نے پوچھا اُن چاروں کا قصہ کیوں کر ہی؟ بیان کر

تو تا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک برہی اور سُنار اور درزی اور زاہد
چاروں آپس میں ملکر کسی شہر میں کچھ کمانے کو چلے اتفاقاً ایک دن سوائے
منزل کے کسی جنگل میں شام کے ہونے سے رہ گئے اور آپس میں کہنے لگے
کہ آج کی شب اس جنگل میں رہیے اور پاس بانی کیجیے کہ اس بیابان میں
ہر ایک چیز کا خطرہ ہے ۱ بہتر یہ ہے کہ ہم چاروں ایک ایک پہر جاگیں
اور چوکی دیں۔ خدا کے فضل سے صبح کے وقت اپنی منزل مقصود کو بخیریت
پہنچیں ۱ یہ بات ہر ایک نے پسند کی اور پہلے پہر کی چوکی برہی کے
قرعے ہوئی اور وہ سب سو رہے ۱ بعد ایک گھنٹی کے اُس سنجار نے اپنے جاگنے
کے واسطے ایک بسولالے کر کسی درخت کی دالی موٹی سی کاٹی اور اُس کی
ایک پتلی نہایت حسین اپنی کاری گری سے بنا کر تیار کی

بعد پہر کے اُس درزی کو چونکا کر آپ سو رہا اور وہ درزی بھی اپنی بیداری
کی خاطر کچھ سوچنے لگا کہ جس کے سبب سے پہر بھر جاگے ۱ اتنے میں
سامنے سے وہ پتلی نظر آئی تب اپنے جی میں کہنے لگا کہ سنجار نے اپنا ہنر
دکھلانے کو یہ صورت چوٹی بنائی ہے پس میں بھی اسے ایسے کہہ رہے

کیسی رہی تب وہ امیر زادہ شرمندہ ہوا اور عذر خواہی کرنے لگا
 جس وقت توتے نے یہہ داستان تمام کی۔ اُس وقت کہا کہ امی خجستہ!
 اب جلد جا اور اپنے معشوق سے مل ا مبادا اس عرصے میں کہیں شوہر تیرا
 آجائے تو تو حق ناحق وعدہ شکن اور جھوٹی اپنی دوست کے آگے ہونویگی
 اور شرمندگی کھینچگی جس طرح سے اُس امیر زادے نے اُس لکری
 کی جوڑو سے حجالت کھینچیں ا کہ بانو نے یہہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے تئیں اُس
 کے پاس پہنچا دے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے آواز دی ا جانا اُس کا
 اُس روز بھی موقوف رہا تب یہہ شجر ہر ہنے لگی

گردش ہے آسمان کی نزدیک ہی ہے کچھ

تجھ سے ہمیں ملنا ایک دور ہی تو یہہ ہی

بانجواں قصہ یہہ ہی کہ ایک کاتھ کی پتلی کے واسطے نجار و سنار

و درزی و زاهد نے آپس میں ہر ایک سے ہر ایک نے قضیہ کیا اور شرمندہ ہوا

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا تب خجستہ رخصت لینے توتے کے پاس
 گئی اور کہنے لگی کہ امی توتے! تجھے اپنے پیدا کرنے والے کی قسم۔ مجھے آج
 کی شب جلد رخصت دے کہ میں اپنے جانی کے پاس جاؤں اور دل کھول
 کر اپنی جوانی کا مزا اٹھاؤں۔ توتا کہنے لگا کہ امی کہ بانو! میں تجھے ہر ایک
 شب رخصت کرتا ہوں تو آپ ہی دیر کرتی ہیں اور نہیں جاتی بلکہ میں

مرد بہ مو اپنے شوہر سے کہی : بعد دو دن کے وہ شکری اپنے آقا کو گھر لے گیا اور
 خیانت کی اور اُن دونوں باورچیوں کو اُس کوٹے سے نکال لوندیوں کے کپڑے
 پہنا کر کہا کہ ہمارے گھر مہمان آئے ہیں اگر آج تم کھانا اچھا مزیدار پکا اُن کے آگے بھجواؤ گے
 اور خدمت اُن کی بجالاؤ گے نوکل ہم تمہیں آزاد کر دیں گے

عرض دے دونوں ویٹھے ہی کپڑے پہن کر کھانا امیر زادے کے آگے ڈیگئے اکوٹے کے
 دُکھ سے اور خدائے ابد کے کھانے سے بسر کے بال اور موچھہ داڑھی کے جھڑ
 مڑے تھے اور مسہ کا رنگ تغیر ہو گیا تھا : امیر زادے نے فی الفور اُنہیں نہ
 پہنچانا اور شکری سے پوچھا کہ ان باندیوں نے ایسی کہا تقصیر کی ہے
 جو تم نے ان کا سیر منڈوایا اور اس احوال کو پہنچایا؟ تب اُس شکری نے
 کہا اُنہوں نے برا گناہ کیا ہے میں کہا عرض کروں : آپ ہی ان سے پوچھئے
 تھے آپ ہی اپنا بیان کریں گے : آخر اُس امیر زادے نے غور کر کے دیکھا تو اپنے
 باورچیوں کو پہنچانا اور اُنہوں نے بھی اپنے افا کو تب دے دونوں دور کر اُس
 کے پانوں پر گر پڑے اور بے اختیار رونے لگے اور اُس شکری کی جوڑو کی
 عصمت پر گواہی دی جب اُس شکری کی عورت نے پردے کے اندر سے
 کہا کہ اسی امیر زادے ! میں وہی رندی ہوں کہ جس کو تو نے جادوگر مقرر کیا تھا
 اور میرے خاوند کو احسن بنا کے ہنسا تھا اور میرے امتحان کے واسطے آدمی
 بھیجے تھے اب دیکھا تو نے کہ میں کیسی ہوں اور خدا کے فضل سے میری عصمت

بلا کر کہا کہ اس پر بیٹھو ! وہ خوشی کے مارے جوں ہیں اُس پر بیٹھا دوڑیں
 اُس کے اندر گر پڑا اور غل کرنے لگا تب اُس بی بی نے کہا کہ اسی شخص !
 سچ کہہ تو کوئن ہی اور کیس کا بھینجا ہے اور کہاں سے آیا ہے ؟ اگر سچ
 کہیگا تو جیتا چھوڑو رنگی اور نہیں تو اسی کوئے میں تیری جان مارو رنگی تب اُس
 نے بہ ناچاری تمام احوال اپنا اور اُس امیر زادے کا اور اُس کے خاوند کا مفصل
 بیان کیا پر اس حادثے سے نکل نہ سکا

اُسی چاہ میں ایک مدت بند رہا اُس امیر زادے نے اُس کے نہ بھر آنے کے
 باعث سے دوسرے باورچی سے کہا کہ تو بھی یہاں سے بہت سا
 مال تجارت کا اُس شہر میں بھینجا اور اُس عورت سے دوستی کر کے جلد
 پھر آ لیکن ایسا نہ کرنا کہ تو بھی اُسی کی طرح سے وہیں کا ہو رہے
 آخر وہ بھی اُس بلک میں گیا اور ایک دلالہ کو اپنے ساتھ لے کر اُس کے گھر
 آیا اور اُس کی طرح سے وہ بھی اُسی چاہ میں قید ہوا تب اُس امیر زادے
 نے جانا کہ شاید کچھ اُس پر آفت پڑی جو اب تلک ایدھر نہ آیا تب آپ ہی
 ناچار ہو کر ایک روز شکار کا بہانہ کر کے اُس بلک کو چلا اور معہ شکر وہ لشکری
 بھی اُس کے ساتھ ہوا ! بعد کئی دن کے اُس شہر کے قریب پہنچ کر
 کسی باغ میں اترا اور وہ لشکری اپنے گھر گیا اور وہ کلدستہ تازہ بہ تازہ اپنی
 بی بی کے آگے رکھ دیا تب اُس عورت نے سب واردات اپنی گزری ہوئی

سے بنے ہاں کر جلد پہر آ اور اس کیفیت سے آگاہ کر۔ دیکھیں تو یہہ
گلدستہ کٹھناتا ہے یا نہیں۔ بھلا یہہ بھی معلوم ہو

وہ باورچی اپنے آقا کے حکم کے بہ موجب اُس کے شہر گیا اور ایک عورت
دلالہ کو اُس کے پاس کچھ کچھ سمجھا بچھا کر بھیجا وہ پیر زال اُس
عورت کے گھر گئی اور جو کچھ کہ اُس نے کہا تھا سب کہا بلکہ اپنی طرف
سے بھی بہت سا کچھ دیکھن اُس نے سُنکر کچھ جواب اُس کتنی کو نہ دیا بس
اتنا کہا کہ اُس مرد کو میرے پاس لے آ میں دیکھوں کہ وہ میرے لائق ہی
یا نہیں۔ آخر اُس بُرہیا نے اُس شخص کو اُس عورت کے سامنے کر دیا تب اُس
نیک بخت نے اُس مرد کے کان میں جھک کر کہا کہ اچھا میں حاضر ہوں لیکن اس
وقت تو جا اور اُس رندی سے کہہ میں اُس عورت سے دوستی نہ کروں گا کہ
یہہ میرے لائق نہیں اور بعد پہر رات کے اکیلا بے دھڑک میرے گھر چلا آ۔ پھر جو
کچھ تو کہینکا میں قبول کرونگی پر اُس کو خبر متکر کہونکہ راز اس قوم
سے کہنا اچھا نہیں۔ غرض اُس مرد نے اس بات کو پسند کیا اور اُس کے
کہنے کے بہ موجب اُس دلالہ سے کہا کہ میں اس سے آشنائی نہ کروں گا کہونکہ
یہہ میرے قابل نہیں اور بعد آدھی رات کے اُس عورت کے دروازے پر آیا اور
دستک دی۔ اُس عورت نے اپنے گھر کے اندھے کوئے پر ایک چار پائی کچھ
سوت کی بنی ہوئی جھڑائی اور ایک چادر اُس پر کسوا کر اُس مرد کو

عورت نے موافق اپنے کہنے کے ایک گلدستہ اُسے دیکر رخصت کیا۔ آخر وہ کسی
 شہر میں پہنچا اور کسی امیر زادے کا نوکر ہوا۔ غرض اُس گلدستے کو بخوبی
 اپنے پاس آٹھوں پہر رکھتا اور دیکھا کرتا۔ اتنے میں موسم خزاں
 گلستان جہاں میں پہنچا اور ہر ایک گل و عنبر نے جہنم و ہر سے سفر کیا
 اور زمانے میں گل و پھول کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ سو اسی اُس گلدستے
 کے جو اُس شکاری کے پاس تھا تب امیر زادے نے اپنے مصاحبوں سے
 کہا اگر لاکھ روپے خرچ کیجئے تو آج ایک پھول میسر نہیں ہوتا اور کتنی
 بادشاہ وزیر کے بھی ہاتھ نہیں لگتا تعجب ہی کہ یہ بیچارہ غریب
 سپاہی ہمیشہ ایک گلدستہ تازہ بہ تازہ کہاں سے لاتا ہے۔ تب اُنہوں نے
 غرض کی کہ حضرت سلامت! ہم کو بھی یہی تعجب ہو۔ تب اُس امیر
 نے پوچھا کہ اسی شکاری! یہ گلدستہ کیسا ہے اور کہاں سے تیرے ہاتھ
 لگا ہے؟ اُس نے کہا کہ یہ مجھ کو میری بی بی نے اپنی حرمت کی نشانی
 دی ہے اور کہا ہے کہ جب تک یہ گلدستہ نہ تازہ رہے گا یقین جانیو کہ
 میری عصمت کا دامن گناہ سے نہیں بھرا۔ اس بات پر وہ امیر زادہ ہنسنا
 اور کہنے لگا کہ اسی شکاری! جو رو تیری جادوگر و مکارہ ہے اُس نے تجھے
 فریب دیا ہے اور اپنے دو باورچیوں میں سے ایک کو کہا کہ تو اُس
 شکاری کے شہر میں جا اور اُس کی بی بی سے جس طرح مکر و فریب

ہوئی کہ گویا ہمیشہ کسی آفتنا تھی
 غرض شہوت کے غلبے سے تو بدکاری میں مشغول ہوئے۔ بعد فراغت کے
 اُس عورت نے ایک تاکا اپنی جیب سے گروہ دار نکالا اور ایک گروہ اُس
 دہریے میں اور وی تب اُس مرد نے پوچھا کہ تم کو اپنے خدا کی قسم ایچ کہو کہ
 یہہ کینا تاکا ہی اور یہہ کینس گریہیں ہنیں اور یہہ کہوں گا نہ تھہ دی ہی مجھہ
 کو بھی اس احوال سے آگاہ کرو تب وہ بد ذات کہنے لگی کہ میرا شوہر جاو
 گرا۔ میری حفاظت کے واسطے نہ تھی بنا رہتا ہی اور مجھے اپنی پیٹھ پر
 چڑھائے جنگلوں جنگلوں پھرتا ہی۔ اُس کی اس خبر داری ہریش نے سنا ورو
 سے بدکاری کی اور یاد کاری کے واسطے ایک ایک گروہ دی آج تیری تو جہم
 سے ایک شو ایک ہو میں۔ یہ بات ملک شہنشاہ نے سنی
 جب وہ یہہ داستان تمام کہ چکی تب اُس کے مشہر نے کہا کہ اب میرے حق
 میں کہا فرمائی ہو جو کہو سو کروں تب اُس عورت نے کہا کہ یہہ مصلحت
 یہہ ہی کہ تم سفر کرو اور کسی کے نوکر ہو۔ میں ایک گلدستہ تروتازہ پہنوں
 گا دینتی ہوں جب تک وہ گلدستہ پر مودہ نہ ہو تب تک چائنا کہ میری بی بی
 اپنی حرمت و عصمت سے بیٹھی ہی اور خدا نہ خواستہ وہ میرا چائے تو
 معلوم کرنا کہ اُس سے کچھ فعل بد صادر ہوا یہہ بات اُس لشکری کو خوش
 آئی تب لاچار اُس سے جدا ہو کر کسی ملک کو واسطے روزگار کے چلا اور اُس

ارتقا گرویش۔ فنگی سے وہ شکریٰ محتاج ہوا تب اس کی جوڑو نے پوچھا کہ
 اسی صاحب ! تم نے کہوں اپنا کاروبار دنیا کا موقوف کیا؟ جو احوال یہاں تک
 پہنچا۔ اس نے کہا اسی ہی ہی ! مجھے میرا اعتبار نہیں۔ اس لیے یہ سب
 کام کاج تباہ کر کے یہاں تک خراب ہوا کہ اب نہ کہیں جا سکتا ہوں نہ کسی کی
 نوکری کر سکتا ہوں تب اس نے کہا اسی ! اس خیال فاسد کو اپنے جی سے
 دور کرو کہ عورت نیک بخت کو کوئی مرد فریفتہ نہیں کر سکتا اور بد بخت ہی ہی کو
 کوئی شوہر سنبھال نہیں سکتا اتم نے حکایت اس جوگی کی شاید نہیں
 سنی جو ہاتھی کی صورت میں کر اپنی جوڑو کو پیٹھ پر چڑھائے جنگل جنگل
 پہرا پھرتا تھا اور اس بے حیائے اسی کی پیٹھ پر ایک سو ایک مرد سے
 بدکاری کی تھی تب اس شکریٰ نے پوچھا کہ اس کی نقل کہوں کر ہے کہ آؤ؟
 بی بی کہنے لگی کہ ایک راہ گیر نے کسی ستان میں ایک پہل مست معم عماری
 دیکھا کہ چلا آتا ہے تب وہ اس کی دہشت سے ایک درخت بلند پر چڑھ گیا
 قضا کار وہ فیل اس درخت کے نیچے آیا اور اس عماری کو اپنی پیٹھ سے
 اس جگہ اُتار کر آپ چرائی کو گیا اور اس مرد نے دیکھا کہ اس عماری میں
 ایک عورت حسین و خوب صورت ہی اس واسطے اس درخت پر ہے
 اُترا اور اس کے پاس آکر باتیں اور مزاحیں کرنے لگا وہ بھی اس سے
 خوش ہو کر اپنے مطالب کی باتیں مانڈا انداز سے کرنے لگی اور اس سے وہ مختلط

میں تیل دال کنگھی کر آستین چڑھائے اختیار ایک بانک من سے اٹھی اور
 نوٹے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اسی نوٹے ! تو مجھے ہر ایک
 وقت باتوں میں لگا لبتا ہی اور یوں ہیں جھوٹے موٹے بھلا دیتا ہی ۔ مجھے
 کچھ میری خبر نہیں ہی کہ میں دردِ عشق سے مرتی ہوں ۔ اور حسبِ حال
 میرے یہ بہہ بند ہی

حشران ہوں کہا کرتا وعدہ اور پیام اس مجھ کے بیچ مرا کام ہی تمام
 گر زندگی خیر ہی میری تو صبح و شام موقوف کر بھی ہی مرا حاصل کلام
 طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی

قسم ہی خدا کی مجھے آج کی شب رخصت دے مجھے کہ میں جاؤں اور اُسے گلے لگاؤں !
 تو نا کہنے لگا کہ اسی خجستہ ! میں بھی اسی بات سے شرمندہ ہوں ۔ سبب
 چاک ہی اور دل جاتا ہی کہ تو ہر ایک شب میری باتیں سنا کرتی ہی ۔
 اپنے بار کے پاس نہیں جاتی خدا محوسہ اگر اس عرصے میں فیرا خاوند
 آجائیکا تو تو خواہ مخواہ اپنے معشوق سے خجالت کہنچگی جس طرح سے کہ
 اُس لشکری کی جو رو سے امیر زادہ شرمندہ ہوا خجستہ نے پوچھا کہ اُس
 کی داستان کہوں کر ہی بیان کرنا تو نا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک مرد
 لشکری جو رو نہایت خوبصورت رکھتا تھا اور اُس کی حرمت کی نگاہ بانی
 کہا کرتا ایک دم اُس کے پاس سے جدا نہ ہوتا

اب ادھر آؤں ان دونوں کو اٹھا کر اپنے گھر لیجا۔ ناحق کہوں شرارت کرتا ہی اور
اس غریب سبّار سے لڑتا ہی

تب تو وہ زر گر اُس سبّار کے پاؤں پر گر پڑا اور منت کرنے لگا کہ اے یار! اگر یہ
حکمت تو نے اپنا حصہ لینے کے واسطے کی ہی تو اپنا حصہ لے اور میرے لڑکے مجھے دے! اُس
نے کہا کہ اے سبّار! تو نے برا گناہ کیا ہی اور امانت میں خیانت کی ہی اگر اب
جھوٹا بولنا چھوڑ دے اور دغا بازی کی توبہ کرے تو شاید پھر تیرے بیٹے اپنی اصلی صورت
پر آویں! غرض اُس زر گر نے اُس کا حصہ دیا اور اپنے بیٹے اُس سے لیتے

تو تھے یہہ نقل تمام کر کے کہا کہ اے خجستہ! تو بھی اپنا زر نور اتار جا۔ شاید وہ بھی اُسی
طرح کا بے ایمان ہو اور اُس کا لالچ کرے تو پھر نہ گناہی رہیگا نہ دوستی ہی رہیگی
کدبانو نے یہہ سنتے ہی چاہا کہ گناہ اتارے اور اپنے معشوق کے پاس سدھارے کہ اتنے میں صبح
ہوئی اور مرغ نے بانک دی جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہوا تب یہہ بیٹ پرہہ کر
چھکی رہیگی

روٹے روٹے تمام رات گئی ہجر کی تیرے پر نہ بات گئی

چو تھی داستان یہہ ہی کہ ایک امیر زادے نے کسی لشکر کی جو روسے عزت و حرمت کا امتحان لیا اور

خجالت کھینچی

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا تب خجستہ نے ایک جوڑا دھاتی گلے میں ڈالا اور ہر ایک
جو اہر سے اپنے نہیں سوار اور مٹی کی دھڑی پانوں کا لکھوٹا ہونٹھوں پر جمبالوں

دو گھڑی کے اُس سُنا اور سُنا نہی کو غافل پا کر اُن دونوں لڑکوں کو چھپا رکھا اور اُن
خیرس کے بچوں کو چھوڑ کر غل مچانے لگا کہ ہی ہی! یہ لڑکے سُنا کے خیرس کے بچے کہیں کر
ہو گئے! یہ بات سُنتے ہی وہ سُنا باہر سے بے اختیار روتا ہوا آیا اور اُس کی کسمپاکر
کر کہنے لگا کہ اے! جھوٹہ کہوں بکتا ہی کہیں آدمی بھی جانور ہوئے ہیش

آخر یہ قضیہ قاضی کے روبرو گیا اور قاضی نے پوچھا کہ امی برہمنی! آدمی کے لڑکے خیرس
کے بچے کہیں کر ہوئے تب اُس نے کہا کہ پیر و مرشد! دو دونوں میرے سامنے آپس
میں کہاتے تھے اور کشتی لڑتے تھے۔ زمین پر گرتے ہی خیرس کے بچے ہو گئے! قاضی نے کہا
کہ یہ بات میں کس طرح سے سچ جانوں؟ تب سجاد کہنے لگا کہ خداوند! میں نے کتاب میں
لکھا دیکھا ہے کہ کسی وقت میں ایک گروہ انسان کا خدا کے غضب سے حیوان ہو گیا تھا
لیکن عقل اُس گروہ کی جوں کی توں رہی تھی اور الفت و محبت بھی ویسی ہی لازم
یہہ ہی کہ اس وقت دربار عام میں اُن بچوں کو سب امالی مولیٰ کے سامنے منگوا کر
اُس کے روبرو کیجئے اگر وہ اُس کے لڑکے ہو گئے تو اُس سے الفت کرینگے اور نہیں تو
جو جی چاہے گا سو مجھے کیجئے گا

یہہ بات اُس کی قاضی نے پسند کی اور اُن بچوں کو منگوا کر اُس زرگر کے آگے چھڑوا
دیا وہ اُس صورت کے سبب سے آشنا ہو رہے تھے۔ باوجود اُس بھڑکے بے اختیار دوڑ
کر اُسے چاہتے اور اُس کے پاؤں پر مٹہہ بننے لگے اور اُس کی بغلیوں میں سر دالنے
تب قاضی نے کہا کہ امی سُنا دغا باز! یہ دونوں تیرے لڑکے ہیش۔ مجھے یقین ہوا۔ بس

درخت کے نیچے اُن بُتوں کو تار کر اپنے اپنے گھر گئے۔ بعد آدھنی رات کے سناں اکیلا جا کر اُن بُتوں کو وہاں سے اُکھا کر اپنے گھر لے آیا اور صبح کو جا کر اُس سناں سے کہنے لگا کہ امی برہی بے ایمان جھوٹے دعا باز چوتے! میری آٹ نائی کا پاس نہ کیا اور ایسی قدیم دوستی میں خلل دالا کہ اُن بُتوں کو تو چرالایا اس بے ایمانی سے کہی برس جیگا اور کئی دن لُذر ان کر لگا کہ خوب اب زمانے میں دوستی کا بھی اعتبار نہ رہا!

وہ اُس کی باتیں سن کر دل میں حیران ہوا کہ یہ کہتا ہی! آخر لاچار ہو کر کہنے لگا کہ امی زر گر! جو کیا سو کیا اور جو ہوا سو ہوا جانے دے۔ میں جانتا ہوں خدا کے واسطے مجھ پر مت بہتان بلند نہ! از بسکہ وہ عقلمند تھا۔ اُس سے لے کر نا اور قضیہ کرنا مناسب نہ جانا چاہتا ہوں۔ بعد کئی دن کے ایک پتلا چوہی اُس برہی نے اُسی سناں کی صورت بنایا۔ وہی کپڑے اُسے پہنائے اور دو سچے خرس کے کہیں سے لایا اور اُس پتلی کی آستینیں اور دامن میں کچھ کچھ اُن بچوں کے کھانے کی چیزیں رکھ دیں جب اُن کو بھوکہ لگتی تو اُس بُت کے پاس جاتے اور جو اُس کی آستین سے یا دامن سے پائے سو کھاتے اور اپنے جی میں جانتے کہ ہمارا باپ یا ماں جو کچھ کہے سنا رہا ہے اور یہاں تک اُس پتلی سے آٹ نائی رکھتے تھے کہ ہر روز اُلفت سے اُس کے دامن پر آکر بیٹھتے تھے۔

جب خرس کے بچوں کو اُس صورت سے مہر و محبت ہوئی تب برہی نے سناں کی اور اُس کی عورتوں کی خیافت کی بلکہ ہمسائے کی عورتوں کو بھی بلایا چنانچہ سناں کی جو رو اپنے دولہا کوں کو ساتھ لے کر اُس کے گھر گئی اس سناں اپنی گھات میں لگ رہا تھا۔ بعد

کی دوستی جائیگی - زیور کا زیور - جس طرح سے کہ اس زر گر اور خجاری کی دوستی
میں خلل پڑا - زر ہی کے واسطے برسوں کا ساتھ چھوٹا

خجاستہ نے پوچھا کہ اُس کی نقل کہوں کر ہی؟ مفصل بیان کرنا تو تا کہنے لگا کہ کسی شہر میں
ایک برہمنی اور سار سے ایسی دوستی تھی کہ جو کوئی انہیں دیکھتا تھا سو یہی
کہتا تھا کہ یہ عاشق و مہشوق ہیں الہیہ نہیں ہیں تو ماحئے بھائی ہیں! اتفاقاً دونوں
بفر کو گئے - کسی شہر میں جا کر مفلس ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ اس شہر میں فلاں جگہ
مستخانہ ہی کہ اُس میں کئی بت سونے کے ہیں! یہاں سے برہمنوں کی صورت بن کر
چلے اور عبادت میں مشغول ہو گئے - کسی وقت فرصت پا کر دو چار بت چرائے اور مزے
سے اُن کو پیش کر گزارا کیجئے

یہ بات سنا کر وہ دونوں اُس مستخانے میں گئے اور عبادت کرنے لگے! وہاں کے برہمنوں
نے جو ان کی عبادت دیکھی تو سب شرمندہ ہوئے اور ہر روز ایک دو برہمن اُس مستخانے
سے جاتے اور پھر نہ آتے! اگر کوئی پوچھتا کہ تم نے کہوں اُس مستخانے کو چھوڑا؟ تو وہ
بھی کہتے کہ کئی دن سے دو برہمن ایسے دھرم مورت صاحب لاج پوجا کرنے والے آئے ہیں کہ
ایک دم بھگوان کے وہاں سے سر نہیں اٹھائے اور کسی سے آنکھ نہیں ملاتے - اس واسطے
ہم چلے آئے ہیں کہوں کہ اُن کے برابر ہم سیوا اور پیشانی نہیں کر سکتے

جب اُن دونوں کے سیوا اُس مستخانے میں اور کوئی نہ رہا تب انہوں نے شب کو فرصت
پاکر کئی بت سونے کے چرا کر اپنے گھر کا رستہ پکڑا اور وہ نزدیک شہر کے پہنچ کر کسی

یہ کہہ کر بادشاہ آرام کرنے گیا۔ باطِ عیش پر شور مچا۔ بعد دو چار گھنٹی کے صبح ہوئی۔
 بادشاہ تخت پر نکل بیٹھا اور پاس بان کو یاد کیا۔ پھر سب وزیروں امیروں اور اہل
 کاروں کو جمع کر کے یہ فرمایا کہ اہی حاضران ہائے تخت! میں نے اسے بہ خوشی تمام اپنا ولی
 عہد کیا اور مال و اسباب و خزانہ سب اپنی رضا مندی سے اسے دیا۔ اس نے اپنے
 توتے نے یہ کہانی تمام کی کہ اتنے میں صبح ہوئی اور آفتاب نکلا۔ جانا خجستہ کا موقوف رہا
 کہوں کہ تمام رات بادشاہ طبرستان اور اس پاس بان کی کہانی کے سنے سے حمار آلودہ
 ہو رہی تھی۔ جاتے ہی پلنگ پر شور مچا۔
 گئی نیند کی ماتی آخر کو الیت چہر کھست کے گونے میں سر منہ لپیٹ
 تیسری نقل یہ ہے کہ ایک برہمن اور سنار نے مل کر کہیں سے سونے کے بت چرائے اور ان کو کسی جگہ چھپا کر آپس

کی دوستی سے باز آئے

جب سرج چھپا اور چاند نکلا تب خجستہ اور خوانی جو راہیں بستنی دوشالہ اور رہے۔
 جواہر کے دریا میں سراپا غرق ہو توتے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اہی
 توتے! مجھے آج کی شب جلد رخصت دے کہ میں اپنے یار سے ملیں اور کچھ کچھ باتیں پہلا
 کی کروں! توتے نے کہا کہ اے کدبانو! میں نے تجھے پہلے ہی شب رخصت دی تھی۔ اب تک
 تو نے کہوں تو وقف کیا؟ خیر اب جا اور یہ زینور اپنے بدن کا اتار کہوں کہ بی بی! دنیا بہت
 بُری جگہ ہے۔ ایسے اسباب کو پہن کر مرد کے پاس جانا اچھا نہیں شاید اس کی آنکھ
 اس گونے پر پڑے اور جی میں کچھ لالچ کرے تو پھر نہ تو ہی رہی نہ کہنا ہی۔ دوستی

نہیں بدستور اُسی بلاخانے پر پہنچایا اور اُسی طرح سے اُس پر پہرے لگا اور بعد
ایک آدھ گھری کے وہ پاسبان بھی حضور پر نور میں آیا اور تائیات بجالا کر دعائیں
دینے لگا کہ عجم و دولت و جاہ و شہمت شاہشاہ کی تاقیامت برہمتی رہے

بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ اسی پاسبان! وہ کیشی آواز تھی کچھ تو نے دریافت کیا ہی
تو مفصل بیان کر اُس نے دست بستہ ہو کر عرض کی اسی خداوند! ایک عورت
حسین و صاحب جمال اپنے خاوند سے لڑ کر اس جنگل میں نکل آئی تھی اور ایک
درخت کے نیچے اُس راہ میں بیٹھی رو رہی تھی اور بہ آواز بلند یہی کہتی تھی کہ میں نہ رہونگی
تب میں اُس کے پاس گیا اور میٹھ میٹھ باتوں سے بھلایا اور اچھے اچھے سُخن
سمجھا بوجھا کر اُس کے شوہر سے ملا دیا دوستی اُن دونوں میں کروادی اب اُن نے
مجھ سے اقرار کیا ہی کہ میں ساتھ برس تک اپنے شوہر کے گھر سے نہ نکلونگی

بادشاہ نے یہہ دانائی اور جاں فشانی اُس کی اور جرات اُس کے دیکھی تھی
فرمایا کہ اسی پاسبان! جس وقت تو اُس کی خبر لے چلا تھا۔ میں بھی تیرے پیچھے پیچھے
موجود تھا۔ سب سوال و جواب تیرے اور تیرے بیٹے کے اور اطوار اُس عورت کے
اپنی آنکھوں سے اور کانوں سے دیکھے اور سنے، خیر اگرچہ اگلے وقت میں تو محتاج
و غریب ذلیل و پریشان تھا اور اب میرے پاس پاسبانی میں تو کمر ہوا تھا۔ انشاء اللہ
تعالیٰ روز بہ روز بہودی اور ترقی تیری ہوگی اور گھری گھری سب کوک پر سکون
کرونگا۔ خدا کے فضل سے نہایت تو اوج دولت کو پہنچے گا

کمر لگا بہتر یہی ہی کہ مجھے جلد لے چلو اور اُس کے اوپر صدقے کرو تو میں سعادت دار بن
 حاصل کروں کہوں کہ ایک تو آپ کا کہنا اور دوسرے ایسے بادشاہ پر شمار ہونا۔ اس سے
 بہتر بات میرے واسطے اس جہان میں اور کوئی نہیں! میں نے یہہ کلام حضرت استاد
 (رحمت اللہ علیہ) سے سنا ہی کہ ہر ایک چھوٹے برے مکتب کے لڑکوں سے کہتے تھے کہ اگر
 شاہ کی سلامتی کے واسطے کوئی اہل کار بادشاہی ایک آدمی کو رعیت میں سے
 مارے تو گناہ نہیں کہوں کہ وہ بندہ پروہی - سینکڑوں کو پالتا ہی! وہ جیگا تو ہر ایک
 شہر اُس سے آباد رہیگا۔ اگر وہ مرے گا تو ایک ظالم پیدا ہوگا کہ وہ ہزاروں کو خراب کرے گا
 اور لاکھوں اُس کے ظلم و ستم سے مرینے پس لازم ہی کہ جلد مجھے لے چلو اور اُس
 کے واسطے ذبح کرو اُس پر ایک مجھہ سا قبر بان ہو تو کہلا!

آخر وہ پاسبان اپنے بیٹے کو اُس عورت کے پاس لے گیا اور اُس کے ہاتھ پاؤں باندھ
 جھک کر ایک خنجر تیر سے چاہتا تھا کہ اُس کا گلا کاٹے کہ اتنے میں اُس عورت نے اُس کا
 ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اسی پاسبان! اپنے بیٹے کو ذبح مت کرو اور گلا اُس کا مت کاٹ۔
 حق تعالیٰ کو تیری ہمت پر رحم آیا اور مہربان ہو کر مجھے پھر ساتھ برس کا حکم کہنا کہ
 بادشاہ کے قالب میں رہ! جس وقت اُس پاسبان نے اس خوشی کی خبر کو سنا۔ بہت
 خوش ہوا اور اُسی گھری بادشاہ کو خبر دینے چلا

یہہ حالت بادشاہ طبرستان نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھی اور بات چیت پاسبان
 کی اور اُس کے بیٹے کی کما حقہ دریافت کی! پھر اُس کے پہنچنے سے پہلے دور کر اپنے

ٹیکر! تو کون ہی اور یہ بات کس لیے کہی گئی تھی؟ اُس نے کہا کہ میں تصویرِ عمرِ بادشاہِ طبرستان کی ہوں۔ وعدہ اُس کا برابر ہوا ہی۔ اب اس واسطے میں جاتی ہوں! یہ سُن سنسنے ہی اُس پاسبان نے کہا کہ اسی تصویرِ عمرِ بادشاہ! اب تو کسی طرح سے پھر بھی مراجعت کریگی اور آویگی؟ اُس نے کہا کہ اسی پاسبان! ایک صورت سے اگر تو اپنے بیٹے کو اُس کے عوض ذبح کرے تو البتہ مراجعت کروں گا بادشاہ پھر چند روز اس جہان میں زندگی کرے اور جلدی نہ مرے

یہ بات بادشاہ نے بھی سنی اور اُس پاسبان نے نہایت خوش ہو کر جواب دیا کہ اسی عورتِ عمرِ بادشاہ! اپنی عمر اور اپنے بیٹے کو بادشاہ کی عمر پر نثار و تصدق کرتا ہوں۔ جلدی مت کر۔ تو یہیں کھرتی رہ۔ میں ابھی اپنے گھر جاتا ہوں اور بیٹے کو لا کر تیرے سامنے ذبح کرتا ہوں۔ میں اُس سے ہاتھ اٹھاؤں گا۔ بادشاہ کی سلامتی کے واسطے ماروں گا۔

حاصلِ کلام۔ یہ کہہ کر اپنے گھر گیا۔ بیٹے سے کہنے لگا کہ بیٹا! آج بادشاہ کی عمر تمام ہوئی ہے۔ کوئی دم میں وہ مرتا ہے۔ اگر تو اپنی عمر اُس کو دے تو وہ تیرے مرنے سے جیئے اور چند روز اس دنیا میں رہے۔ وہ لڑکانیک بخت و وفادار اس بات کو سننے ہی کہنے لگا کہ اسی قبائے و کعبہ! وہ بادشاہِ منصف و عادل ہے۔ ایسے والی صاحبِ سخا اہلِ ہمت غریب پرور کرم بخش کے ایک میں کہا ہوں اگر تمام گھر تمہارا کام آوے تو تم قصور نہ کرنا کہوں کہ ایک مجھ سانا چیز اگر اُس کے صدقے ہوا تو ہوا۔ وہ چیتا رہے گا تو ایک عالم کو پرورش

لی کتنے دنوں سے شام سے صبح تک حاضر رہتا ہوں اور اُمیدوار تھا کہ جمال مبارک
 حضرت کا دیکھوں اور اپنی آنکھیں روشن کروں۔ بارے آج کی شب قسمت نے یاوری
 کی کہ دیدار خداوند عالمیاں کا دیکھا دل کو شاد کیا اتنے میں ایک آواز جنگل کی طرف سے
 بادشاہ کے کان میں آئی کہ میں جاتی ہوں۔ یہی کوئی ایسا مرد مجھ کو پہچان لائے؟
 یہ بات سنتے ہی بادشاہ متعجب ہو کر اُس سے کہنے لگا کہ ایسا بیان! تو بھی
 کچھ اس آواز کو سننا ہی کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے؟ اُس نے عرض کی
 کہ خداوند! میں تو کئی شب سے سنا ہوں کہ بعد آدھی رات کے یہ آواز ہوں ہیں
 آئی ہے لیکن میں خدمت پاسبانی کی رکھتا ہوں محل سرا کو چھوڑ کر جانہیں سکتا۔
 اس واسطے اُس کو دریافت نہ کر سکا کہ یہ کس کی ہے اور کہاں سے آئی ہے؟
 اگر شاہ جہاں ارشاد کریں تو ابھی جاؤں۔ کتاب اُس کو دریافت کر کے حضور
 پر نور میں عرض کروں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر۔ جلد جاؤ اور سچ خبر۔ حضور عین آکر
 گذارش کر

وہ پاسبان وہیں خبر لے نے چلا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ بادشاہ بھی ایک کتل سیاہ اوزہ
 سوار بدن اور منہ اُس سے چھپا کر اُس کے پیچھے ہو لیا۔ پاسبان تھوڑی دور جا کر
 کہا دیکھا تھا ہی کہ ایک عورت حین خوب صورت ایک درخت کے نیچے اُس راہ
 میں کہتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ میں جاتی ہوں۔ دیکھوں تو کون ایسا مرد ہے
 جو مجھے پہچان لائے اور نہ جانے دے؟ تب اُس نے پوچھا کہ ایسی ہی صاحب جمال پری

اُتنے میں ایک شخص اجنبی اُس محفلِ بادشاہی میں بے دھڑک چلا آیا تب ہر ایک اہل
 برہمن نے پوچھا کہ اسی مرد بیگانہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں شمشیر زن
 اور شیر گیر ہوں اور تیر اندازی بھی ایسی جانتا ہوں کہ تیر میرا سنگِ خارہ کو پھوڑتا
 ہے بلکہ پہاڑ کے بھی دو سار ہوتا ہے! سوائے اس سب سے گری کے ہر ایک فن سے
 واقف ہوں اور بہت سی حکمتیں جانتا ہوں! پہلے امیر خجند کے پاس نوکر تھا جب
 اُس نے میری قدر کچھ نہ کی اور کاری گری نہ سمجھی تب اُس کی چاکری چھوڑ کر
 بادشاہِ طبرستان کے پاس آیا ہوں۔ اگر وہ مجھ کو رکھے گا تو رہوں گا اور ہر ایک وقت
 جاں فشانی قرار واقعی کروں گا! طبرستان کے بادشاہ نے یہ سُن کر اپنے نوکروں
 اور اہل کاروں کو حکم کیا کہ بالفعْل اسے خدمتِ پاسبانی کی دو۔ بعد دریافت ہونے کے
 جو اس کے حق میں مناسب ہو گا سو کیا جائیگا بموجب حکم بادشاہ کے ارکانِ دولت نے
 اُسی وقت اسے خدمتِ پاسبانی کی دی اور سرفراز کیا چنانچہ وہ شام سے تا صبح ہر ایک
 شب دولت خانے کی خبرداری کے واسطے جاگتا اور کھڑے ہو کر بادشاہ کے قصر کو
 دیکھتا کرتا۔

اتفاقاً ایک شب آدھی رات کو بادشاہ بالاخانے پر کھڑا ادھر ادھر پھرتا تھا نگاہ اُس کی
 اُس پاسبان پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص مُستعد کھڑا ہے۔ تب اُس نے پوچھا اسی
 شخص تو کون ہے جو اس وقت اس محلِ سرا کے نیچے کھڑا ہے؟ اُس نے عرض
 کی خداوند! میں پاسبان اس دولت خانے کا ہوں۔ خبرداری کے واسطے اس محلِ سرا

دوسری کہانی یہ ہے کہ ایک پاسبان نے بادشاہ طبرستان سے وفاداری کی اور اُس نے اُسے

خدمتِ ولی عہدی کی دی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب خجستہ اپنے بچھونے پر سے اُتھہ ماتھہ مٹھہ دھو کر بیٹھی! خوان کھانے اور میوؤں کے منگائے۔ کچھ تناول کیا پھر پوشاکِ مکلف اور جواہر قیمتی سے اپنے تیس آراستہ کر سچ مچ کی بنی بن دوپری پیکر خواصوں کو ساتھ لے حشاش و بٹاش توڑے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اہی توڑے! اگر تو اپنی مہربانی سے رخصت کرے تو میں اُس کے پاس جاؤں اور آرزو اپنے دل کی نکالوں! تو تا کہنے لگا کہ اہی کدبانو! تو خوش ہو اور اندیشہ مت کر کہ میں تیرے کام کی سعی و جست و جو میں لگ رہا ہوں۔ قریب ہی کہ تجھے تیرے یار کے پاس پڑچاؤں لیکن تجھے لازم ہے کہ تو بھی دوستی و محبت اُس کی اپنے جی میں رکھے۔ جس طرح سے کہ ایک پاسبان نے بادشاہ طبرستان کی عقیدت اپنے دل میں رکھی اور اُس کی عوض و ولایت بے شمار پائی! خجستہ نے پوچھا کہ اُس کی نقل کہوں کر ہی مفصل بیان کر

تو تا کہنے لگا کہ عقلمندوں نے اور اگلے زمانے کے بزرگوں نے کہا ہے کہ ایک دن بادشاہ طبرستان نے مجلسِ عیش برابر بہشت کے آراستہ کی! کھانے اچھے لذیر اور شرابیں پر کیفیت۔ کبابِ قسم قسم کے۔ اُس محفل میں مہیا کیے! شہزادے وزیر امیر حکیم استاد بلکہ جتنے صاحبِ کمال اُس شہر کے تھے حاضر ہوئے! کھانے انہوں نے کھائے اور شرابیں پیں کہ

اُس کی فریاد سن کر مہربان ہوا اور مجھ کو مُردے سے زندہ کر کے کہا کہ اسی تو تے! تو اس کے خاوند کے پاس جا اور اُن دونوں کو آپس میں ملا دے بلکہ تو اس کی عصمت پر گواہی دے جب آقا نے یہہ احوال دریافت کیا تب خوش ہو کر اپنی جگہ سے اُٹھا اور گھوڑے پر سوار ہوا اپنی بی بی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ جانی! میں نے بے تقصیر تجھے ستایا اور دکھ دیا لیکن اب تو اس بات سے درگزر آمیزی خطا معاف کر! وہ راضی ہوئی تب اُس کو گھر لے آیا پھر دونوں جوڑو خاوند ملے جلے رہنے لگے اور عیش و عشرت کرنے

القِصۃ تو تے نے اُس سوداگر کے تو تے کا قصہ تمام کر کے خُجستہ سے کہا کہ اسی خُجستہ! تو اُٹھ اور جلد شہزادے کے پاس جانا کہ وعدہ تیرا جو تھ نہ ہو اگر خدا نہ خواستہ یہہ خبر تیرے شہر تک پہنچے اور وہ تجھ سے خفا کی کرے تو میں اُسی سوداگر کے تو تے کی طرح صفائی کروا دوں گا خُجستہ اس سُخن سے خوش ہوئی اور قصد کیا کہ شہزادے کے پاس جاوے اُسے میں صبح صادق کا بُغیہ اظہر ہوا جانا اُس کا موقوف راتِ تب یہہ قطعہ آسمان کی طرف دیکھ کر پڑھا۔ گریبانِ مٹلِ گل چاک کیا

یہہ دو دل کو ایک جابستھا تا نہیں کسی کا اسے وصل بھاتا نہیں یہہ ہی دشمن وصلِ دل سوزِ ہجر کرے ہی شبِ وصل کو روزِ ہجر از بس کہ خُجستہ تمام رات قصہ سُننے کے واسطے جاگتی تھی سونے کے لیے گئی اور جاتے ہی اچھوٹنے پر سوزِ ہمی

آواز کو نہ مٹا سکتا تھا اور اپنے جی میں سمجھتی کہ اس قبرستان میں کسی ولی
 خدا پرست کی قبر بھی - البتہ وہ میرا گناہ بخشے گا اور مجھ سے میرے خاوند کو بلا دے گا اس
 بھروسے اپنے سر کو منڈوا کر چندے اُس قبرستان میں رہی
 ایک روز تو اُس قبر سے نکل کر کہنے لگا کہ امی عورت! تو نے بے تقصیر میرے پر
 اکھیرے اور مجھے آزار سخت دینے خوب جو ہوا سو ہوا - میری قسمت میں یہی تھا جو تو نے
 کیا لیکن میں نے تیرا شک کھایا ہے اور تیرے خاوند کی خرید ہوں - تو میری بی بی بی -
 تیری خدمت بہ خوبی کرونگا اور وہ باتیں گور کے سوراخ سے میں نے ہیں تجھ سے کہی تھیں
 تو یقین کر کہ میں راست گو ہوں - چغل خور نہیں کہ عیب تیرا تیرے خاوند سے کہتا
 اب دیکھ تو یہی میں تیرے شوہر کے گھر جاتا ہوں اور تجھ سے اُس کو بلا دیتا ہوں
 غرض تو نے یہ کہہ کر کہا اور اپنے خاوند کے گھر جا کر موافق قاعدے کے اُس کو سلام کیا اور
 آداب بجالایا - پھر دعائیں دینے لگا کہ عمر تیری برے دولت دو چند ہووے اُس نے کہا کہ
 تو کون ہے کہاں سے آیا ہے جو اس طرح با ادب کھرا دعائیں دیتا ہے؟ مہر آپہی پہچان
 کر کہنے لگا کہ اب تک کہاں تھا اور کس شخص کے گھر مہمان؟ سب احوال اپنا تفصیل
 کہہ اُس نے عرض کی کہ میں تیرا وہی قدیمی توتا ہوں مجھے بی بی پنجرے سے لے گئی تھی
 اُسی کے پیت میں تھا اُس کے آقا نے کہا پھر تو کیونکر جی اُٹھا؟ اُس نے کہا کہ تم نے بے گناہ
 اپنی بی بی کو گھر سے لے کر کیا اور باہر پکڑ کر نکال دیا وہ اس سبب سے ایک قبرستان
 میں گئی اور چالیس روز فاقے سے رہی - بے اختیار آہ و زاری کیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ

رات کو اُس سوراخ سے نکلتا جو کوئی مُسافر کہ اُس قبرستان میں وارد ہو کر رات کو کھانا کھاتا۔ اُس کا گرا پرا اُتکر اُتیرا دانہ دُنگا جو پاتا سو چنتا اور کھاتا اور پانی پیکر پھر

صبح کو اُسی سوراخ میں جا بیٹھتا

بعد چند روز کے سارے پر اُس کے نکل آئے اور تھوڑا تھوڑا اُترنے لگا ایسا کہ اُس قبر سے اُس گور پر اور اُس گور سے اُس قبر پر جا بیٹھتا اور چگتا پھرتا اُس پر تو یہ گدزی اب ادھر کی سنو! جس شب وہ ٹوتا گیا۔ اُسی کی صبح کو وہ سوداگر اپنے بچھونے پر سے اُتھکر اُس کے پتھر کے پاس آیا اور اُسے دیکھا کہ وہ اُس کے اندر نہیں ہی! یہ احوال دیکھتے ہی اُس نے اپنی پگڑی زمیں پر دے پٹکی اور غل مچانے لگا۔ بلکہ نہایت مُترو ہو ا اور اپنی بی بی پر اُس قدر غصے ہوا کہ کُچھ کہنا نہیں جاتا آخر اُسی غم سے خواب خور بھی چھوڑ دیا اپنی عورت کی باتوں کو ہرگز اعتبار نہ کیا۔ بلکہ اُس کو اپنے گھر سے نکال دیا تب اُس عورت نے یہ وہہان کیا کہ شوہر نے مجھے گھر سے نکال دیا ہی۔ اب رہنے والے اس شہر کے مجھ بد کہیں گے! مُناسب یہی ہے کہ میرے گھر کے قریب جو گورستان ہے وہاں چلی جاؤں اور کھانا پسنا سونا سب چھوڑ دوں یہاں تک کہ مر جاؤں

آخر کار اُس قبر گاہ میں گئی اور ایک فافہ کیا جس وقت کہ رات ہوئی اُس توٹے نے قبر کے سوراخ میں سے کہا کہ امی عورت! اپنے سر کے بال ایک اُسٹرے سے مُندوا اور چالیس دین تک بے آب و طعام اِس گورستان میں رہ کہ میں تیری تمام عمر کے گناہ بخشوں۔ مُجھ میں اور تیرے شوہر میں دوستی کروادوں! وہ عورت اِس

اور باتیں اُن کے اختلاط کی سُتالیں دیکھ مان دیکھا سُنا ان سُنا جان کر چپ رہتا
 بعد دیر ہر س کے وہ تاجر اپنے گھر آیا اور حقیقت گزری ہوئی اپنے گھر کی اُس توٹے
 سے پوچھی کہ میرے پیچھے کس طرح سے گزری اور کس کس نے کہا کیا کیا؟ اُس نے
 ہر ایک کا احوال جو تھینک تھینک تھا سب بہ خوب ہی کہہ دیا اور بی بی کی بات سے
 آگاہ نہ کیا۔ کیوں کہ اگر وہ بھی کہتا تو دونوں میں جُدائی ہوئی یا کسی نہ کسی کی جان
 جاتی۔ بعد دو ہفتے کے وہ تاجر یہہہ ماجرا اور کسی شخص کی زبان سے سُنا کر اپنی بی بی
 سے دق ہوا اور خفگی کرنے لگا۔ کہوں کہ ہوش مندوں نے کہا ہی کہ عشق و مُشک
 نہیں چھپتا اور آگ باروت میں پوشیدہ نہیں رہتی وہ سوداگر توٹے کی طرف سے بد
 ظن ہوا اپنے جی میں کہنے لگا کہ افسوس اس توٹے نے کچھ بھی اس کے نیک و بد کی
 بات مجھ سے نہ کہی اور اپنی جو رو پر غصے ہو کر بہت سی سرزنش کی وہ احمق عورت
 یہہہ سمجھی کہ شاید توٹے نے کچھ اُس سے میری بات کہی جو اس قدر مجھ پر اُس نے
 آفت اُٹھائی پھر توٹے کو اپنا مخالف سمجھ کر ایک روز ادھی رات کو قابو پا کر
 اُس توٹے کے ہر وبال نوچ ناچ کر گھر کے باہر پھینک کر غل مچانے لگی کہ ہی! میرے
 توٹے کو بلی لے گئی اور جی میں سمجھی کہ وہ کم بخت مر گیا ہوگا لیکن تھوڑی سی جان
 اُس میں باقی تھی اوپر سے جو گرا تو صدمہ زیادہ پہنچا بارے بعد ایک ساعت کے
 اُس کے بدن میں قدرے قوت و توانائی آئی تب سنبھال کر اُٹھا۔ وہاں ایک گورستان
 تھا۔ اُس میں گیا اور ایک گور کے سوراخ میں رہنے لگا لیکن تمام دین بھوکھا مرنا اور

نے مجھ کو نہ مدت بناوایا ہی اگر تو کہے تو اُس کے پاس رات کے وقت جاؤں اور طبع ہوتے
 ہوتے اپنی جگہ پر آؤں ا تو تا اپنے جی میں دُر کر کہنے لگا کہ اگر میں بھی منع کرتا ہوں یا
 کچھ اور کہتا ہوں۔ تو ابھی مینا کی طرح سے مارا جاتا ہوں! یہ سمجھ کر کہنے لگا کہ اسی
 کدبانو! مینا ناقص عقل تھی اور اکثر یہ خلیقت عورتوں کی بے وقوف ہوتی ہے۔
 اسی واسطے شعور مندوں کو لازم ہی کہ اپنا احوال اُن سے نہ کہیں۔ بلکہ اس ذات
 سے پرہیز کریں! تو خاطر جمع رکھ۔ بلدی مت کر جب تک میری جان اس قالب میں
 ہی تب تک تیرے کام کی پیروی کرونگا۔ اتنا مت گھبرا کر ہم آسان کرینگا! خدا
 نہ خواستہ یہ بات ظاہر ہوئی اور اُرتی اُرتی تیرے شوہر تک پہنچی اور اُس نے آن کر
 مجھ سے خفگی کی۔ تو میں ایک بات بنا کر تم دونوں کو آپس میں ملا دوں گا جس طرح
 سے کہ اُس تو نے فرخ پیک سوداگر کو اُس کی جوڑو سے ملا دیا تھا! خجستہ نے پوچھا کہ
 اُس کی نقل کیونکر ہے؟ مفصل بیان کر کہ میں تیری احسان مند ہوں گی
 تو نے کہا کہ کسی شہر میں ایک سوداگر فرخ پیک نام نہایت مالدار تھا اور ایک توتا
 عقلمند اپنے پاس رکھتا تھا! اتفاقاً اُس سوداگر کو سفر در پیش ہوا تب
 ہر ایک اسباب اپنے گھر کا بی بی سمیت تو نے کے حوالے کیا اور آپ واسطے سوداگری
 کے کسی ملک میں گیا اور کئی مہینے وہاں کار تجارت میں رہا! بعد کئی دن کے اُس کی جوڑو
 نے ایک جوان مُغل تجھے سے آشنائی کی اور ہمیشہ رات کو اُسے اپنے گھر بلاتی۔
 صبح تک اُس کے ساتھ غیش و عشرت کرتی! یہ احوال اُن دونوں کا وہ توتا دیکھتا

بیٹھ کر جی میں کہنے لگی کہ مینا سے حال کبر یہ بات کہئے اور اُس سے رخصت لیکر چلیے۔
 کہوں کہ میں بھی عورت ہوں اور وہ بھی اسی خلقت میں ہی! اغلب ہی کہ وہ
 میری بات سنے اور رخصت کرے۔ یہہ سُخن دل میں تھہرایا اور مینا سے جا کر کہا کہ
 اسی مینا! عجب ماجرا ہی اگر تو سنے تو کہوں اُس نے کہا کہ بی بی! کہا کہتی ہو؟ کہو میں
 بھی اپنی عقل کے موافق عرض کرونگی تب کہ بانو کہنے لگی کہ آج میں اپنے کو تمہے پر
 چرہ کر جھروکھے سے جھانکتی تھی کہ اتنے میں ایک سٹ ہزارہ اس رستے سے گذرا اور
 مجھ پر عاشق ہوا اس گھری اُس نے مجھے اپنے گھر میں بلایا ہی اگر تو کہے تو میں جاؤں
 اور اُس سے ملاقات کروں۔ پھر دو چار گھری کے بعد اپنے گھر چلی آؤں! یہہ بات سنتے ہی
 مینا نہایت غضب ہوئی اور غوغا کر کے کہنے لگی کہ واہ واہ بی بی! اچھے دھنگ نکالتی
 ہو اور خاصی باتیں سناتی ہو۔ کہا خوب! غییر مرد کے گھر جاؤ گی اور اُس سے دوستی کر کے
 اپنے شوہر کی حرمت گسواؤ گی! یہہ برا عجب ہی تمہاری قوم کے لوگ کہا کہیں گے؟ اس
 حرکت سے باز آؤ! یہہ سنتے ہی خجستہ نے اُسے پنجرے میں سے نکال کر دن مرور ایک
 ٹانگ پکڑا اس زور سے زمین پر دے پٹکا کہ روح اُس کی آسمان کو پرواز کر گئی اور آپ
 اُسی طرح سے ٹھٹھے میں بھری ہوئی توتے کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ امی توتے!
 کچھ حقیقت مینا کی دیکھی کہ وہ ابھی کہا تھی اور کہا ہو گی؟ اُس نے کہا کہ جی! دیکھی
 جو خاوند سے بے ادبی کر چکا اُس کا یہی احوال ہو گا تب خجستہ خوش ہو کر کہنے لگی کہ امی
 توتے! بہت دن ہوئے کہ میں نے مرد کی صورت بھی نہیں دیکھی اور آج ایک بادشاہ زادے

یہ دو چار باتیں سمجھا کر آپ کسی شہر کو گیا اور خجستہ کئی مہینے تک اُس کی
جدا ہی میں رویا کی اور کھانا سونا دن رات کا چھوڑ دیا غرض تو نا کچھ قصہ کہانی کہہ
کر اُس کے غمگین دل کو ہر ایک وقت بہلایا کرتا۔ اسی طرح سے چھ مہینے تک
پُسلاندہ ملا کر رکھا

القصہ ایک دن وہ نہادہ و بناؤ کر کو تھے پر چرہ ہی اور سیر ہر ایک کو چہ و بازار کی
جھروکے سے گزرنے لگی اتنے میں ایک شہزادہ گھوڑے پر سوار آنکھیں اوپر کئے ہوئے گھوڑے
کو قدم بہ قدم لیسے ہوئے چلا جاتا تھا۔ خجستہ کو دیکھتے ہی عاشق ہوا اور اُس کا بھی دل اُس
پر آہی گیا۔ بے اختیار ہو کر شہزادے نے اسی گھری ایک عورت مکارہ کے ہاتھ خفیہ پیوہ پیشنام
بھجوا کہ اگر تم ایک رات چار گھری کے واسطے میرے گھر آؤ تو اُس کے عوض ایک
لاکھ تھی لاکھ ہن کی تمہیں دوں، اُس برہ بیانے بھی وہ نہیں جا کر اُس سے کہا۔ اسی خجستہ
اُس شہزادے نے تجھے بلوایا ہی اور ایک گھری کے واسطے لاکھ ہن کی انگشتی دینا
ہی اگر تو چلے اور دوستی اُس سے پیدا کرے تو کچھ اسی چیر پر موقوف نہیں
ہی۔ بلکہ ہمیشہ ساوک کیا کرے گا خجستہ نے پہلے تو اس بات سے بہت سنا برا مانا اور
خفا ہوئی لیکن پھر اُس پیر ذال کے دم میں آہی گئی اور کہنے لگی کہ اچھا میری طرف
سے اُس کی خدمت میں سلام شوق کے بعد یہ کہنا کہ شب کو جس طرح سے جانو لگی
اُسی طرح تمہارے پاس اپنے تئیں پہنچاؤ لگی یہ پیشنام وہ مکارہ لیکر ادھر گئی اور ادھر
رات آئی تب خجستہ نے اپنے تئیں نہایت لباس اور کہنے سے آراستہ کیا اور کرسی پر

اور سوائے اس دولت خانے کے اور کسی کے گھر سُنبل کا نام بھی اس شہر میں نہ پایا گیا۔
 لاچار ہو کر حضور ہی میں آکر درخواست کر گیا۔ پھر اپنی خاطر خواہ پہنچایا اور اُس
 میں فائدہ بہت ہو گیا۔ یہ بات تو تھے کی اس کو نہایت خوش آئی اور ہزار ہن اُس
 شخص کو دیکر اُس تو تھے کو لے اپنے گھر آیا اور سب سُنبل فروشوں کو بلا کر سُنبل کی
 قیمت پوچھی انہوں نے عرض کی کہ جتنا سُنبل ہماری دوکان میں ہے = دس ہزار
 ہن اُس کی قیمت ہونے میں ۱ مہمون نے اسی دم دس ہزار ہن خزانے سے دلو کر خرید
 کیا اور ایک مکان میں رکھ دیا۔ بعد دو تین دن کے کابل کے سوداگر اُس شہر میں
 داخل ہوئے اور تلاش سُنبل کی کرنے لگے۔ جب کہیں نہ پایا تب اسی کے پاس آکر سُنبل
 کو بہ منت و زاری چوگنی قیمت دیکر مول لیا اور اپنے شہر کو گئے تب مہمون اُس تو تھے
 سے بہت خوش ہوا اور اپنی جان سے زیادہ عزیز تر رکھنے لگا اور ایک مہینہ بھی خرید
 کر کے اُس کے پاس رکھی۔ اس واسطے کہ عالم تنہائی میں وحشت اسے نہ ہو
 کہ عقلمندوں نے کہا ہی

کُند ہمجنس با ہمجنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

غرض اُس نے مہینہ کو بھی تو تھے کے پاس رکھا کہ یہ دونوں آپس میں ہمجنس ہیں۔ بہ
 خوبی خوش رہیں گے اور بعد کسی دن کے خستہ سے کہلا کہ میں سفر خُش کی وتری کا کیا
 چاہتا ہوں۔ تاکہ کسی ایک شہروں کی شیرکروں جو تمہیں کام کرنا منظور ہو سو بے مصاحت
 ان دونوں کی ہرگز نہ کرنا بلکہ جو یہ کہیں اُس کو سچ جاننا اور ان کی فراموشی میں رہ کرنا

لگے اور کسی وقت جدا نہ ہوتے تھے۔ غرض یہاں تک شیفہ و فریفتہ ہوئے کہ عاشقی
 و معشوقی کے درجے سے گزر گئے۔ اتفاقاً میمون ایک دن پالکی پر سوار ہو کر بازار میں
 سرگرد گیا اور دیکھا کہ ایک شخص اس بازار میں ایک پنجرہ اتوتے کا اٹھہ میں ایسے
 کھڑا ہی اس نے توتے بیچنے والے سے پوچھا کہ اسی شخص ! اس توتے کا کہا مول
 ہی کہہ؟ اس نے جواب دیا کہ خداوند ! اس کو ہزار ہن سے کم نہ دوں گا میمون نے کہا کہ
 خیر معلوم ہوا جو اس ایک مٹ پر کو ہزار ہن دیکر لے اس کے برابر دوسرا لے و قوف
 نہ ہوگا۔ کہو نہ یہ ایک نوالا بلی کا ہی ! جب توتے والا جواب اس کا نہ دے سکا اور توتے
 نے جانا کہ اگر یہ وہ دولت مند عہدہ مجھے خرید نہ کرے۔ موجب قباحت اور بدنامی کا ہی کہوں کہ
 صحبت بزرگوں کی اور دانائیوں کی سبب زیادتی عقل کا ہی اور اس سے میں
 محروم رہتا ہوں تب جواب دیا اسی جو ان خوش رو ! اگرچہ میں تیری آنکھوں میں
 حقیر و ضعیف ہوں لیکن بہ سبب دانائی اور عقل کے عرش پر پر مارتا ہوں اور ہر ایک
 اہل سخن میری خوش گوئی و شیریں زبانی سے حیران ہی۔ بہتر یہی ہی مجھے
 مول لے اس واسطے ادنیٰ ہر میرا یہ وہی کہ میں حقیقت ماضی اور استقبال کی
 حال میں کہہ سکتا ہوں اور کل کی بات آج بتا سکتا ہوں اگر حکم ہو تو ایک بات فائدے
 کی ہی۔ عرض کروں تب اس نے کہا کہ کہا کہتا ہی کہہ؟ توتے نے کہا کہ بعد کسی دن
 کے ایک قافلہ سوداگروں کا اس شہر میں سُنبل خریدنے آویگا تم ابھی سے تمام شہر
 کے دوکان داروں سے سُنبل خرید کر کے اپنے پاس رکھو جس گھری وہ کاروان یہاں آویگا

- اگلے دو لاکھ مندوں میں سے احمد سلطان نام ایک شخص ہر مالدار اور صاحب فوج تھا۔
 لاکھ گھوڑے پندرہ سو زنجیر فیل اور نو سو قطار بار برداری کے اونٹوں کی اُس
 کے در دولت پر حاضر رہتی تھی پھر اُس کے لڑکا بالا کوئی نہ تھا کہ گھر اپنے باپ کا روشن کرتا
 اسی بات کا اُس کے تھادل پہ داغ نہ رکھتا تھا وہ اپنے گھر کا چراغ
 اسی واسطے صبح شام خدمت میں خدا پرستوں کی جاتا اور اُن سے درخواست دعا کی کرتا
 غرض تھوڑے دنوں کے بعد خالق زمین و آسمان نے ایک نیک و خوب صورت مہر چہرہ لاکھیں
 اُسے بخشا احمد سلطان اس خوشی سے گل کی مانند کھلا اور نام اُس کا میٹھون رکھا کہ
 ہزار روپے اور ہن فیتروں کو بخش کر مسجد شکر کا سجایا اور یہہ بیت پر فے لگا
 فتح فضل کرتے نہیں لکھی بار نہ ہو سچھ سے مایوس امیدوار
 اور تین مہینے تک شہر کے امیروں و زیروں و انایوں فاضلوں استادوں کی ضیافتیں کیں
 کشمیاں بعضوں کے آگے رکھیں اور اکثر کو خاصیتیں بھاری بھاری دیں جس وقت
 وہ لڑکاسات برس کا ہوا واسطے تربیت کے ایک استاد وانا وکابل کو سونپا کرتے ایک
 دنوں میں الف بے سے لیکر گستان الشہر کمرن جامع القوانین ابو الفضل یوسفی رفعت
 جامی نکات پرھا۔ بلکہ عام عربی کو بھی تحصیل کیا اور قاعدہ نشست و برخاست مجاہد
 بادشاہ کا اور طریقہ عرض معروض کا اُن سے سیکھا۔ سچ یہہ بھی کہ بعض فنون میں
 باپ پر بھی سبقت لے گیا جب باپ نے دیکھا کہ جوان ہوا تب ایک عورت صاحب
 جمال گل اندام حُجب نام کے ساتھ بہا کر دیا۔ دونوں آپس میں عیش و عشرت کرنے

فتوت - دریائے جود و کرم - منبعِ علم و حلیم - خداوندِ خدا یگانہ والا شانِ جانِ گلگیرِ ست
 صاحبِ بہادرِ دامِ اقبالہ کا ہی اگرچہ تھوڑا بہت ربطِ موافق اپنے حوصلے کے عبارتِ
 فارسی میں بھی رکھتا ہی لیکن بموجبِ فرمایشِ صاحبِ موصوف کے سن بارہ
 سی پندرہ ہجری - مطابقِ اٹھارہ سو ایک عیسوی کے حکومت میں سرگروہ امیران
 جہاں حامی غریبان و بے کسان زبدۂ نویں عظیم الشان مشیرِ خاص شاہ کیوان بارگاہ
 انگلستان مارکوئیس ولزلی گورنر جنرل بہادرِ دامِ اقبالہ کی محمد قادی کے طوطی نامے کا جس کا
 ماخذ طوطی نامہ ضیاء الدین نقشبندی ہی (زبان ہندی میں موافق محاورہ اردو سے معاً کے -
 نشر میں عبارتِ سیس و خوب و الفاظِ رنگیں و مرغوب سے ترجمہ کیا اور نام اس کا تو تا
 کہانی رکھتا کہ صاحبانِ نو آموز کے فہم میں جلد آوے اور یہہینچ مدان ہر ایک اہلِ سخن
 سے اُمید رکھتا ہی کہ جو کوئی چشمِ غور سے اس ترجمہ کو ملاحظہ کرے اور غلطی
 معنی یا نامِ بوطی الفاظ اس کی اس کے نظر پرے تو وہ شمشیرِ قلم سے مانندِ سر
 دشمن کے اس صفحہ ہستی سے اسے ارادے

جو بہرِ صلاح اس پہ رکھے قلمِ الہی نہ دینا کہی اس کو غم
 الہی بحقِ امامِ انام یہہ جلدی ہو مجھ سے کہانی تمام
 آدم بہ سیرِ مطلب سنا چاہے کہ کہا کہ خونِ جگر کھایا ہی اور کیشا کیشا مضمون باندھا ہی
 پہلا قصہ میٹھون کے تولد کا اور چھپستہ کے ساتھ بپاھے جانے کا اور چھپستہ و شہزادے کے آپس
 میں عاشق ہونے کا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِحسان اُس حُدا کا کہ جس نے دریائے سُخَن کو اپنے ابرِ کرم سے گوہرِ معنی جھٹا اور زبان

انسان کو واسطے اپنی حمد کے گویا کیا اور جنابِ پیغمبرِ آخر الزماں کو ہم گنہگاروں کی

شفاعت کے واسطے رحمتُ العالمین پیدا کیا کہ جس کے سبب سے ارض و سما نے قیام پایا

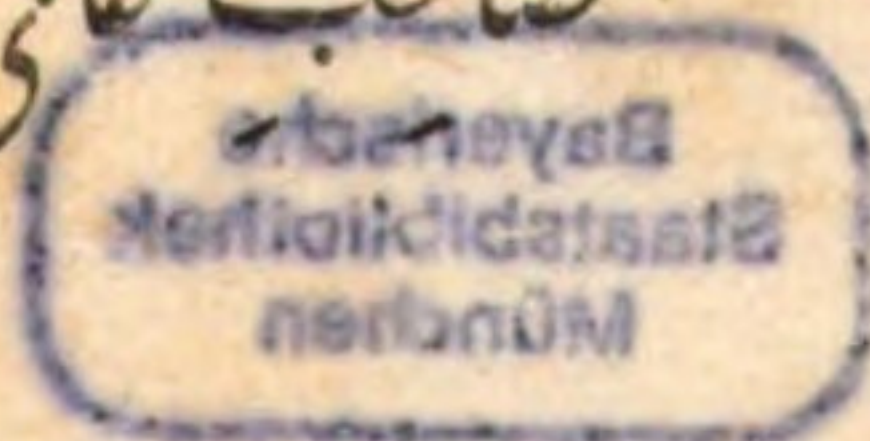
وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہی قائم جو لکھے اُس سے افروز دہی

پیغمبر کو بکھینچا ہمارے لیے وصی اور امام اُس نے پیدا کیے

یہ سید حیدر بخش مُتَخَلِّص بہ چدری شاہ جہان آبادی - تعلیم یافتہ مجلس خاصِ نواب

علی ابراہیم خان بہادر مرجوم - شاگرد مولوی غلام حسین غازی پوری - دستِ گرفتہ

صاحب عالی جناب سُخَن دان آبرو بخش سُخَن و ران - معدنِ مروت و حشمہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تو تانا کہانی ترجمہ محمد قادری کے طوطی نامے کا مدر سے کے

لیے عہد میں زبدہ نوینان عظیم اٹان

مشر خاص شاہ کیوان بارگاہ

انگلستان مارکویس

ولزلی گورنر

جنرل بہادر

دام ظلہ

کے

کیا ہوا منشی پید چید بخش چدری کا حکم

سے خداوند نعمت جان گلکریست صاحب

بہادر دام اقبالہ کے

در سخن کو تو غواص بحر معنی ہاے وگر نہ کیسی ہی کوئی شناوری جانے

سنہ ۱۸۰۳

چیتوی مطابق

سنہ ۱۲۱۸ ہجری

ہندوستانی چھاپے

خانے میں چھاپا کیا ہوا

منشی تیتورام کا

Naṣṣabī, ʿIyāʿ-ad-Dīn, / Bahšī ʿaidarī, ʿaidar / Gilchrist, John Borthwick,

Tūtā kuhānī a translation into the Hindoostanee tongue of the popular
Persian tales, entitled Tooti Namu

Calcutta 1804

4 A.or. 2309

urn:nbn:de:bvb:12-bsb10219564-6